الحمد للہ الذی ہدانا لہذا وما کنا لنہتدی لولا ان ہدانا اللہ

کہ بفضلہ تعالیٰ کتاب لاجواب مسمیٰ بہ ارشاد بجواب رہبر اسلام

ارشاد

بجواب

رہبر اسلام

جو وافی و تحقیق کافی تصنیف فاضل فطین عالم متین جامع معقول و منقول محقق

مفسر دقائق فروع و اصول ہادی راہ مستقیم مولانا و استاذنا جناب

مولوی عبد الکریم صاحب مد ظلہ العالی

فیروز بحسب کوشش ممبران انجمن

اہل اسلام جالندھر شہر ۱۳۱۱ ہجری

مطابق ۱۸۹۳ء

آفتاب ہند جالندھر شہر باہتمام منشی محمد برکت علی سوداگر کتب مطبع ہوئی

بار اول۔ تعداد جلد (۶۰۰) ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ قیمت فی جلد ۔۔۔۔۔ (۸/)

فہرست بعض مضامین ارشاد عام

ارشاد عام در جواب سیر اسلام

دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سُبحانَ اللہِ المَوجُودِ الوَاحِدِ المُنَزَّہِ عَمَّا یَصِفُونَ ۝ وَالحَمدُ لِلّٰہِ الَّذِی عَجَزَ عَن حَمدِہِ الحَامِدُونَ ۝ وَلَم یُعَارِض اَحَدٌ کَلَامَہُ حَتّٰی عَجَزَ الخَلقُ کُلُّھُم اَجمَعُونَ ۝ کَمَا شَھِدَ عَلَیہِ قَولُہُ تَعَالٰی فَاِن لَّم تَفعَلُوا وَلَن تَفعَلُوا وَلَم یُؤمِن بِہٖ اِلَّا المُؤمِنُونَ ۝ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُولِہٖ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ وَالمَلٰئِکَۃُ وَالمُؤمِنُونَ ۝ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصحَابِہِ الَّذِینَ اقتَدٰی بِھِمُ الصَّالِحُونَ وَعَلٰی جَمِیعِ الرُّسُلِ وَمَن تَبِعَھُم مِنَ الصَّالِحِینَ ۝ اِلٰی یَومِ الدِّینِ ۝ **اَمَّا بَعدُ** فَیَقُولُ الفَقِیرُ الرَّاجِی اِلَی اللہِ الرَّحِیمِ **عَبدُ الکَرِیمِ** غَفَرَ اللہُ لَہُ وَلِاَسلَافِہٖ وَاَخلَافِہٖ وَاَحبَابِہٖ حمد اور نہایت احسان ہے اُس محسن حقیقی کا کہ جسنے ارشاد کیا کہ قرآن مجید میری کلام ہے فَاَجِرہُ حَتّٰی یَسمَعَ کَلَامَ اللہِ یعنی اگر کوئی مشرکین میں سے پناہ چاہے تو پس تو اُسکو پناہ دے تاکہ وہ خدا کی کلام سنے یَسمَعُونَ کَلَامَ اللہِ ثُمَّ یُحَرِّفُونَہٗ یعنی وہ خدا کی کلام کو سنتے ہیں پھر اوسکی تحریف کرتے ہیں یُرِیدُونَ اَن یُّبَدِّلُوا کَلَامَ اللہِ یعنی وہ لوگ ارادہ کرتے ہیں یہہ کہ خدا کی کلام کو تبدیل کریں لَو کَانَ البَحرُ مِدَادًا لِّکَلِمٰتِ رَبِّی لَنَفِدَ البَحرُ قَبلَ اَن تَنفَدَ کَلِمٰتُ رَبِّی وَلَو جِئنَا بِمِثلِہٖ مَدَدًا ۝ یعنی اگر دریا سیاہی ہو واسطے لکھنے کلمات رب میرے کے تو البتہ دریا ختم ہو جاویگا پہلے تمام ہونے کلمات رب میرے سے اگرچہ ہم مانند اسکی سے مدد لاویں۔ دوسری جگہ ارشاد ہے کہ اگر جو کچھ زمین میں درخت ہیں قلمیں بنجاویں اور دریا سیاہی۔ اسکی مدد سات دریاؤں سے ہو مَا نَفِدَت کَلِمٰتُ اللہِ تو خدا کے کلمات ختم نہ ہونگے وَمَن اَصدَقُ مِنَ اللہِ قِیلًا ۝ یعنی کون زیادہ سچا ہے خدا سے سخن میں حَقُّ القَولِ مِنِّی

یعنی مجھے سخن صادق ہے وَالحَقَّ اَقُوْلُ یعنی میں سچ کہتا ہوں بخاری میں ابن عباس رض سے روایت ہے
کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حسنین رض کے حق میں یہہ فرماتے اُعِیْذُکُمَا بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ
مِنْ کُلِّ شَیْطَانٍ وَّھَامَّۃٍ وَمِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَّامَّۃٍ اور مسلم میں ہے اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ
مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ف مراد کلمات سے کتب الٰہی ہے جیسا کہ امام احمد بن حنبل رح اور ابن ابی حاتم نے
دلیل پکڑی ہے اسبات پر کہ قرآن غیر مخلوق ہے کیونکہ صفت مخلوق کی نافعہ اور تمام ہونا محال اور استعاذہ مخلوق
سے صحیح نہیں۔ ابوداود میں جابر رض سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّ الْقُرَیْشَ
قَدْ مَنَعُوْنِیْ اَنْ اُبَلِّغَ کَلَامَ رَبِّیْ یعنی تحقیق قریش نے مجھکو منع کیا اس سے کہ میں اپنے رب کی کلام کو پہنچاؤں
بیہقی میں ہے یَاقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِیْ اَنْ اُبَلِّغَ کَلَامَ رَبِّیْ اے میری قوم تم مجھے کسواسطے ایذا
دیتے ہو میرے رب کی کلام کی تبلیغ پر ابوبکر صدیق رض سے مروی ہے کہ مینے اہل مکہ کو سورہ روم پڑھ کر سنائی
پھر اہل مکہ نے کہا کہ یہہ تمہاری کلام ہے یا تمہارے دوست کی قَالَ لَیْسَ بِکَلَامِیْ وَلَا کَلَامِ صَاحِبِیْ
وَلٰکِنَّہٗ کَلَامُ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ کہا کہ نہ میری کلام ہے اور نہ میرے دوست کی لیکن یہہ کلام خدائے
تعالی کی ہے کَذَا فِی الْبَیْھَقِیِّ۔ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَلْقُرْاٰنُ کَلَامُ اللّٰہِ یعنی عمر بن خطاب
رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قرآن خدا کی کلام ہے اور عثمان اور علی اور انس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے مروی
کہ قرآن خدا کی کلام ہے۔ اسیطرح تمام صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین بلکہ تمام سلف سے جو امام دین
گذرے ہیں مثل امام ابوحنیفہ اور مالک اور شافعی اور احمد اور ابویوسف وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم تمام سے
مروی ہے کہ قرآن مجید کلام الٰہی اور غیر مخلوق ہے۔ یہہ امر متفق علیہ ہے سلف میں بلکہ سلف سے
تکفیر اور حکم ردت ثابت ہے اوس شخص کیلئے جو منکر ہو قرآن کے کلام الٰہی ہونیسے اور گواہی اوسکی مردود ہے مجلس
اور نکاح سے دور کیا جاوے۔ امام بخاری نے کہا کہ قرآن کلام الٰہی غیر مخلوق ہے اسپر علمائے حجاز اور
مکہ اور مدینہ اور کوفہ اور بصرہ اور مصر اور شام اور خراسان کا اتفاق ہے۔ تمام کا یہی قول ہے۔ اور جو قرآن کو
کلام الٰہی نہ جانے پس اوسپر خدا کی لعنت ہے اور اوسکی ذبیحہ نہ کھائی جاوے۔ اور سلام اور کلام اور مجلس سے
بند کیا جاوے۔ اور بیمار پرسی اور جنازہ اوسکی نہ کیجاوے۔ تمام سلف اور خلف کا اہل سنت سے اتفاق ہے کہ کتب
منزلہ کلام الٰہی ہیں اور کلام صفت باری کی ہے اور علم کیفیت صفات سے مخلوق عاجز ہے یہی مذہب اہل حق کا

ہے جو پیرو سنت اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے ہیں جنکی شان میں خیر القرون۔ خیر الامۃ
اور اہل صدق وارد ہے۔ جو اونسے روگردانی کرے ہلاک ہو گا۔ خداوند کریم ارشاد کرتے ہیں کُنْتُمْ
خَیْرَ اُمَّۃٍ الخ وَمَنْ یَّتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِہٖ جَھَنَّمَ ط
وَسَآءَتْ مَصِیْرًا ہ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ہ چھٹے مقدمہ میں باقی مذکور ہوگا مع شرائط
معجزہ و دیگر امور متعلقہ **عمدہ** نعت صلوٰۃ و سلام اُس ذات سید الانبیا پر کہ قرآن مجید کلام الٰہی انکا
اعجاز باقی ہے۔ اسکے مقابلہ اور معارضہ سے تمام مخلوق عاجز۔ خاصکر آدمی اور جن اور شیاطین مقابلہ نہیں کر سکے
مخالف لوگ جو بیگنت مثل ریگستان کی ہیں عداوت میں ہمیشہ سرگرم رہے ہیں۔ مال اور جان خرچ
کرنیسے کچھ دریغ نہیں کیا تمام قوت صرف کی آخرالامر ریاست و رمال وغیرہ سے طمع دیا سرور کائنات نے
ملو ہمت سے کچھ خیال نہ کیا عربی لوگ لاچار ہوئے۔ کچھ جرأت نہ پائی۔ متواتر خبروں سے معلوم ہے کہ عرب
کی نہایت عداوت خاتم الانبیا سے تھی اور نہایت درجہ کی حرص ابطال و تردید میں تھی۔ شب و روز اسی
خام خیال میں رہتے تھے باوجود فصاحت و بلاغت کے جو ہر ایک دم مارتا تھا ایک مختصر سورۃ سے مقابلہ اور
معارضہ نہ کر سکے۔ اگر مخالف کو کچھ شک ہے تو ثبوت معارضہ کا خبر متواتر سے پیش کرے اور وقوع اسکا ہرگز واقع
نہیں ہوا۔ بلکہ قیامت تک کوئی فرد مقابلہ نہ کریگا زمانہ خاتم الانبیا علیہ السلام سے آجتک سکوت و عجز ثابت
ہوا ہے۔ کوئی زمانہ نہیں گذرا مگر اسمیں مخالفین اسلام موجود ہوتے رہے۔ نہایت عداوت اور مخالفت
میں سرگرم رہے باوجود اتنی حرص و موجب عداوت کے کوئی سورت معارضہ کی قائم نہ کی۔ رسول
علیہ السلام نے نبوت کا دعویٰ کیا [illegible] معجزات بکثرت ظاہر ہوا۔ خاصکا معجزہ باقی جو قرآن مجید ہے
و یہ دونو امر تواتر سے ثابت ہیں کہ جس سے امر یقینی حاصل و ثابت۔ انکی عصمت بھی تواتر سے ثابت ہے
جو چیز تواتر سے معصوم ثابت ہو وہ یقینی ہے۔ اگر بالفرض صاحب رسالت میں کچھ خلل و نقصان
ہا تو ضرور مخالف لوگ اُسکو ظاہر اور مشتہر کرتے کیونکہ مخالف لوگ اظہار عیوب سے خوف نہیں کرتے بلکہ
ہی تشہیر کرنے میں نہایت حریص ہوتے ہیں اور ظاہر ہے کہ جسمیں کچھ خلل یا نقصان ہو وہ بموجب خوف کے
دعویٰ رسالت ظاہر نہیں کر سکتا۔ رحمۃ للعالمین خاتم المرسلین مصداق و موصوف ساتھ تمامی ولا
یت اور نبوت کے ہیں۔ ہر وہ لوگ جو مصداق و موصوف ساتھ صفات ولایت اور رسالت کے ہوں

وہ رسول ہیں۔ پس رحمت عالمین و رسول ثقلین شفیع الورٰی رسول ہیں۔ جب بفضل عظیم اور رحمت الٰہی سے نہایت مراتب کمال ممکن کے مصداق و غایت مدارج امکن کے صاحب استحقاق ہوئے لہذا سید الانبیا ہیں کتب ثقہ جو تواتر سے منقول ہیں انہیں معجزات مذکور ہیں کہ کلام حیوانات اور نباتات اور جمادات اور حرکت اشجار اور نطق اعضا وغیرہ امور سے شہادت ثابت ہے رسالت و نبوت حبیب الٰہی پر جو احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اہل سیر اور تواریخ اور اماماں کتب حدیث سے ساتھ صحت اور ضبط کے معجزات ثابت ہیں جسکا ارادہ ہو کتب حدیث اور تواریخ اور سیر میں ملاحظہ کرے اور معجزہ شق القمر تواتر سے ثابت ہے خدا تعالیٰ نے سورہ قمر میں فرمایا ہے وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ترجمہ اور چاند دو ٹکڑے ہوا۔ صحیح بخاری جو اصح الکتب بعد کتاب الٰہی ہے اور صحیح مسلم دونوں میں یہہ معجزہ مذکور ہے ساتھ روایت انس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے۔ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ کہا شق ہوا چاند حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دو ٹکڑے ایک ٹکڑہ اوپر پہاڑی کے اور ایک ٹکڑا نیچے پہاڑی کے یعنی دونوں ٹکڑے چاند کے پہاڑ کے دونوں کناروں پر سے جدا جدا ہوئے۔ پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کو کہ تم گواہی دو میری نبوت پر۔ شرح مواقف اور نبراس اور مرقات اور لمعات میں مذکور ہے کہ حدیث شق القمر کو بہت صحابہ اور تابعین نے روایت کیا۔ انسے ایک جم غفیر اماماں حدیث نے نقل کیا ابن حاجب نے شرح مختصر میں کہا کہ میرے نزدیک یہہ حدیث شق القمر متواتر ہے صحیحین وغیرہ میں بہت طرق سے مروی ہے۔ پس حجت اسمیں شبہہ نہیں ہے کذا فی المواہب لدنیہ۔ اور مفسرین کا اتفاق ہے کہ آیت سے مراد معجزہ شق القمر ہے نہ وہ شق القمر جو قیامت میں واقع ہوگا اور سیاق آیت سے بھی اعجاز معلوم ہوتا ہے۔ اور منکر ہے بعض اہل بدعت فلسفی شق القمر سے بموجب گمان فاسد کے کہ فلکیات میں خرق اور التیام محال ہے۔ اور بعض ملحد یوں انکار کرتے ہیں کہ اگر واقع ہوتا تو تمام خاص و عام اسکو بیان کرتے اور تمام دیکھنے میں شریک ہوتے صرف مکی خاص نہ ہوتے اور اہل تواریخ اسکو نقل کرتے۔ جواب یہہ ہے کہ شق ہونا بموجب عقل اور نقل کے ثابت ہے کیونکہ تمام عالم افلاک وغیرہ مخلوق اور مقدور اور مسخر الٰہی ہیں۔ تمام ممکن اسکے تصرف میں ہیں۔ خداوند کریم پر شق اور ہلاک مشکل اور محال نہیں اور قرآن مجید میں شق ہونا اور فنا فلکیات وغیرہ کا ثابت ہے اور یہہ اعجاز خاص ایک قوم کو مقصود تھا اور ایک لحظہ سے زیادہ نہ تھا۔ وقت شب کا تھا۔ اور ممکن ہے کہ قمر بعض منازل میں ہو کہ اوسوقت بعضے آفاق پر ظاہر نہو جیسا کہ خسوف

بیان معجزۂ شق القمر

کا حال ہے۔ اور یہہ امر ممکن ہے محال نہیں اور تمام ممکنات خدائیتعالی کے تصرف قدرت میں ہیں۔ اور تمام جو اطراف زمین کے وہاں پہونچے شق القمر سے خبر دی۔ اور یہہ نقل تواتر سے ہے اور کتب سیر و تواریخ میں یہہ موجود ہے۔ بیشمار کتب میں اعجاز شق القمر وغیرہ معجزات سے ثبوت ہے کذا فی المرقات واللمعات اور نیز اس میں جو شرح عقاید کی شرح ہے مذکور ہے کہ احادیث کلام شجر اور برکت طعام وغیرہ متواتر ہیں۔ صحابہ و تابعین وغیرہ سے مروی ہیں یقینی طور سے۔ اور خبر متواتر جو سماع قوم بیشمار سے ہوتی ہے موجب علم یقینی کا ہے۔ اور نظر کرنا کتاب معتبر میں مفید علم ہے۔ جب ہمکو پہونچیں مکتوبات قوم سے جو مشتمل ہوں ایک مضمون پر تو ضرور علم قطعی حاصل ہوتا ہے بغیر سماع کے اور ایسا ہی حال ہے کتب احادیث کا جو مشرق اور مغرب اطراف زمین میں متفرق موجود ہیں مفید علم قطعی ہیں۔ اور ارسال رسل میں حکمت اور نفع عظیم ہے۔ اور اسمیں دور کرنا عذر اور حیلہ مکلفین کا ہے جسمیں انکی عقلیں مصلحت دنیوی یا اخروی میں قاصر ہوں مانند قوانین عدل اور تقوا ابدی کے اور بشارت دینے صاحب ایمان اور طاعت کو ساتھ بہشت اور ثواب کے اور ڈرانا اہل کفر اور معصیت کو ساتھ آگ اور عذاب کے اس قسم سے ہے کہ عقل کو طرف اوسکی ہرگز راہ نہیں اور وہ جو علما سفہ نے دعوی معاد روحانی کا کیا ہے وہ سر انبیا سے کیا ہے اور افسوس نا طقہ جسمانی کہ میں انکی تاویل بہتان سے ساتھ معاد روحانی کے کی پس طریق حق سے گمراہ ہوئے اور غیروں کو گمراہ کیا معاذ اللہ منہا۔ اور انبیا علیہم السلام نے امور دینی اور دنیاوی واسطے ہدایت لوگوں کے بیان فرمائے جو انکو انکی طرف حاجت ضروری تھی کیونکہ خدا نے دوزخ اور بہشت کو پیدا کیا اور بہشت میں ثواب اور راحت تیار کیا اور دوزخ میں عذاب۔ اور طریقہ پہونچنے کا طرف بہشت کی ساتھ ادا کرنے امور خیر کے ہوتا ہے اور طریقہ بچنے کا دوزخ سے چھوڑنے امور شر سے ہوتا ہے اور یہہ طریق عقل سے حاصل نہیں ہوتا۔ اور اسیطرح امتیاز درمیان اشیا نافعہ اور ضارہ کے عقل سے حاصل نہیں ہوتا۔ اور اسیطرح حکم فیصل [illegible] وغیرہ [illegible] حات میں عقل سے متصور نہیں۔ جیساکہ حشر جسمانی و [illegible] المنتہی اور لوح محفوظ اور ظہور مہدی کا اور دجال اور نزول عیسی علیہ السلام اور قطع ہونا بادشاہی کسری کا [illegible] ہلاک ہونا گھر کا جھوٹی قسم سے اور صلہ رحم سے رزق میں برکت ہونا اور عمر میں زیادتی صرف اطلاع رسول سے ہے۔ عقل سلیم بعثت انبیا اور نزول کتب الہی سے انکار اور محال نہیں مانتی قصد در معجزات کو انبیا سے اور انکی اخبار امور غیبی [illegible] ساتھ صدق اور یقین کے تسلیم کرتی ہے نوع انسان مکرم اور اشرف

مخلوق ہے۔ بلا اعانت اسکے معاملات لین دین کے مستقل نہیں اپنے امور معاش میں محتاج ہے اور اسکو راہ نجات کی حاجت اور ضرورت ہے۔ اور حکمت قادر مختار کی حکم تکلیف اور تقدیر میں ہر انسان کے حکمت سے آزمائش کرتا ہے ظاہر ہے کہ معاملات میں کمی زیادتی ہوتی ہے اور اسمیں ظلم اور تنازع اور قتل کی بھی نوبت پہونچتی ہے اور انتظام میں ایک بڑا نقص واقع ہوتا ہے اور عقل نہایت قاصر ہے تو ضرور ہوا کہ واسطے عدالت کے ایک قانون جس سے حفظ اور صیانت ہو نا سب ہے اور عنایت ایزدی نوع انسان پر اپنے فضل اور بخشش سے نہایت درجہ کی ہے پس خدا تعالے نے انبیاء علیہم السلام کو کتابیں دیکر ارسال کیا واسطے دفع ضرر اور جلب منافع کے اور انتظام امور معاش و معاد کا ارسال رسل سے کیا اور سوائے بعثت انبیا اور نزول کتب کے انتظام امور معاش و معاد مشکل ہے اور راہ نجات سوائے اسکے محال ہے پس یہہ نہایت فضل رحمت الٰہی ہے ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ وَيَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ اور خبر متواتر سے ثابت ہے کہ حالات حضرتؐ کے حمیدہ ہیں امانت داری راست گوئی۔ وفاداری وعدہ میں یگانہ ہیں۔ لقب انکا قریش میں امین اور صدیق تھا۔ ایک شخص نے حضرتؐ سے وعدہ کیا کہ میں حاضر ہونگا اس مقام میں ایک گھنٹہ میں۔ اسکی انتظار کیواسطے تین دن منتظر رہے۔ عادات جاہلیت اور بت پرستی سے محفوظ رہے ہمیشہ عبادت حق میں مصروف تھے تبلیغ احکام اور دعوت اسلام میں متحمل و رضا تھے۔ باوجود قلت اعوان اور اسباب کے دعوت کرنے سلاطین سے خوف نہ کیا۔ اخلاق اور احکام انکے کمال ورحکمت سے مملو تھے۔ اظہار حق میں ساتھ اعتماد اور شجاعت کے ثابت قدم تھے۔ شدائد خوف میں مضطرب ہوتے تھے۔ جو کمال بلا انبیا میں تھے حضرتؐ میں موجود تھے۔ مخالفین نے باوجود کثرت اور عداوت اور حرص طعن کے کسیوجہ سے موقع طعن نہ پایا پس عقل یقین کرتی ہے کہ جمع ہونا امور مذکورہ کا سوائے نبی کے محال ہے اور جو شخص خدا کو معلوم ہو کہ یہہ دعوی رسالت میں صادق نہیں خدا پر بہتان کرتا ہے اسمیں جمع ہونا کمالات کا اور مہلت دنیا اور ترقی ہونی اسکی محال ہے کیونکہ کاذب کے انتظام نہیں ہوتا مگر چند روز پھر کذب اسکا ظاہر ہو جاتا ہے مثل مسیلمہ کذاب و اسود عنسی و سجاح کاہن کی جو کذب انکا ظاہر ہوا چونکہ دین اسلام نے شروع سے یوم بیوم ترقی پکڑی اور اسکا ظہور تمام ادیان پر غالب ہوا اور قیامت تک باقی رہیگا پس معلوم ہوا کہ یہہ امور جسمیں پائے گئے ہیں وہ سچے نبی ہیں کیونکہ غیر نبی میں ان امور کا جمع ہونا محال ہے۔ جب ایک شخص قوم میں ظاہر ہوئے جس قوم میں نہ کتاب ہے نہ شریعت اور اس شخص نے کسی سے تعلیم پائی ہے۔ پھر خدائے تعالی نے اسپر فضل رحمت

کتاب اور حکمت عنایت کی تاکہ وہ تبلیغ و تعلیم کرے۔ انکی عادات کی تکمیل کرے فضائل علمی و عملی سے اور
جہان کو ساتھ ایمان اور عمل صالح کے روشن کرے۔ اور خداوند کریم نے اسکے دین کو تمام دینوں پر غالب کیا اور
اسکو امور غیبیہ سے اطلاع بخشی پس جو شخص موصوف اور مصداق ان امور کا ہو وہ نبی ہے یعنی جو کامل مکمل
ہو پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مصداق کمال اور تکمیل کے ہیں پس سچے رسول ہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی نبوت پر شواہد بہت ہیں نصوص تورات و انجیل و بشارت اہل کتاب حضرت کی ولادت کے پیشتر
اور پیچھے۔ اور وقت تولد انکے نجومیوں نے بھی خبریں دیں اور معبدوں قدیمہ میں پتھروں پر انکا ذکر منقوش
اور مکتوب تھا پہلے پیدا ہونے حضرت کے۔ اور جنوں نے بھی اپنے یاروں کو آدمیوں سے نبی آنیکی خبر دی اور
اور جس رات پیدا ہوئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آتش مجوس کی سرد ہوئی اور محل کسریٰ کا پھٹ گیا
اور تارے نازل ہوئے اور روشنی واقع ہوئی زمین و آسمان میں اور سوائے انکے بہت سے امور ہیں جو کتب تاریخ میں
مذکور ہیں یقینی طور سے صدق کتب الٰہی اور انبیا کا ہے۔ ثبوت ہر ایک کا نفس الامری و واقعی ہے۔ اور معجزات
بھی واقع ہوئے ہیں ہر زمانے میں ہر ایک متواتر اخبار بیشمار مردم سے منقول ہے جسمیں کذب قبیل نہیں مانند
رویت اور مشاہدہ کے ہے۔ خاتم الانبیا موصوف ساتھ صفات حمیدہ کمال اور تکمیل کے ہیں تمام موجودات
ممکنہ میں بے مثل ہیں۔ اور نبوت انکی شہادت الٰہی اور کتب منزلہ علی الانبیا سے ثابت ہے۔ ہر وہ ذات کہ جسکی
نبوت شہادت الٰہی اور کتب انبیا سے ثابت ہو پس وہ نبی اور رسول ہے پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نبی
اور رسول ہیں۔ محب عقبیٰ شفیق رحیم امت تکمیل و کمال امت میں دائما معروف تھے اخلاص اور راستی دین
کا ثمرہ یہہ کہ جب ظاہر ہوا ان بدن نور ظہور اسکا ترقی میں ہوا۔ اور یہہ جلوہ انور اظہر من الشمس ہے کیونکہ امور
اور حق ہمیشہ ترقی پر اور غالب ہوتا ہے۔ اور ہدایت اور ارشاد میں علوم علمیہ و عملیہ ظاہریہ اور باطنیہ
کی اسوجہ سے ترقی کی کہ سبقت تمام اولین پر ظاہر ہوئی۔ شافی مطلق نے اُسوقت میں رحمت للعالمین کو ارسال
کیا کہ جہان امراض گوناگون میں مبتلا تھا۔ کئی بت پرست منکر قیامت منکر صانع تھے۔ فصاحت اور
بلاغت کے دعووں میں متکبر اور مغرور تھے۔ احکام اصول و فروع سے جاہل تھے۔ کئی ستارہ پرست۔ آتش
پرست تھے۔ سورج اور چاند کی پوجا میں غرق تھے خدایتعالیٰ پر بہتان اور نسبت اولاد اور عیوب کی کرتے تھے
یہود و نصاریٰ کے اکاذیب اور افترا میں گرفتار تھے۔ خدایتعالیٰ نے وہ روشن کتاب عنایت کی جسمیں راستی

کتب وانبیا کی ظاہر ہوئی۔ اور امراض ظاہریہ اور باطنیہ سے شفا ہوئی۔ اور روز روشن دین سے
تاریکی شب کفر اور گمراہی کی دور ہوئی۔ تمام انبیا اور ملائکہ گناہوں سے پاک ہیں۔ رسالت اور تبلیغ مین
سچے ہیں۔ کورچشم حاسد اگر نظر راستی اعتقاد سے آفتاب ہدائیت پر نظر نہ ڈالے تو نور ہدائیت سے بےنصیب
ہوگی۔ اور تفسیر کبیر کے دوسرے جلد میں امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خوارزم میں
میری سکونت تھی اتفاقاً مجھکو خبر ہوئی کہ ایک نصرانی اپنے مذہب میں دعوی تحقیق کا کرتا ہے پس
مین اسکی طرف گیا اور کلام شروع ہوئی پس اسنے سوال کیا مجھسے کہ کیا دلیل ہے نبوت محمد صلی اللہ علیہ
وسلم پر پس مینے جواب دیا کہ جیسا ظہور خوارق عادات موسیٰؑ اور عیسیٰؑ اور سوا ان دونو کے انبیا علیہم
السلام سے منقول ہے اسیطرح خوارق عادات محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہماری طرف منقول ہیں۔
پس اگر تواتر کو ہم قبول کریں یا نہ اور ہم قایل ہوویں اس امر کے کہ صدق نبوت پر معجزہ دلیل نہیں تو اسوقت نبوت
تمامی انبیا کی باطل ہوگی اور اگر صحت تواتر کو قبول کریں ہم اور اقرار کریں کہ صدق نبوت کی معجزہ
دلیل ہے اور یہہ دونوں امر محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہیں پس واجب ہوا اقرار کرنا یقینی طور سے
ساتھہ نبوت انکی کے کیونکہ جب دلیل میں برابری ہے تو ضرور ہے کہ مدلول میں مساوات ہو نصرانی
نے جواب دیا کہ میں نبوت عیسیٰؑ کا قایل نہیں بلکہ اسکی الوہیت کا قایل ہون۔ امام فخر الدین نے کہا کہ
کلام نبوت میں تھی اور یہہ دعوی الوہیت کا تیرا باطل ہے کئی وجہ سے۔ کیونکہ الٰہ عبارت ہے اوس موجود واجب
الوجود سے کہ نہ جسم ہو اور نہ عرض۔ بمقدس ہو مکان وغیرہ سے اور عیسیٰؑ مراد ہے اس شکل جسمانی بشری سے کہ پہلے
معدوم تھا پھر موجود ہوا اور تمہارے اعتقاد کے بموجب بعد زندگی کے مقتول ہوا۔ اور بچہ تھا پھر بڑا ہوا یہانتک کہ جوان
ہوا۔ کھاتا پیتا۔ سوتا۔ جاگتا۔ محدث ہوتا یعنی موجب غسل و وضو ہوتا۔ اور مقرر ہوا بداہت عقل میں کہ محدث چیز خدا قدیم نہیں
ہوتی اور شی محتاج غنی نہیں ہوتی۔ اور ممکن واجب نہیں۔ متغیر دایم نہیں۔ دوسری وجہ یہہ کہ نصاریٰ کا اقرار ہے
کہ یہود نے مسیح علیہ السلام کو پکڑا اور پھانسی دیا۔ اوسکو سولی پر زندہ چھوڑا اور ٹکڑے ٹکڑے کیا اوسنے پوشیدہ
ہونے اور بھاگنے کے لئے کئی حیلے بنائے اور سخت عاجزی ظاہر کی۔ اگر خدا ہوتا یا خدا اسمین یا خدا کی کوئی جزو
اسمیں حلول کرتی تو کسواسطے اپنی ذات سے اونکو دفع نہ کیا، اور اونکو ہلاک نہ کیا۔ کیونکہ گریہ وزاری
اور حیلہ جوئی کیطرف کوئی حاجت نہ تھی۔ ظاہر ہے عقل کے یہہ خلاف ہے اور بطلان اسکا ظاہر ہے حتی کہ چارو

مباحثۂ امام فخر الدین رازی با نصرانی۔

بطلان الوہیت پر بیان کیں اور نصرانی بند ہوا کوئی جواب اوسکو۔ آیا سورۂ آل عمران میں تحت آیہ اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاِبْرَاهِیْمَ الخ کے معالم میں قصہ ہجرت حبشہ جو ہجرت جعفر بن ابی طالب وغیرہ نے کی بہت دراز بیان ہے بحث اہل مکہ اور جعفر کا پاس بادشاہ نجاشی کے جسمیں یہہ بیان ہے کہ نجاشی نے جعفر طیارؓ سے سوال کیا۔ کہ جس دین کو تمنے چھوڑ دیا وہ کیسا دین ہے اور جسکے تم تابعدار ہو وہ کیا دین ہے سچ بیان کرو جعفر طیارؓ نے جواب دیا کہ جس دین کو ہمنے ترک کیا وہ دین شیطان کا تھا اوسمیں تہہ تو نکی پرستش اور خدا سے کفر تھا اور وہ دین جسکے ہم تابعدار ہوئے ہیں وہ خدا کا دین اسلام ہے۔ ہمکو خدا کیطرف سے دین اور رسول اور کتاب آئی مثل کتاب عیسی علیہ السلام بیٹے مریم کی یعنی اسکے موافق نجاشی نے کہا کہ اے جعفر تمنے ایک بزرگ کلام کی پس آرام کر۔ پھر منادی کا حکم کیا کہ تمام علمائے نصاری اور عابد زاہد سب جمع ہوئے تو نجاشی نے کہا کہ میں تمکو خدا کی قسم دیکر سوال کرتا ہوں کہ جسنے انجیل کو عیسی علیہ السلام پر نازل کیا آیا تمنے پایا ہے یہہ کہ درمیان عیسی علیہ السلام اور قیامت کے کوئی نبی رسول کیا جاویگا تمام نے اقرار کیا کہ ہاں خدا شاہد ہے کہ ضرور ہمکو عیسی علیہ السلام نے اس رسول کی خوش خبری دی۔ اور عیسی علیہ السلام نے کہا جو کوئی اوس نبی کے ساتھ ایمان لاوے پس تحقیق وہ میرے ساتھ ایمان لایا اور جسنے اوسکے ساتھ کفر کیا پس تحقیق وسنے کفر کیا میرے ساتھ الخ شہادت اسکی قرآن میں موجود ہے سورۂ صف میں اِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ؕ ترجمہ جبکہ کہا عیسی بن مریم نے اے بنی اسرائیل تحقیق میں اللہ کا رسول ہوں تمہاری طرف تصدیق کرتا ہوں اوس چیز کو جو میرے آگے ہے توراۃ سے اور خوشخبری دیتا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آویگا نام اوسکا احمد ہے۔ سورۂ اعراف میں خداوند کریم نے فرمایا کہ میں اپنی رحمت عام کو فرض کیا واسطے اون لوگونکے جو متقی ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور وہ لوگ ہماری آیتونکے ساتھ یقین کرتے ہیں وہ لوگ رسول نبی امی کی تابعداری کرتے ہیں اَلَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ یعنی وہ نبی جو نعت اور صفت اور نبوت اوسکی لکھی ہوئی نزدیک ہے توراۃ اور انجیل میں پاتے ہیں۔ بخاری میں عطا بن یسار سے روایت ہے اسنے کہا کہ میں نے عبد اللہ بیٹے عمرو بن عاص کی ملاقات کی میں نے سوال کیا کہ مجھکو خبر دے صفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو توراۃ میں ہے۔ اسنے کہا ہاں قسم ہے اللہ کی

تحقیق البتہ موصوف ہیں توریت میں۔ بعض صفت اسکی قرآن میں بہی ہی یَا اَیُّہَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاہِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَّحِرْزًا لِّلْاُمِّیِّیْنَ۔ نبی ہمنے تمکو بھیجا ہے گواہ و بشارت دینے والا ڈرانے والا ور پناہ واسطے ان پڑھونکے تو میرا بندہ ہے اور میرا رسول ہی مینے تیرا نام متوکل رکھا کہ نہیں بدخو اور نہ سخت گو نہ غل مچانیوالا بازارون میں۔ نہیں دور کرتا بدی کو ساتہہ بدی کے لیکن معاف کرتا ہے اور بخشتا ہے۔ نہ قبض کریگا اسد روح اوسکی یہانتک کے دین کو سیدہا کریگا اور ہدایت کریگا گمراہونکو کہ کہینگے نہیں کوئی معبود سوا اسد کے اور اس کلمہ کے سبب ندہی آنکہونکو کہولدیگا اور بہرے کانون اور پردہ والے دلونکو کہولدیگا کذا فی الدر۔ اور معالم میں ہی توریت میں نعت است سید الرسل کی بہی مذکور ہے کما فی المعالم خدا نے فرمایا قُلْ یَا اَیُّہَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا الَّذِیْ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَکَلِمٰتِہٖ وَاتَّبِعُوْہُ لَعَلَّکُمْ تَہْتَدُوْنَ وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰٓی اُمَّۃٌ یَّہْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِہٖ یَعْدِلُوْنَ ترجمہ کہہ تو اے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اے لوگو تحقیق میں رسول اللہ کا ہون طرف تم سب کی وہ خدا جسکی بادشاہت آسمان اور زمین میں ہے۔ سوا اسکے کوئی معبود نہیں زندہ کرتا ہے اور فوت کرتا ہی پس تم ایمان لاؤ ساتہہ اللہ کے اور رسول اوسکے نبی امی کے جو خدا اور کلمات خدا کو مانتا ہی اور تم تابعداری کرو اسکی تاکہ تم راہ پاؤ بعضے قوم موسیٰ سے ایک جماعت ہی جو ہدایت کرتی ہی ساتہہ راستی کے اور ساتہہ راستی کے قائم ہی۔ معالم میں ہے کہ صحیح تر قول یہہ ہے کہ مراد اس سے ایک قوم ہے جو ملک چین کے پیچہے رہتی ہی ایک نہر پر جسکا نام اردا ہے ریت سے جاری ہی۔ رات میں انپر بارش ہوتی ہے اور دن میں بارش نہیں ہوتی کہیتی کرتے ہیں۔ غیر ملک کے آدمی انکی طرف نہیں پہونچتا اور دین حق پر قایم ہیں مذکور ہے کہ جبرئیل علیہ السلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک رات لیگئے۔ طرف انکی سیر کرایا۔ انسے کلام کی جبرئیل علیہ السلام نے۔ انکو کہا کہ جانتے ہو تم کس سے کلام کرتے ہو۔ جواب دیا کہ نہیں پس کہا کہ یہہ محمد نبی امی ہی پس ایمان لائے ساتہہ اونکے اور کہا قوم نے اے رسول خدا کے تحقیق موسیٰ علیہ السلام نے ہمکو حکم کیا کہ جو شخص تم سے احمد نبی خاتم الانبیا کو پاوے پس میری طرف سے اوسپر سلام پڑہے پس جواب دیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا موسیٰ علیہ السلام پر اور انپر۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دس سورتیں قرآن سے انپر پڑہیں اور انکو حکم کیا نماز اور زکوۃ کا اور حکم کیا کہ

حکایت ملاقات پیغمبر علیہ السلام

اس مقام میں تفخیم ہو اور تعظیم مفخمہ سے بند کیا اور جمعہ کا حلم کیا فقط سید الانبیا افضل رسل خدا کے نزدیک خاتم الانبیا
مکتوب تھے۔ اور ابراہیم علیہ السلام کی دعا جو وقت بنانے کعبہ کے تھی ظاہر ہوئی اور خوشخبری اور پیشین گوئی عیسے
علیہ السلام کی ظاہر ہوئی اور وقوع خواب والدہ سید الانبیا کا ہوا۔ اور روشنی سے محل شام انکو ظاہر ہوئے جیسا کہ حدیث
میں وارد ہے۔ تفسیر کبیر سے بوجہ اجمال و توضیح کے مذکور ہے کہ اتفاق امت احمدیہ کا اسپر ہے کہ بعض نبیونکو بعض پر
فضیلت ہے اور اتفاق امت خیر الامم کا اسپر ہے کہ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم افضل تمام انبیا کے ہیں بچند وجوہ
ایک تو یہہ کہ خدا تعالی نے فرمایا کہ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ترجمہ اور نہیں ارسال کیا ہمنے تجکو
مگر رحمت واسطے تمام جہان کے جبکہ وہ رحمت تمام جہانکے ہوئے تو لازم ہے یہہ کہ تمام جہان سے افضل ہوں۔ دوسری
وجہ یہہ کہ خدا تعالی نے ارشاد کیا وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ یعنی ہمنے تیرے واسطے اے رسول تیرا ذکر بلند
کیا۔ یعنی بانگ و تکبیر اور تشہد اور درود اور سلام اور کلمہ طیبہ و کلمہ شہادت میں ساتھہ ذکر خدا تعالی کے
ذکر اونکا مقرون ہے اور اسطرح باقی انبیا کا ذکر نہیں تیسری وجہ یہہ کہ خدا تعالی فرماتا ہے مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ
فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ یعنی جس شخص نے رسول علیہ السلام کی فرمانبرداری کی تحقیق اسنے خدا تعالی کی فرمانبرداری
کی اور جسنے رسول علیہ السلام سے بیعت کی پس تحقیق اسنے خدا کی بیعت کی اور خدا تعالی نے فرمایا وللہ
العزۃ ولرسولہ یعنی عزت اور غلبہ واسطے اللہ اور اسکے رسول کے ہے۔ اور خدا تعالی نے فرمایا واللہ
ورسولہ احق ان یرضوہ یعنی خدا تعالی اور اوسکا رسول لائق تر ہے ساتھہ راضی کرنیکے اور اسکے
رسول کو راضی کریں۔ خدا تعالی نے فرمایا یا ایہا الذین آمنوا استجیبوا للہ وللرسول۔
یعنی اے مومن لوگو حکم قبول کرو تم اللہ اور اوسکے رسول کا پس خداوند کریم نے اپنی طاعت اور بیعت اور عزت
اور رضا اور اجابت میں رسول علیہ الصلوۃ والسلام کو شامل کیا۔ وجہ چوتھی یہہ کہ خدا تعالی نے پیغمبر علیہ السلام کو
حکم کیا کہ معارضہ اور مقابلہ کریں ساتھہ ہر سورہ قرآن کے۔ اور کمتر سورہ قرآن کی سورہ کوثر جو تین آیت
ہے گویا مقابلہ ہوا ہر تین آیت سے جبکہ قرآن تمام چھہ ہزار آیت ہے تو لازم ہے یہہ کہ قرآن مجید ایک معجزہ
نہیں بلکہ کئی معجزات ہیں اور خداوند کریم نے شرف موسی علیہ السلام کا ساتھہ نو آیات کے ظاہر کیا ہے پس
حصول شرف رسول علیہ السلام کا ساتھہ بہت آیات کے اولی تر ہوا۔ پانچویں وجہ یہہ کہ معجزہ ہمارے
رسول کا زیادہ شرف و فضیلت والا ہے تمام انبیا کے معجزات سے کیونکہ قرآن مجید کی بزرگی کلام الہی میں ہے

مانند بزرگی انسان کی تمام مخلوق میں جبکہ خلعت اشرف ہوئی صاحب خلعت اشرف ہوگا چھٹی وجہ یہہ کہ
معجزہ رسول علیہ السلام کا قرآن جنس حروف اور اصوات سے ہے جو اعراض غیر باقیہ ہیں اور معجزات تمام انبیا
کے جنس مواد باقیہ سے ہیں۔ پھر خدا تعالی نے معجزہ قرآن کو ہمیشہ باقی رکھا اور معجزات انبیا کو فنا کیا۔ وجہ
ساتویں یہہ کہ رسول علیہ السلام میں مجموعہ خصال پسندیدہ او حمیدہ ہیں جو جدا جدا ہر ایک رسول میں تھے۔ وجہ
آٹھویں یہہ کہ بعثت رسول علیہ السلام کی عام ہے طرف تمام آدمیوں اور جنوں کی اسمیں تکلیف اور مشقت بہت
ہے جو موجب ترقی درجہ اور ثواب کا ہے۔ اکیلا آدمی باوجود قلت مال اور اسباب کے بیشمار دشمنوں اور سختیوں کو
برداشت کرے وہ نہایت علو ہمت اور شجاعت او موقع اعجاز ہے۔ اور مشقت والی عبادت میں زیادہ ثواب ہے
بشرط اخلاص و رضائے الہی اگرچہ اندک ہو نویں وجہ یہہ کہ دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا افضل ادیان ہے جو ناسخ تمام ادیان
کا ہے پس بانی دین افضل افضل ہوگا۔ دسویں وجہ یہہ کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی افضل اور خیر الامم ہے پس جسکی
امت افضل ہو وہ افضل ہوگا۔ گیارہویں وجہ یہہ کہ رسول علیہ السلام خاتم الانبیا ہیں پس لازم ہے کہ افضل ہوں۔ کیونکہ زیادہ
رتبے والے کا منسوخ ہونا ساتھہ کم رتبے والے کے عقل کے نزدیک زبون ہے بارہویں وجہ یہہ کہ بزرگی انبیا کی
بعض کی بعض پر کئی امور سے ہے بعض امور سے کثرت معجزات کی ہے جو دلیل راستی انکی اور موجب بزرگی کا ہے
... حصل فی حق نبینا ما یفضل علی ثلثۃ الاف الخ ترجمہ وتحقیق ہمارے نبی علیہ السلام کے حق میں اسقدر معجزات
حاصل ہیں جو تین ہزار سے زیادہ ہیں الخ یعنی معجزات و شرافت نسب و علوم اخبار غیب و فصاحت قرآن و نہایت شجاعت
و اخلاق نیک و حلم و وفائے وعدہ و سخاوت وغیرہ تیرہویں وجہ یہہ کہ سید اولاد آدم اکرم الاولین والآخرین صاحب
علم لوائے حمد دن قیامت میں حبیب اللہ شافع اول خطیب تمام و مبشر ناامیدی کے وقت میں اول باہر آنے والے قبر سے
داخل ہونے والے بہشت میں سید تمام جہانوں کے سوائے فخر کے جیسا کہ احادیث میں ہے بیت۔ حبیب خدا اشرف
انبیا کہ عرش مجید ش بود متکا۔ اور موجب ایجاد عالم ہیں۔ کلیسے کہ چرخ فلک طور اوست ہمہ نور ہا پرتو نور اوست
اصل وجود آمدی از نخست ؛ دگر ہر چہ موجود شد فرع تست۔ چودہویں وجہ بیان ہوئی کہ سید عالمین ہیں
بیہقی میں حدیث مذکور ہے پندرہویں وجہ یہہ کہ بخاری و مسلم میں بروایت جابر مذکور ہے کہ فرمایا رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں عطا کیا گیا ہوں پانچ چیز جو نہیں عطا ہوئیں کسیکو پہلے میرے۔ مجھکو نصرت خوف سے
لغو پہنچ ہوتی ایک مہینہ کی مسافت سے۔ اور زمین کی گئی واسطے میرے مسجد اور پاک کرنیوالی پلیدی سے

جس مقام نماز کا وقت پاوے اسی مقام ادا کرے - اور میرے واسطے غنیمت حلال کی گئی جو پہلے میرے کسیکو حلال
نہیں تھی - اور مجھکو شفاعت عطا کیگئی - اور بعثت انبیا کی ساتھہ قوم خاص کے خاص تھی - اور میری بعثت
طرف لوگوں کی عام ہے اور مسلم میں ابیہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں بزرگی
دیا گیا انبیا پر چھہ چیزوں سے - مجھکو کلام جامع عطا ہوئی جو قلیل لفظ اور کثیر معنی ہوتی ہے اور میں منصور ہوا
ساتھہ رعب کے - اور غنیمت حلال ہے - اور زمین مسجد او پاکی ہے - اور میں رسول ہوں طرف تمام مخلوق کی -
اور میرے ساتھہ نبوت ختم ہوئی - یعنی کوئی نبی جدید میرے پیچھے پیدا نہو گا - لیکن یہہ ذکر تفسیر کبیر میں بعض
بلکہ اسمیں روایت پانچ کی ابن عباس سے مروی ہے نقط خدا یتعالی نے فرمایا وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً
لِّلنَّاسِ اور حدیث میں آیا ہے کہ تابعدار شاہ انبیا کے بہت ہونگے - سولہویں وجہ یہہ کہ خدا یتعالی نے انکو خزانہ
حکمت و علم کے عطا کئے - سترھویں وجہ یہہ کہ درجہ حبیب انکا عطا ہوا - اٹھارہویں وجہ یہہ کہ بنائے نبوت ساتھہ
انکے تمام ہوئی - انیسویں وجہ یہہ کہ قرآن میں خدا نے انبیا کو ساتھہ نام انکے ندا کیا یعنی یا آدم یا ابراہیم یا
موسی اور ہمارے رسول علیہ السلام کو ندا کیا ساتھہ یا ایہا النبی یا ایہا الرسول کے خطاب تعظیم سے ہوا اور
آدم علیہ السلام ابو البشر مسجود ملائکہ اگرچہ ہیں - لیکن باعتبار ظہور اور وقت خاص کے اور خاتم الانبیا باعث
خلق عالم نبوت انکی تمام سے اول ہے اگرچہ ظہور آخر ہے اور خداوند کریم ہمیشہ رحمت عطا کرتا ہے یعنی درود
اور سلام بھیجتا ہے اور مومنوں کو حکم کیا کہ تم درود اور سلام بھیجو کیونکہ خدا تعالی اور اسکے فرشتے اسپر درود بھیجتے ہیں اور خدا یتعالی نے فرمایا
وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا یعنی تمکو خدا نے تعلیم کئے وہ علوم کہ تم جانتے نہ تھے
اور خدا ئے تعالی کا تمپر فضل بہت بڑا ہے رسول علیہ السلام اور شریعت انکی موجب نجات ہے اور فضل و رحمت الہی
سے سبب نجات کا دوام دوزخ سے کلمہ شہادت ہے اور سوائے دین اسلام کے کوئی راہ نجات نہیں خلاص اور یقین
سے کہے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ
وَرَسُوْلُهٗ خدا کے فضل سے مدار نجات کلمہ شہادت پر ہے - لہذا سید کائنات نے ابی طالب پر کلمہ نجات
پیش کیا - آخر حال میں وہ اس نعمت سے بموجب انکار محروم گیا اور عذاب دائمی دوزخ قبول کیا عمل صالح
سے نور ایمان اور کمال مرتبہ حاصل ہوتا ہے - اور برے عمل سے ذلت اور ظلمت اور نقصان حصول ہوتا ہے
رحمت کاملہ اور رضوان الہی آل اور اصحاب پر ہو اور تمام لوگوں پر جو ظاہر اور باطن میں تابعدار اور کارندے ہیں

سبب تالیف کتاب

بعد شائع ہونے عجیب الطرز غریب تصنیف قادیانی کے کہ سنہ ۱۳۰۸ تیرہ سو آٹھ ہجری میں حصہ دوم رسالہ ازالہ اوہام ۱۳۰۹
میرے مطالعہ میں گذرا۔ واقعی مضمون اوسکا قاطع اسلام ظاہر ہوا معلوم ہوا کہ مصنف صاحب اسلام علم
دین سے جاہل ہیں۔ انشا پردازی سے دفتر سیاہ کیا۔ اپنے دعوے پر جو آیات اور احادیث بیان کیں اپنے
اوسکا معنی ثابت نہیں ہوتا اور اوسکے رسالے میں ہو کر اہل اسلام اور علماکی ہجو کی۔ اور قرآن مجید کے کلام الٰہی ہونے
سے انکار کیا۔ اور قدیم طریق نماز اہل اسلام سے جو تواتر سے منقول ہے ہجو کیا۔ اور تمام کو مادری زبان میں
نماز پڑھنے کا فتویٰ دیا خود گمراہ ہوا اور عوام کو گمراہ کیا۔ اس زمانہ میں لوگونکے حالات نہایت مختلف ہیں۔
وسوسہ شیاطین اور نفوس شریرہ سے آزادی کو محبت سے قبول کرتے ہیں۔ احکام اور قیود شرعیہ سے نفرت
پذیر ہیں۔ قیامت کی علامت ہے کہ دنیا بدون جہالت و گمراہی اور کفر کے زور شور ہے۔ گمراہ لوگ بےخوف ہو کر میدان
میں نشان جنگ اپنا نصب کرتے ہیں۔ بازاروں اور کوچوں میں منادی کرتے ہیں۔ امور نقلیہ یقینیہ سے
انکار کرتے ہیں۔ اور پردہ اوپر میں ہو کر اقرار اسلام کرتے ہیں۔ اپنے مذہبوں اور تحریرات میں کفر بکارتے
ہیں۔ عوام لوگ ہلاک ہوتے ہیں۔ بعض انگریزی خوان اور اردو خوان جو اپنے اصول و فروع دین سے ناواقف
ہیں۔ تحریرات کفریہ کو دیکھکر تقلید کرتے ہیں۔ اور آزادی کو پسند کرتے ہیں۔ خداوند کریم اونکو ہدایت کرے۔
اور اون لوگوں کو ہدایت کرے جو تابعدار الہام شیطانی کے ہوئے۔ اور منکر زندگی اور نزول عیسیٰ علیہ السلام
کے ہوئے جو تواتر اخبار سے ثابت ہے اور اعتقاد تمام اہل سنت وجماعت کا ہے۔ تاویل کفری کرکے داخل کفر اور
گمراہی میں ہوئے۔ یا الٰہی ہدایت کر اس قوم کو جو تابعدار مذہب رافضی اور خارجی اور معتزلی اہل ہوا کے ہیں یا
الٰہی ہدایت کر اس گروہ کو جو اہل حلول اور اتحاد اور عینیت اور جسمیت کے گرفتار ہیں اور اس جماعت کو جو تابعدار
رسوم کفر اور شرک اور بدعت و معصیت میں گرفتار ہیں۔ تمام کو منہیات سے بچا امور خیر کی توفیق دے آمین ثم
آمین بحرمۃ خاتم النبیین و آلہ و اصحابہ اجمعین اور بعض احباب نے التجا کی اور میرے دل میں لازم ہوئی یہ بات کہ
واسطے خیرخواہی برادران دینی کے ایک کتاب بنائی جاوے جسمیں مسائل عجائب و غرائب کتب معتبر سے منقول ہوں
اور تشریح اور تفسیر مسائل میں مذہب اہل سنت وجماعت پر ہو اور بطلان اور تردید مخالفین کی ہو اور جواب دعوی
مدعی اسلام اور اوسکے دلائل اور چند اقوال کا ساتھ تحقیق و تدقیق کے ہوں۔ بفضل الٰہی سو وہ کتاب تیار ہوئی جو مشتمل اوپر

سات مقدمات اور اوہ جواب دلائل رہبر اسلام اور چند اقوال سکے (جنمیں مسائل گوناگون بہت ہیں) اور ایک خاتمہ کے (جسمیں چند ابحاث فوائد غریبہ اور مسائل عجیبہ سے ہیں) اور استقصاے وحدت وجوہ جواب وتکمیل بیان مع ترجمہ اور بعض فوائد کے ہے - ہمارا مقصود اور مطلوب اظہار اسلام اور اثبات حق ہے فقرہ بندی اور محاورہ زبانی کی ضرورت نہیں لہذا اس امر کا التزام نہیں کیا گیا - اور نام کتاب ارشاد عام درجواب رہبر اسلام رکھا گیا - خداوند کریم اس کتاب کو درمیان انام مقبول کرے اور برادران اسلام کو اوہام گمراہی سے بچاوے اور تمام کا اسلام پر خاتمہ بالخیر کرے بحرمت خیر الہدیٰ سید الانبیا علیہ وعلی سائر الانبیا الصلوۃ والسلام مع الہ الکرام واصحابہ العظام

جواب رہبر اسلام بوجہ اجمال

خلاصہ ومجمل جواب رسالہ رہبر اسلام یہہ کہ نماز اہل اسلام جس کیفیت وکمیت سے اہل اسلام کو وراثت خیر الہدیٰ سے وصول اور وسائل سلف وخلف سے بطریق تواتر منقول ہوئی اوسی صورت اور ہیئت اور کیفیت اور کمیت سے جائز ہے - نماز ترجمہ الفاظ منقولہ سے درست نہیں خواہ ترجمہ کسی زبان میں ہو ترجمہ عربی ہو یا فارسی وغیرہ کیونکہ شارع نے جو مضمون اور مقصود نماز منقول میں تشریح کی ہے اوسکے غیر میں ہرگز نہیں بلکہ ترجمہ سے نماز ادا کرنی احداث فی الدین اور بدعت گمراہی ہے - بموجب دلائل اہل حق کے - اور طریق رہبر اسلام کہ واقع میں قاطع اسلام ہے کسی وجہ سے درست نہیں بلکہ مصنف رہبر اسلام آدمی جاہل منشی لکچری انگریزی ہے - علوم اسلامیہ سے واقف نہیں - اسیطرح مرزائی لوگ اور نیچری بھی واقف نہیں - اہل سنت وجماعت کو چھوڑتے ہیں - اور اتباع غلاسفہ اور معتزلہ اور فرقہ اباحیہ تناسخیہ کا کرتے ہیں - پس فرقہ اہل سنت پر لازم ہے کہ عقائد اور اعمال میں مذہب اہل سنت وجماعت کو اختیار کریں یہی پختہ اور مضبوط اعتقاد موجب نجات ہے - اور عقائد غیر اہل سنت اگر موافق ہوں عقائد اہل حق سے تو مقبول ہیں ورنہ باطل ہیں یہہ امر مقابلہ کرنے سے دریافت ہوتا ہے صوفی ہو یا مولوی جب اعتقاد اور قول وفعل اوسکا خلاف شرع ہے تو باطل ہے - اور تبلیغ احکام شرع درست بلکہ مسلم الثبوت ہے خواہ کسی زبان میں ہو - لازم اور واجب ہے کہ قرآن اور حدیث سے ترجمہ کرکے اہل علم جہلا کو واقف کریں یہہ طریق صالحین کا موروث اور منقول ہے بخلاف اس صورت کے کہ نماز کے الفاظ کو تغیر اور تبدل کریں اور محض تراجم سے تکلم کریں کیونکہ اسکا ثبوت نہیں بلکہ نماز خراب ہوتی ہے جائز نہیں ہوتی اور جو شخص قرأت سے

عاجز ہو اوسکو قرأت معاف ہے مانند گنگے کے۔ ہر عاقل اور بالغ پر حصول علم دین فرض ہے۔ پہر موافق علم کے عمل کریں زیادہ ثواب ہے اگر خشوع کریں نماز میں اور تدبر اور تفکر معانی الفاظ میں کریں۔ اور عمدہ چیز ہے کہ معانی الفاظ سے واقف ہوں فقط۔

جواب مفصل دعوی مدعی مع دلائل

محمد حسین زگوئی برہما والے نے رسالہ رہبر اسلام میں دعوی کیا ہے کہ ہر ایک شخص اپنی اپنی زبان میں نماز گزارے اور ہر ایک اپنی زبان میں قرآن مجید بناکر پڑہے۔ اور لفظ عربی قرآنی کلام آلہی نہیں جیسا کہ حصہ دوم میں کلام اوسکی شاہد ہے صفحہ ۱۲، قال۔ اب رہی یہہ بات کہ اپنی زبان میں ترجمہ قرآن وغیرہ سے نماز ادا کرسکتے ہیں ایضاً صفحہ ۲۳ اور ترجمہ قرآن سے نماز جایز ہے ایضاً ۲۴ کہ قرآن عرف میں احکام آلہی کو کہتے ہیں۔ کہ عربی الفاظ الخ۔ ایضاً ۲۷۔ اگر قرآن مجید کے الفاظ خداوندی ہوتے۔ ایضاً ۳۱۔ اگر موجودہ الفاظ قرآن خداوندی ہوتے جیسا کہ آجکل بہت لوگونکا گمان ہے الخ ایضاً ۴۱ کہ آجکل عوام برادران اسلام کے نزدیک الفاظ مصحف قرآن تصور کرتے ہیں۔ خدا کے الفاظ سمجھے جاتے ہیں ایک بڑی غلطی ہے۔ ایضاً ۴۲۔ جن لوگوں کے نزدیک عربی الفاظ قرآنی قرآن ہے انکی مثال الخ ایضاً ۴۳۔ اگر الفاظ قرآنی خداوندی ہوتے تو ہرگز حضرت الخ ایضاً ۳۵ کہ واضح ہوتا ہے الفاظ عربیہ انسانی ہیں خداوندی نہیں جسطرح خدا پاک غیر محدود ہے اوسیطرح اوسکا کلام بہی غیر محدود ہے۔ اوسکا کلام مخصوص عربی کا تابع ہوا تو محدود ہوا تو وصاف محدود ہوگیا۔ الخ ایضاً ۳۶ یہہ خیال کہ عربی الفاظ قرآن ہیں سراسر غلط ہے الخ ایضاً ۳۴ عربی الفاظ مندرجہ قرآن قرآن نہیں بلکہ اونکے معنی اور مطلب ہے ایضاً ۳۷۔ کہ حروف ہرگز قرآن نہیں ہوسکتے ہیں الخ ایضاً ۳۸ بہائیو آپ کیوں عربی حروف اور کلمات کو قرآن گردانتے ہو الخ ۳۹ عربی الفاظ مندرجہ خاص قرآن قرآن نہیں بلا تفہیم قرآن نماز پڑہنا از حد برا ہے الخ یعنی نماز جایز ہے ایضاً ۴۴ نہ قرآن یہہ عربی حروف عربی الفاظ ہیں بلکہ قرآن ہے اوسی عربی الفاظ کے معنی۔ ایضاً ۴۵ یہہ معنی نہیں کہ عربی الفاظ قرآن ہیں الخ ایضاً ۴۶ کہ عربی الفاظ مندرجہ قرآن خاص قرآن ہے خالی سن سمجھوتہ کرلینا ہے۔ الخ یہہ قول مذکورہ ثبوت دعوی پر شہادت ہے فقط۔

اقول بتوفیق اللہ وعونہ جواب دعوی کا جو بزعم مدعی مدلل ہے انشاء اللہ تعالی تفصیل سے بیان کیا جاویگا۔ اور دلایل رہبر کی جو آیات او احادیث سے منقول ہیں کسی وجہ اوس سے ثبوت دعوی نہیں ہوسکتا

بیان دعوی مدعی

جیسا کہ ہر ایک صاحب عقل و فہم پر واضح ہوگا۔ اور جواب مفصل تمہید چند مقدمات سے توضیح کیا جائیگا انشاء اللہ تعالیٰ

المقدمۃ الاولیٰ

اہل سنت و جماعت پر فرض و لازم پہلے یہہ ہے کہ عقاید اہل سنت و جماعت کے پڑہکر یا سنکر معلوم کرے۔ چونکہ کتابیں عقاید کی عربی فارسی اُردو زبان میں موجود ہیں ہر ایک ذی عقل پڑہ سنکر دریافت کرسکتا ہے پس اسلیے تفصیل عقاید کی ترتیب وار نہیں کی گئی۔ لیکن مجمل کلام یہہ ہے کہ ایمان شرعی یعنی شریعت میں عبارت ہے تصدیق جنانی اور اقرار زبانی ہے ساتھ تمام اوس چیز کے جسکو رسول خدا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کیطرف سے لائے ہیں۔ ماموارت کو بجالاوے اور منہیات سے باز رہے۔ عمل سے ایمان کامل ہوتا ہے اور نور اور مرتبہ زیادہ ہوتا ہے اہل تحقیق کا یہہ قول ہے کہ عمل جزو ایمان کی نہیں لہذا خلود نار یعنی ہمیشہ کی آگ تارک عمل کے واسطے نہیں۔

المقدمۃ الثانیۃ

دیگر امر یہہ کہ مسلمان پر فرض ہے کہ علم نماز و غیرہ امور شرعی کا حاصل کرے جس وجہ سے ممکن ہو خاص کر صحت نماز اور حصول ثواب سے واقف ہو یعنی شرایط اور ارکان اور واجبات اور سنن اور مستحبات بجالاوے اور منہیات سے باز آوے اور مسایل کی تفصیل کتب فقہ عربی فارسی اُردو وغیرہ میں موجود ہے ہر ایک صاحب بقدر مقدور حسب معلوم کرسکتا ہے۔

المقدمۃ الثالثۃ

علماے عقاید نے دلایل سے بیان کیا ہے کہ علم یقینی مخلوق کیواسطے تین اسباب ہیں ایک حواس سلیمہ دوسرا خبر صادق تیسرا عقل سلیم یہہ حصر تین میں استقرائی ہے یعنی جستجو سے ہے حصر عقلی نہیں جو منحصر نفی و اثبات میں ہوتا ہے۔ اور حواس ظاہر یہہ پانچ ہیں سمع بصر شم ذوق لمس۔ خدا تعالیٰ کی عادت یوں ہے کہ بعد وجود اسباب کے علم مخلوق کو پیدا کرتا ہے۔ اور خبر صادق دو قسم ہے۔ ایک متواتر اور دوسری خبر شارع اور خبر متواتر وہ خبر ہے جسکا ثبوت ایسی قوم کی زبانوں سے ہو قوم کہ اتفاق انکا کذب پر متصور نہو یعنی عقل و نکی اتفاق کرنے کذب پر مجوز نہو۔ یہہ تعریف متواتر کی بموجب مذہب محققین کے ہے اور دلیل و مصداق ہونے خبر متواتر کا یہہ ہے کہ علم یقینی حاصل ہو سواے شک کے۔ خبر متواتر کا سبب واسطے علم یقینی کے یہہ مذہب اکثر علما کا ہے۔ مثال خبر متواتر کی یہہ ہے کہ گذرے بادشاہوں یا دور دراز شہر و نکا علم حاصل ہو مثل بغداد و مکہ وغیرہ اور مثل نوشیروان وغیرہ کی اگر کوئی کہے کہ خبر متواتر موجب علم یقینی کی نہیں کیونکہ نصاری تواتر سے خبر دیتے ہیں کہ یہودیوں نے مسیح کو قتل کیا اور پھانسی دیا اور یہودی خبر دیتے ہیں کہ دین موسوی ہمیشہ ہیگا منسوخ نہوگا حالانکہ

یہہ دونوں خبریں جہوٹی ہیں۔ جواب اجمالی یہہ ہے کہ تواتر خبر نصاریٰ اور یہود کا غیر مسلم ہے کیونکہ مصداق تواتر کا حصول علم یقینی ہے اور وہ حاصل نہیں ہوتا۔ اور تفصیلی جواب یہہ ہے کہ خبر نصاریٰ کی چار آدمی سے منقول ہے اور یہہ عدد تواتر کا نہیں ہے اور بعض نے کہا کہ جن لوگوں نے مسیح پر قتل کا حمل کیا وہ چہہ یا سات آدمی تھے باوجود کم ہونے عدد کے بعید نہیں کہ اتفاق اونکا کذب پر ہو۔ دوسری وجہ یہہ ہے کہ خبر نصاریٰ کی بموجب قول یہود کے شک اور شبہ سے تھی مشاہدہ اور یقین سے نہیں تھی کیونکہ یہود نے کہا کہ منہہ مُنہہ عیسیٰ کا ہے اور جسم ہمارے دوست کا ہے اگر یہہ عیسیٰ ہے تو ہمارا دوست کہاں ہے۔ اور بعض فلسفی اور اہل کشف کا قول ہے کہ جسم مقتول ہوا اور روح نے آسمان کیطرف صعود کیا مانند زندگی شہداء کی۔ جیسا کہ حسین بن منصور حلاج کو اہل کشف نے دیکہا کہ بالی پر چلتا ہے بعد مصلوب ہونیکے۔ اور اونسے سوال کیا کہ تم تو پہانسی دئے گئے تھے اونہوں نے جواب دیا کہ مجہکو نہ قتل کیا اور نہ پہانسی دیا۔ لیکن ونپر شبہ ڈالا گیا تھا۔ لیکن یہہ قول ظاہر قرآن اور مفسرین کے خلاف ہے کیونکہ قرآن مجید میں خداوند کریم نے خبر دی کہ مسیح قتل نہیں کئے گئے اور نہ پہانسی دئے گئے بلکہ خدائے تعالیٰ نے اونکو زندہ آسمان پر بہیجا اور خدائے تعالیٰ نے خبر دی کہ مسیح لوگونسے کلام کرینگے لڑکپن اور بڑہاپے میں اور قرآن مجید میں وارد ہے کہ تمام اہل کتاب مسیح پر ایمان لاوینگے پہلے موت اوسکی کے ف ظاہر ہے کہ مسیح زمانہ پیری کو نہیں پہونچے اور تمام اہل کتاب یہود وغیرہ اونپر ایمان نہیں لائے خداوند کریم سورہ زخرف میں فرماتے ہیں وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ یعنی تحقیق مسیح البتہ نشانی ہے واسطے قیامت کے یعنی نزول اوسکا آسمان سے البتہ نشانی ہے واسطے قیامت کے اور احادیث صحیحہ میں وارد ہے کہ مسیح علیہ السلام آسمان سے نازل ہونگے اور زمین کو عدل اور اسلام سے بہر دینگے اور فوت ہونگے بلکہ مروی ہے کہ روضہ رسول خدا علیہ السلام میں مدفون ہونگے۔ تمام کتب عقائد جیسا کہ عقائد نسفی میں لکہا ہے کہ جو کچہہ اشراط قیامت سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی اور پیش گوئی فرمائی ظہور اور خروج دجال اور دابۃ الارض کہ کعبہ کے نزدیک سے نکلیگا اور ظہور یاجوج اور ماجوج اور نزول عیسیٰ علیہ السلام از آسمان چہارم اور طلوع آفتاب جانب مغرب سے پس تمام یہہ امور حق ہیں ثبوت اور درست ہونا انکا ظاہر اور روشن ہے کیونکہ وہ امور ممکنہ ہیں جنکی خبر مخبر صادق نے دی جو لازم اور ضرور ہے کہ تصدیق کرے اور اونپر ایمان لاوے۔ نبراس میں مذکور ہے کہ احادیث صحیحہ نزول عیسیٰ علیہ السلام میں بہت متواتر المعنی ہیں و ایضا فیہ اَنَّ الْخِضْرَ وَالْاِلْیَاسَ وَاِدْرِیْسَ اَیْضًا مِنَ الْاَحْیَاءِ فَوَجَدُ فِی التَّفْسِیْرِ اَنَّ حَیٰوۃَ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ ثَابِتٌ بِالْاَحَادِیْثِ الْمُتَوَاتِرَۃِ الْمَعْنٰی وَفِیْ ھُوَ

م یعنی زندگانی عیسیٰ علیہ السلام کی روح و جسم دونوں سے

انکار امر خلاف ہے۔ خدا تعالے نے فرمایا ہے وَمَا قَتَلُوْہُ یَقِیْنًا بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ یعنی عیسی علیہ السلام
کو یہود نے قتل نہیں کیا بلکہ اوسکو خدا نے اپنے آسمان کیطرف زندہ اٹھالیا ہے جسم اور روح سے اور اوسکو تمام
ممکن پر قدرت ہے جو چاہے کرے فاعل مختار ہے عجز اور نقص سے مقدس ہے۔ تمام مفسرین اہل سنت متفق ہیں اسپر
کہ عیسی ہاز زندہ جسم اور روح سے چوتھے آسمان میں موجود ہیں اور احادیث صحیحہ متواترہ المعنی میں ثابت ہے کہ نازل
ہونگے اور نزول اونکا نشانی قیامت ہے اور دنیا تمام اہل اسلام ہوگی اور تمام مذاہب اور ملل کفریہ باطل
ہونگی۔ خدا تعالی نے فرمایا ہے وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتَابِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ یعنی نہیں کوئی
اہل کتاب مگر البتہ ایمان لاوینگے ساتھہ عیسی علیہ السلام کے پہلے مرنے اوسکے کے اور فرمایا ہے لِیُظْھِرَہٗ عَلَی
الدِّیْنِ کُلِّہٖ الخ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وقت نزول عیسی علیہ السلام کے اسکا وقوع ہوگا کہ تمام
روے زمین پر دین اسلام ہوگا الوانتی تمد دراز معمر ہونا عیسی علیہ السلام کا امر ممکن بلکہ واقع ہے محال ممتنع نہیں
اور قول حکما طبعی کا کہ عمر طبعی زیادہ ایک سو بیس سال سے نہیں ہوتی محض غلط اور باطل ہے۔ قیامت ملائکہ اور
شیاطین اور ارواح کی ہے۔ اور حضرت الیاس اور ادریس اور عیسی زندہ ہیں اونکی زندگی جسم اور روح سے
ہے۔ بلکہ ثابت ہے کہ اشرار سے دجال زندہ معمر محبوس ہے جو ہے اُسکا ظہور نشان قرب قیامت ہے۔ مضمون زندگی عیسی
علیہ السلام تمام کتب حدیث اور تفسیر اور عقاید اور تواریخ میں مذکور ہے کور چشم کو خدا ہدایت کرے۔ قصیدہ امالیہ میں
ہے۔ وَعِیْسٰی سَوْفَ یَاْتِیْ ثُمَّ یَتْوِیْ + لِدَجَّالٍ شَقِیٍّ ذِیْ خَبَالٍ۔ مخفی نہ ہو کہ بعضے فلسفی
مانند میبذی اور اہل اعتزال اور بعض کشفی حلولی تناسخی زندگی عیسوی سے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ عیسی علیہ السلام
فوت ہوگئے اور اونکا نزول دنیا میں پھر نہیں ہوگا یہہ گروہ گمراہ اور مخالف اہل حق ہے قول اونکا لایق اعتبار
نہیں پس اسباب میں جو کچھہ قوم نیچر اور قوم قادیانی نے تحریر کیا ہے وہ باطل اور مردود ہے۔ چونکہ زندگی عیسی
علیہ السلام کی تواتر سے ثابت ہے پس منکر اسکے امر بدیہی کا انکار کرتے ہیں۔ مکابرہ اور عناد اور شوار فساد کرتے ہیں
گمراہ ہیں اور تابعدار اونکے بھی غرق ہوے اہلسنت کو لازم ہے کہ اونکے اعتقاد و عمل میں افعال مسلم کریں نقصان
خدا تعالی سے زیادہ کون صادق تر ہے اور اوسکے رسول علیہ الصلوۃ والسلام نہایت سچے اور گناہ سے پاک ہیں
پس یقینًا معلوم ہوا کہ یہود اور نصاری نے کتب منزلہ کی تحریف کی اور کذب و بہتان افترا کیا ف قرآن
مجید میں بہت بیان ہے کہ یہود اور نصاری نے کتب منزلہ کی تحریف اور تغیر اور تبدل کیا فتح الباری میں مذکور ہے

قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ رسول علیہ السلام اور اسکے اصحاب کی تعریف اور ثنا توراۃ اور انجیل میں ہے۔ حالانکہ کتب موجودہ میں جو انکے پاس ہیں کچھ ذکر نہیں فقط قَوْلُہٗ تَعَالٰی مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ الخ اور جواب تفصیلی خبر یہود کا ایک یہ ہے کہ بخت نصر بادشاہ مجوسی نے انکو قتل کیا اور بیت المقدس کو خراب کیا۔ اور باقی یہود سے اسقدر نہ رہے کہ جنسے عدد تواتر ہو حالانکہ تمام یہود جمع تھے واسطے دفع ظالم کے اور دوسرا جواب یہہ کہ خبر یہود کی تواتر کو نہیں پہونچی بلکہ اس خبر کا بانی ابن راوندی زندیق متکلم ہے یہود کو یہہ بات سکہائی تاکہ وہ مسلمانونسے معارضہ کریں علاوہ یہہ کہ خبر یہود خلاف انجیل اور قرآن و حدیث اور اجماع کے ہے فقط **ف** اگرچہ ہر فرد اور جزو احتمال کذب اور ضعف کا رکھتی ہے لیکن مجموع من حیث مجموع سے وہ قوت اور صداقت حاصل ہوتی ہے کہ وہ ہر ایک فرد اور جزو سے حاصل نہیں ہوتی۔ اور خبر متواتر کا ایک قوم بت پرست سومنات ملک ہند کی رہنے والی اور قوم بت پرست براہمہ رئیس کفار ہند نے انکار کیا ہے تو قول انکا غیر معتبر ہے کیونکہ وہ مانند سوفسطائی کی بدیہیات سے منکر ہیں مکابرہ کرتے ہیں۔ کیونکہ امور یقینی میں تشکیک غیر مسموع ہے اور کچھہ مضر نہیں۔ دوسرا قسم خبر صادق کا یہہ ہے کہ خبر رسول ع کی ہو جسکی تقویت اور ثبوت رسالت ساتھہ معجزہ کے حاصل ہوا اور رسول کی تعریف یہہ ہے کہ ایک مرد ہو آدمیوں سے جسکو اللہ تعالی واسطے پہنچانے احکام شرعیہ کے طرف مخلوق کی بھیجے۔ اور وہ خبر رسول سبب علم کا ہوتی ہے واسطے یقین ہونے اس امر کے کہ خدا تعالی نے اوسکے ہاتہہ سے معجزہ ظاہر کروایا ہے واسطے تصدیق اوسکی کے دعوی رسالت میں کیونکہ جو امر خارق عادت کا مدعی کاذب سے ہو مفید علم کا نہیں ہوتا جیسا کہ اگر کوئی شخص دعوی الوہیت کا کرے تو برہان عقلی سے اوسکا کذب ثابت ہوتا ہے جو اوسپر علامات ہونے الوہیت کی ظاہر ہیں۔ اور جو شخص دعوی نبوت کا کذب سے کرے پس اوس سے خرق عادت نہیں واقع ہوتا مگر اوسکے دعوی کے خلاف جیسا کہ مسیلمہ کذاب نے ایک چشم کیواسطے بینائی کی دعا کی پس وہ ایک آنکہہ سے بہی گیا اور اندہا ہوگیا۔ اور ایک کنوئیں کے میٹھے پانی میں لب ڈالی وہ کھارا ہوگیا۔ پس اوس علم کو جو حاصل ہو خبر رسول ع سے استدلالی بھی کہتے ہیں واسطے موقوف ہونے اسکے دلیل پر۔ کیونکہ یہہ خبر ہے اوس شخص کی جسکی رسالت معجزہ سے ثابت ہے۔ اور جو خبر کہ جسکی صفت یہہ ہو پس وہ سچی ہے اور اوسکا مضمون واقعی ہے اور یہہ علم جو خبر رسول سے حاصل ہو یقین اور مضبوطی میں واسطے ہونے احتمال نقیض اور زوال کے مانند محسوسات اور بدیہیات اور متواترات کی ہے۔ بلکہ بموجب نور ایمان کے اونسے زیادہ قوی ہے۔ اور خبر واحد

مشہور سے علم یقینی حاصل نہیں ہوتا اسلئے حاصل ہے تو شبہ کہ راوی ہیں. کیونکہ راوی پر احتمال غفلت اور سہو و کذب کا لگا ہوا
ہے. اگر کوئی اعتراض کرے کہ خبر متواتر جبکہ وہ سنی جاوے وہان مبارک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے تو ہوگا علم
اون سے بدیہی نہ استدلالی نظری اور داخل ہوگا یہہ قسم خبر متواتر میں جواب علم جو حاصل ہو خبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم
سے وہ دو قسم ہے ایک تو یہہ کہ اونسے حاصل ہو بغیر واسطے کے یعنی حصول اوسکا بالمشافہ یا مشاہدے سے ہو جیسا کہ حضرات
صحابہ کبار کو حاصل ہوا یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوا خدا کیطرف سے سوائے ذریعہ فرشتہ کے یا
حاصل ہوا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ذریعہ فرشتہ سے پس یہہ علم یقینی ہے. دوسرا یقینی یہہ کہ جہت تواتر سے
حاصل ہو پس خبر متواتر رسول میں ایک تو یہہ کہ یہہ خبر رسول کی ہے کیونکہ ہونا اوسکا خبر رسول تواتر اخبار سے حاصل
ہوا ہے دوسرا صادق ہونا مضمون اوسکا اور یہہ تواتر سے حاصل نہیں ہوتا کیونکہ صدق مضمون تواتر کو لازم
نہیں. جیسا کہ مسیلمہ کذاب کا دعوی نبوت تواتر سے ہے باوجود کاذب ہونے مضمون اوسکے کے اور جو
الفاظ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے گئے اونسے معلوم ہوا کہ یہہ کلام رسول ہے پس علم اوسکا بدیہی ہے اسپر علم اوسکے
مضمون کا نظری ہے کیونکہ بہت وقت ایک کلام کاذب ایک شخص سے سنی جاتی ہے اوسکے مضمون پر صدق نہیں ہوتا
پس علم استدلالی خبر رسول کا باعتبار مضمون اوسکے کے ہے نہ باعتبار الفاظ کے کیونکہ باعتبار الفاظ کے علم
بدیہی ہے. اور تقریر استدلالی کی یہہ ہے مضمون اس خبر کا صادق ہے کیونکہ وہ خبر رسول کی ہے ہر وہ چیز کہ خبر
رسول کی ہوتی ہے مضمون اوسکا سچا ہوتا ہے پس مضمون اس خبر کا بھی سچا ہوا **ف** خبر خدا تعالی
کی اس حیثیت سے کہ خبر خدا کی ہے صادق ہے. اسیطرح خبر رسول کی اس حیثیت سے کہ خبر رسول کی ہے
بھی صادق ہے. خبر دینا اللہ جل جلالہ کا انبیا کو یا خبر دینا فرشتہ کا یا خبر اہل اجماع کی جسکا ثبوت قرآن و حدیث
متواتر سے ہوا اور وہ خبر جو مقرون ساتھ قرینوں کے ہو یہہ سب اخبار مفید علم یقینی کی ہیں. علمانے خبر خدائے
تعالی اور خبر فرشتہ کو خبر رسول میں داخل کیا ہے واسطے لگانے قاعدہ حصر اسباب کے اور خبر اہل اجماع اور اوس خبر کو
جو مقرون ساتھ قراین کے ہو متواتر میں درج کیا ہے اور اسی طرح باقی بدیہیات کو بھی درج کرتے ہیں. بدیہی
وہ علم ہے جو محتاج طرف دلیل کی نہو نظری وہ علم ہے جو محتاج ہو طرف دلیل کی. ہر علم مخلوق کے واسطے سبب ہوتا
ہے خواہ نقلی ظنی یا یقینی ہو خواہ عقلی یقینی یا ظنی ہو. خبر شارع یعنی خدائے تعالی و رسول صلعم کی من حیث شارع
نزدیک اہل ایمان کے قوی تر قطعیات کی ہے اور موقوف تواتر پر نہیں جیسا کہ صحابہ کبار کا حال روشن تھا

یا جسکا سینہ اللہ تعالی نور سے روشن کرے۔ اور خبر رسول میں شک و شبہ نہیں لیکن راوی کی جانب سے شک ہوتا ہے صَدَقَ اللّٰہُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشَّاھِدِیْنَ اور عقل لغت میں قید کو کہتے ہیں پھر مراد عقل سے ایک خاص ادراک یعنی جاننا ہے جسکے ساتھ آدمی چارپائے سے ممتاز ہوتا ہے گویا کہ وہ ادراک مانند قید کی مانع ہوتا ہے منہیات اور مکروہات قبائح سے، یہ مانی الضمیر سے دوسرے کو واقف کرتا ہے معلومات کے علم سے علم مجہولات حاصل کرتا ہے عقل ایک قوت ہے واسطے اس نفس ناطقہ کے جسکو شرع میں روح بولتے ہیں۔ ساتھ اس قوت کے نفس ناطقہ واسطے علوم کی قابلیت و استعداد رکھتا ہے اور واسطے قوت عقلیہ کے مراتب ہیں ہیولانی محض صلاحیت جیسا کہ اطفال میں عقل بالملکہ جیسا کہ علم بدیہیات کا عقل بالفعل یعنی حصول ملکہ جیسا کہ علم نظریات کا فرور یات سے عقل مستفاد یعنی حصول صور معقولات کا پاس نفس کے اور یہ مرتبہ دنیا میں نہیں ہوتا جیسا کہ بعض کا قول ہے لیکن صحیح یہہ قول ہے کہ دنیا میں بھی ممکن ہے واسطے خاص بندوں کے عقل ایک سبب علم کا ہے مانند حواس کے ملحد وغیرہ لوگ منکر ہیں اونکا قول غیر معتبر ہے۔ جیسا کہ گذرا قول اونکا حواس میں۔ اور جو علم عقل سے حاصل ہو بغیر کسب اور فکر کے پس وہ بدیہی اور جو حاصل ہو ساتھہ کسب اور نظر کے پس وہ نظری ہے عقل اور حس وغیرہ سبب علم کے ہیں اور خالق علم کا خدا تعالی ہے۔ چونکہ وہ باری تعالی فاعل مختار ہے بعض اشیا کے وجود سے علم یقینی پیدا کرتا ہے اور بعض کے وجود سے علم ظنی لہذا اوسپر کوئی اعتراض نہیں یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ وَیَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ جیسا کہ خبر واحد اور مشہور کے سماع سے علم ظنی پیدا ہوتا ہے اور خبر متواتر کے سماع سے علم قطعی پیدا ہوتا ہے یعنی اسباب ظنی اور وہمی شکی سے علم ظنی وہمی شکی پیدا ہوتا ہے اور اسباب قطعیہ سے علم قطعی پیدا ہوتا ہے اور یہہ عقل افراد اور اشخاص میں مختلف ہے اور محل عقل میں اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں قلب ہے اور بعضے کہتے ہیں دماغ ہے قول اول قوی ہے صوفی اور حکیم کا قول ہے کہ عقل جوہر مجرد ہے اور متکلمین مجردات کے قایل نہیں یعنی تمام عالم کو جسمانی کہتے ہیں خواہ لطیف ہو یا نہ شرح عقاید میں مذکور ہے کہ عقول مختلف ہیں اسپر اتفاق عقلا کا ہے کیونکہ فرق درمیان عقلا کے مثل افلاطون وغیرہ کی اور درمیان حمقا کے اظہر من الشمس ہے اور بعض لوگ صنعات اور حرفات میں ایسی ترقی کرتے ہیں کہ باقی سے وہ ترقی نہیں ہوتی اور احادیث صحیحہ تائید کرتی ہیں جیسا کہ عورتوں کے حق میں وارد ہے کہ وہ ناقص عقل اور دین ہیں نبراس میں مذکور ہے کہ تفاوت عقول میں احادیث بہت ہیں لیکن اکثر موضوع ہیں اور بعض احادیث موضوعہ سے یہہ حدیث ہے اِنَّ الرَّجُلَ لَیَکُوْنُ مِنْ اَھْلِ الصَّلٰوۃِ وَالْجِھَادِ وَمَا یُجْزٰی

اِلّا علیٰ قَدرِ عَقلِہٖ قَالَ ابنُ القَیِّم مَوضُوعٌ اور حدیث اَفضَلُ النَّاسِ اَعقَلُ النَّاسِ مَوضُوعٌ
اور حدیث اَمَّن یَرتَفِعُ النَّاسَ غَدًا فِی الدَّرَجَاتِ یَنَالُونَ الزُّلفٰی عَلٰی قَدرِ عُقُولِہِم
موضوع ہی اور خلاصہ کلام یہہ ہے کہ بہت اماموں اہل حدیث نے بیان کیا ہی کہ ہر حدیث کہ فضل عقل میں
وارد ہے صحت اور ثبوت کو نہیں پہونچی **ف** شرح مواقف میں مذکور ہے کہ دلیل تین قسم ہی عقلی محض نقلی محض
مرکب دونوں سے عقلی محض موقوف نقل پر نہیں اور نقلی محض کا وجود غیر متصور ہے کیونکہ ضرور اسمیں صدق مخبر کا ہوگا
اور یہہ بجز عقل کے ثابت نہیں ہوتا اور اگر ثبوت عقل کا نقل سے کیا جاوے تو دور یا تسلسل لازم آویگا لیکن
ممکن ہے کہ یہہ کہا جاوے کہ تغایر حیثیت کا کافی ہے پس دور لازم آویگا نہ تسلسل اور بعض مطالب صرف
نقل سے ثابت ہوتے ہیں عقل سے نہیں مانند جلوس غراب کی منارہ سکندریہ پر اور مثل احوال جنت و دوزخ و عذاب
ثواب وغیرہ امور کے جنکا ثبوت صرف نقل سے ہے اور بعض مطالب عقل سے ثابت ہوتے ہیں بلکہ نقل ونیز موقوف ہی
مانند وجود صانع کی اور صانع کا ہونا قادر مختار اور مثل ثبوت نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اگر نقل سے ثابت کئے
جاویں تو دور لازم آویگا لیکن ممکن ہی کہ جواب تغایر حیثیت سے دیا جاوے یعنی عقل کا اصل ہونا باعتبار ورود
کے ہے اور شرع کا اصل ہونا باعتبار وجوب کے یعنی مدار تکلیف اور فہم شرع کا عقل پر ہی عقل کو اختیار ایجاد
شرع کا نہیں بلکہ عقلی قول تائید شرع سے معتبر ہوگا اور درجہ نبوت کا ختم ہوا اسواسطے عقل نبی نہیں ہوسکتا فقط
اور وہ امر جو منقول ہی بعض علما سے کہ دلیل نقلی مفید یقین نہیں ہوتی کیونکہ وہ دلیل موقوف ہی علم وضع
الفاظ اور نقل لغت اور صرف اور نحو پر اور راوی انکے آحاد ہیں اور سوا اسکے جو ذات احتمال ہوتے ہیں تو یہ
امر منقول غلط صریح ہے کیونکہ حق صحیح یہہ ہے کہ دلیل نقلی مفید یقین ہی کیونکہ اکثر معانی لغویہ اور قواعد صرف
اور نحو تواتر کے طریق سے وصول ہوئے. کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہا جیسا کہ معنی ارض اور سما کے اور صیغہ
ماضی اور مضارع اور رفع فاعل اور نصب مفعول وغیرہ - جب ساتھہ انکے ضم کیا جاوے قرینوں کو جو مشاہدہ
اور تواتر سے حصول ہوئے ہیں پس علم یقینی حاصل ہوتا ہی کسی طرح سے شک وشبہ نہیں ہوتا تمام ہوا مضمون
نبراس و شرح مواقف کا اختصار سے بلکہ نبراس میں جو شرح عقائد کی شرح ہی مذکور ہی کہ اہل تحقیق نے کہا جو
موصوف ہیں ساتھہ علم اور عقل و شرع اور تصوف کے کہ دلیل عقلی اکثر امور میں ضعیف ہی خالص نہیں ہوتی وہمیات
سے بلکہ فرق درمیان بدیہی اور وہمی کے مشکل ہوتا ہے پس برہان عقلی غیر معتبر ہے مگر جسکی تقویت ہو کلام

شارع یا الہام صحیح سے جو متفق تا بعد اشرع سے ہو. فتفکر فیہ ما فیہ **ف** حسن یعنی نیک وہ چیز ہے جسمیں شارع سے نہی تحریمی یا تنزیہی صادر نہو قبیح وہ چیز جسمیں نہی شارع سے ثابت ہو اور حکم حسن قبیح اشیا میں عقل کیواسطے نہیں بلکہ شرع مثبت اوسمیں حسن اور قبح کی ہے معتزلہ اسکے خلاف ہیں اونکے نزدیک حسن اور قبح عقلی ہے شارح مواقف فرماتے ہیں کہ اطلاق حسن و قبیح کا تین معانی پر کیا جاتا ہے ایک تو یہہ کہ صفت کمال کو حسن کہتے ہیں جیسا کہ علم اور صفت نقصان کو قبیح کہتے ہیں جیسا کہ جہل اور یہہ عقل سے معلوم ہوتا ہے اور شرع پر موقوف نہیں دوسرا یہہ کہ موافق غرض ہونا یا مخالف غرض ہونا اور اسکی تعبیر فساد اور مصلحت سے بھی کرتے ہیں. اور یہہ قسیم دوسرا بھی عقلی ہے تیسرا یہہ کہ تعلق مدح اور ثواب کا ساتھہ فعل کے جلدی یا مہلت سے ہو اوسکو حسن کہتے ہیں اور جو تعلق ذم اور عقاب کا ہو ساتھہ فعل کے عاجلاً یا آجلاً اوسکو قبیح کہتے ہیں اور اس قسم میں اہل سنت او معتزلہ کا اختلاف ہے معتزلہ کہتے ہیں عقلی ہے اور اہل سنت کہتے ہیں کہ شرعی ہے. جب یہ ثابت ہوا کہ حاکم ساتھہ حسن او قبح کے شرع ہے نہ عقل تو ثابت ہوا کہ واسطے افعال کے پہلے شرع کے کوئی حکم نہیں اور مروی ہے کہ ماتریدیہ موافق معتزلہ کے ہیں کذا فی النبراس والله اعلم بالصواب.

المقدمۃ الرابعۃ

جہان جو مراد ماسوائے اللہ سے ہے نو پیدا ہے قدیم نہیں خواہ اجسام ہو یا مجردات باعتبار ذات اور عرض کے حادث ہے اسپر تمام اہل اسلام اور یہود اور نصاری اور مجوس کا اتفاق ہے اور دلایل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت ہے کقولہ تعالی **خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ** یعنی پیدا کرنیوالا ہر شی کو اور جہان متغیر ہے اور جو چیز متغیر اور متبدل ہوتی ہے وہ نو پیدا ہے پس جہان نو پیدا ہے اور جہان خالی عوارض سے نہیں اور جو چیز عوارض سے خالی نہیں وہ نو پیدا ہے پس جہان نو پیدا ہے یعنی نو پیدا کیا گیا عدم سے طرف وجود کی تھا معدوم پھر خدا نے موجود کیا بعضے منکر صانع کہتے ہیں کہ خود بخود پیدا ہوا. قول اونکا خلاف عقل و نقل ہے اور فلاسفہ کا قول کہ جہان تمام ہے دلائل عقلیہ و نقلیہ سے باطل ہے جیسا کہ کتب مطولات میں مذکور ہے خواہ قدیم ہونا فلکی ہو ساتھہ مادہ و صورت اور شکل کے گروہی کے خواہ قدیم ہونا مجردات کا ہو یا قدیم ہونا عناصر کا ساتھہ مادہ اور صورت نوعیہ کے **ف** حکما کا یہہ مذہب ہے کہ جسم مرکب دو جزو مادہ اور صورت سے ہے اور مادہ کو ہیولی بھی کہتے ہیں مادہ محل ہے اور صورت حال اور تمام اجسام حقیقت صورت جسمیہ میں متفق ہیں اور آثار اور طبایع میں مختلف. اور سبب

اور علت اختلاف کو صورت نوعیہ کہتے ہیں یعنی ایک چیز تیسری جسم میں ہے جسکی وجہ سے اختلاف ہے پھر بعض اسکو
جوہر کہتے ہیں اور بعض عرض - اور صورت نوعیہ بھی مانند جنس کے ہے جسکے نیچے انواع ہوں - اور انواع کی افراد
ہوتی ہیں - اور صورت نوعیہ بدل ہوتی ہے صورت نوعیہ دوسری سے اور نوع جسم کا بھی بدل ہوتا ہے جیسا
کہ ہوا پانی سے بدل ہوتی ہے اور بالعکس اور ہیولی دونوں حال میں ایک ہوتا ہے اور ہر شخص میں صورت شخصیہ اور
تشکل خاص ہوتی ہے - اور شکل ایک ہیئت ہے کہ عارض ہوتی ہے جسم یا سطح کو احاطہ حد واحد یا احاطہ کئی حدود سے
پس حکما کا یہہ مذہب ہے کہ مادہ آسمان اور صورت اور شکل جسمیہ اور نوعیہ اور شخصیہ ہر فرد میں قدیم ہے اور مادہ اور صورت
عناصر کا قدیم ہے اور مادہ عناصر قدیم مشترک عناصر میں ہے اور اونکی صورت جسمیہ قایم بالنوع ہے اور صورت
نوعیہ اونکی قدیم بالجنس ہے اور مراد قدیم ہونے صورت جسمیہ بالنوع سے یہی ہے کہ مثلا پانی کی جسمیت ہمیشہ ازلی ابدی ہے
ساتھ وجود اشخاص کے بعد ایک دوسرے کے نوع باقی ہے اور شخص فانی اور حادث ہے اور مراد صورت نوعیہ قدیم
ہونے بالجنس سے یہہ ہے کہ جنس صورت نوعیہ کی ہمیشہ ازلی ابدی ہے ساتھ وجود نوع کے بعد نوع کے یعنی مادہ عناصر
خالی صورت نوع سے نہیں ہوتا اور صورت عنصر کی باقی نہیں رہتی واسطے بدل ہونے ایک نوع کے دوسری
اور حکما سے منقول ہے قدیم ہونا موالید ثلثہ یعنی حیوانات اور نباتات اور جمادات کا - اور حکما جہان کو جو عبارت
ہے اشیا سے جو ما سوا اللہ ہیں حادث کہتے ہیں لیکن معنی حدوث کے دوسرے کرتے ہیں یعنی محتاج ہونا [illegible] غیر
کی - پھر حکما کے نزدیک قدیم دو قسم ہے - قدیم ذاتی اور زمانی قدیم ذاتی وہ ہے جو محتاج طرف غیر کی نہو اور
قدیم زمانی وہ ہے جسکے اول عدم نہو مانند مادہ وغیرہ کی اور حادث دو قسم ہے حادث ذاتی اور حادث زمانی
حادث ذاتی وہ ہے جو محتاج ہو طرف غیر کی اور حادث زمانی وہ ہے جسکے اول عدم ہو - پس [illegible] ہاں حکما
کے نزدیک قدیم زمانی اور حادث ذاتی ہے اور یہہ قول قدم زمانی خلاف اہل حق اور باطل ہے - اور یہہ حدوث
ذاتی اور قدم زمانی مذہب حکیم ارسطو اور متاخرین اوسکے تابعداروں کا ہے اور حکیم افلاطون قایل
ہے کہ جہان حادث زمانی ہے قدیم نہیں ہے موافق اہل حق ہے اور وہ جو منسوب ہے طرف اوسکی قدم [illegible]
پس وہ صحیح نہیں اور حکیم فیثاغورس اور سقراط اور متقدمین حکما کا یہہ مذہب ہے کہ جسم [illegible] مادہ
مادہ کے قدیم اور صورت کی جہت سے حادث ہیں - پھر بعض حکما سے یہہ منقول ہے کہ اصل تمام مخلوق کا پانی ہے یہہ
اوس سے آسمان اور زمین ہوئی - مروی ہے کہ یہہ بات حکیم ثالیس نے توراۃ سے نقل کی ہے [illegible]

توریت میں ہی کہ خداے تعالی نے ایک جوہر پیدا کیا پس وہ نظر ہیبت الہی سے پانی ہوا پس پانی کا بخار
دخان اور کف ظاہر ہوئی دخان سے تمام آسمان اور کف سے تمام زمین پیدا ہوئی حدیث نبوی بھی ثبوت دیتی ہی
کہ یہ شئی پانی سے پیدا ہوئی لیکن حکیم تالیس نے قدیم کہنے میں خطا کی حکیم انقیماس سے منقول ہی کہ اصل
تمام کا ہوا ہے اور حکیم فلیطس نے کہا کہ اصل تمام کا آگ ہی اور دیمقراطیس نے کہا کہ اصل تمام کا اجسام صغار جو
قابل قسمت نہیں ان خلا میں حرکت سے جمع ہوکر افلاک اور عناصر ہو جاتے ہیں۔ اور مذہب حکیم جالینوس کا
توقف ہے منقول ہی کہ جالینوس نے وقت مرگ اپنے تلمید سے کہا کہ جالینوس کو قدم اور حدوث عالم سے علم نہیں اور
یہی علم نہیں روح سے کہ مزاج ہی یا اور چیز۔ اور علمائے اسلام فرماتے ہیں کہ جہان جو عبارت ہی ماسواے ذات اللہ سے
وہ ذات اللہ جو موصوف ساتھ صفات کاملہ کے ہے پس وہ جہان خواہ اعیان ہوں خواہ اعراض پھر اعیان
خواہ مادی ہوں خواہ مجردات تمام نو پیدا حادث ہے قدیم نہیں۔ اور جسم مرکب ہوتا ہی اجزا سے جو منقسم نہوں
پھر جسم اور اُسکی اجزا نو پیدا اور حادث ہیں کیونکہ ہر ایک حوادث اور تغیر سے خالی نہیں اور حدوث عالم پر اتفاق
تمام انبیا کا ہے۔ پھر صانع عالم نزدیک علمائے اسلام کے فاعل مختار ہی۔ اور حکما کے نزدیک فاعل بالایجاب ہے
یعنی صدور معلول کا اوس سے ضرور واجب ہے بلا اختیار لہذا وہ معلول کو قدیم کہتے ہیں علت کی جہت سے
جواب علمائے اسلام یہ کہ تاثیر واجب لوجود معلول میں دو حال سے خالی نہیں حالت وجود میں ہے یا عدم
میں اگر وجود میں ہی تو لازم آویگا ایجاد موجود اور یہہ محال ہے اور اگر عدم میں ہی تو ہمارا مطلوب ثابت ہوا۔
کہ معلول حادث ہے قدیم نہیں۔ **ف** بعض دلائل حکما بوجہ اختصار مذکور ہوتی ہیں **دلیل اول** اونکی یہ
ہے کہ مادہ قدیم ہے اگر قدیم نہو تو حاجت طرف دوسرے مادے کی ہو پس تسلسل لازم آویگا جو محال ہی اور مادہ صورت
سے خالی نہیں پس قدیم ہونا جسم کا ثابت ہوا **جواب اول** یہہ کہ ہم ہیولی اور صورت سے ترکیب جسم کو تسلیم نہیں
کرتے اور قدیم ہونا مادہ کا بھی غیر مسلم ہی کیونکہ یہہ فرع ہے ایجاب بالذات کی اور ایجاد عالم خدا کی ذات
پر واجب اور لازم نہیں بلکہ فاعل مختار ہے خواہ کرے یا نہ اگر فاعل مختار نہ ہو اور موجب بالذات ہو تو لازم آتا
ہے کہ جو چیز آج دن پیدا ہو وہ قدیم ہو حالانکہ یہہ باطل ہی چونکہ نسبت ایجاد ذاتی کو طرف وجود ممکن اور
عدم ممکن کی برابری ہے پس لازم آیا یہہ کہ تمام افراد موجود ہوں یا موجود نہوں۔ ورنہ ترجیح بلا مرجح لازم ہوتی ہی
اور قدیم ہونا معلول کا بھی محال ہی کیونکہ کوئی چیز قدیم منسوب و معلول طرف قدیم کی اور اُسکا اثر نہیں ہوتی۔

ظاہر ہے کہ ظہور اثر مسبوق بالعدم ہے جو چیز آج روز پیدا ہوئی وہ کل روز معدوم تھی بخلاف ثبوت قادر
فاعل مختار کے کہ اوس پر کوئی اعتراض نہیں یَفْعَلُ مَا یَشَاءُ وَیَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ ۔ اور یہہ امر کہ مادہ بلا صورت
نہیں ہوتا غیر مسلم ہے کیونکہ مخصص اور مرجح اوسکا موجد قادر مختار ہے۔ اور اُس قادر مختار نے اختیار سے
اجزائے اجسام کو پیدا کیا پھر ترکیب دیکر جسم بنایا **دلیل دویم** یہہ کہ زمانہ قدیم ہے اگر قدیم نہیں تو عدم اوسکا بعد
اوسکے وجود کے ہوگا۔ وہ پہلے ہونا جس میں سابق اور مسبوق جمع نہوں بسبب تقدم زمانی کے زمانہ موجود ہوا
وقت فرض عدم اوسکے اور یہہ محال ہے پس زمانہ قدیم ہوا جب زمانہ قدیم ہوا پس حرکت بھی قدیم ہے جو مقدار اُسکا
ہے اور جسم بھی قدیم ہوگا کیونکہ وہ محل حرکت ہے **جواب** تقدم زمانی عدم زمانے کا اوسکے وجود پر
تسلیم نہیں تا کہ اجتماع نقیض مان کر قدم زمانہ کا ثبوت ہو بلکہ تقدم ذاتی ہے جیسا کہ تقدم بعض اجزائے زمانہ
کا بعض پر اور اسمیں کوئی شبہ نہیں لازم آتا پس واسطے عدم زمانہ کے زمانہ نہوا- **دلیل سوم** یہہ کہ فاعلیت
فاعل یعنی تاثیر فاعل جہان میں اور ایجاد فاعل جہان کو یہہ صفت قدیم ہے پس لازم ہے کہ جہان قدیم ہو
بیان یہہ کہ اگر فاعلیت فاعل نو پیدا مخصوص ساتھ وقت خاص کے ہو تو ضرور ہے کہ وہ موقوف ہو کسی
شرط حادث پر جو خاص وقت میں ہو۔ نہ ترجیح بلا مرجح ہوگی کیونکہ خاص ہونا حدوث فاعلیت کا ایک
وقت میں نہ آگے اور نہ پیچھے باوجود نسبت برابر کے تمام اوقات کیطرف ترجیح بلا مرجح ہے پھر کلام کیجاویگی
شرط حادث اور خصوصیت اوسکی میں ساتھ وقت خاص کے پس اُسکی اور شرط ہوگی پھر کلام طویل
ہوگی پس تسلسل لازم آویگا اور وہ محال ہے جب فاعلیت قدیم ہوئی تو اثر اوسکا اور معلول بھی قدیم ہوگا یعنی
ایجاد ازلی سے وجود اثر بھی ازلی ہوگا **جواب** بہت وجوہ سے ہے لیکن عمدہ دو وجہ ہیں- ایک یہ کہ
ترجیح فاعلیت فاعل کی ایک وقت میں بموجب تعلق ارادہ فاعل مختار کے ہے- جیسا کہ آدمی درندہ سے
بھاگتا ہے اور نزدیک دو راہ مساوی میں اختیار کرتا ہے ایک راہ- یا دو پیالے پانی کے پیاسے کے
پاس موجود ہوں اور وہ ایک کو اختیار کرتا ہے پس فاعل مختار اپنے مقدورات سے ایک کو اختیار کریگا اور
بموجب تعلق ارادہ کے فاعل مختار کو کوئی حاجت ترجیح میں نہیں محض ارادہ کافی ہے وجہ دوسری یہہ کہ
اگر دلیل فاعلیت فاعل والی صحیح ہووے تو لازم آتا ہے کہ حادث یومی قدیم ہو حالانکہ یہہ باطل ہے **دلیل چہارم**
یہہ کہ امکان عالم ازلی صلاحیت ہے اوسکی ازلی ہے ورنہ انقلاب لازم آویگا امتناع ذاتی سے طرف

امکان کی اور تاثیر باریتعالیٰ کی عالم میں بھی ازلی ہے ورنہ انقلاب مذکور لازم آویگا پس واسطے کہ
تعین کیا جاوے ساتھ ازلی ہونے امکان عالم کے اور ترک ناجود کا عالم پر زمانہ غیر متناہی میں جواد
مطلق کے لائق نہیں پس لازم ہے کہ جود اوسکا قدیم ہو ورنہ تعطل لازم آویگا - جواب ازلی ہونا اوسکا
باعتبار علم اور قدرت اور ارادہ کے ہے اور حدوث عالم باعتبار وقوع اور تعلقات حادثہ کے ہے پس
قدیم ہونا اور وجہ سے ہے اور حدوث اوسکا اور وجہ سے اور قادر مختار پر کوئی شبہ وارد نہیں ہوتا اور تعطل لازم
نہیں آتا کیونکہ صفات کے تعلقات غیر متناہی ہیں اور قرآن اور حدیث میں دلائل عالم کے حدوث اور فنا کی
بہت ہیں اور امکان عالم غیر متناہی کا بھی ممکن ہے بخلاف حکما کے کہ سوائے اس عالم کے دوسرے عالم کے
قائل نہیں - اور نفوس ناطقہ یعنی ارواح اور نفوس فلکی بھی حادث ہیں بلکہ سوائے خدا موصوف بصفات کے
کوئی چیز قدیم نہیں - بعض یوں تقریر کرتے ہیں کہ امکان صفت وجودی ہے مقابل امتناع جو عدمی ہے
اور صفت وجود کا قیام ساتھ محل موجود کے ہوگا اور حادث پہلے حدوث کے ممکن ہے اور امکان جو امر عرضی ہے
محل موجود واسطے اوسکے ضرور ہے پس اگر ہیولیٰ یعنی مادہ حادث ہے تو ضرور مسبوق ہوگا ساتھ مادہ
دوسرے کے پس قیاس و فکر کر تسلسل میں جو محال ہے پس مادہ قدیم ہوا - اور مادہ صورت سے جدا نہیں ہوتا
اور مجموع مادہ اور صورت جسم ہے پس جسم قدیم ہوا جواب بوجہ دلائل بطلان جزلایتجزی کے بطلان مادہ کا
ثابت ہے - دوسری وجہ یہہ کہ امکان امر اعتباری عدمی ہے کیونکہ اگر موجود ہو تو واجب ہوگا یا ممکن امکان
میں دور یا تسلسل ہے اور وجوب میں خلاف مطلوب ہے اور بہت ہونا قدیم کا لازم آتا ہے اور امر اعتباری کو
حاجت محل کی نہیں ہوتی فقط اور بعض یون کہتے ہیں کہ علت تامہ جہان کی قدیم ہے پس معلول قدیم
ہوا کیونکہ تخلف معلول علت سے محال ہے جواب علت قدیم ہے لیکن ممکن کا ازلی ہونا محال ہے دوسری
وجہ یہہ کہ علت تامہ سے ہے تعلق ارادہ کا اور وہ تعلق حادث ہے پس علت حادث ہوئی اور تعلق
محتاج علت نہیں کیونکہ فعل قادر مختار ہے اور آج کے دن جو پیدا ہو کیونکر قدیم ہو یعنی قانون حکیم منقوض
ساتھ حادث یومی کے ہے اور تقدم عدم عالم اوسکے وجود پر زمانی نہیں بلکہ ذاتی ہے اور استداد عدم
سابق حکم وہمی باطل ہے جیسا کہ بطلان حکم وہم کہ گرد عالم امتداد ہے اور حدوث عالم ایک وقت میں
باوجود تساوی اوقات ترجیح بلا مرجح نہیں بلکہ ترجیح فاعل مختار کی ایک کو دو مقدور سے ہے اور قبل

حدوث عالم کوئی وقت موجود نہیں پس دلِ و قات باعتبار ہونے اوسکے کے اول مرجح ہی اور فصل ایجاد عالم تعالیٰ
بعدم عالم ہے اور ہر شئے قبل ارادہ و قصد معدوم ہی اور ہر فعل فاعل مختار مسبوق بالقصد و ارادہ ہوتا ہی اور مادہ ہے
پس جہان حادث ہی اور فاعل مختار کو حاجت مرجح کی نہیں - اور اشیا موجود ہیں یعنی وجود اشیا کا خواہ اعیان
ہوں یا اعراض ثابت و واقعی ہی - موجودات کی ہستی وہمی اور شکی اور اعتباری نہیں بلکہ واقعی ہی اور قول ان
لوگوں کا جو ہستی جہان کو وہمی اور شکی و خیالی زعم کرتے ہیں بموجب دلائل عقل و نقل کے مردود ہے اور جہان تمام کا فنا ہونا
اور نفخہ دوسرے سے پیدا ہونا دلائل سے ثابت ہے اہل ایمان کو کسی وجہ سے اسمین شک نہیں چونکہ یہ امر ممکنات سے ہی عقل کو بھی
انکار نہیں بلکہ نہایت ادب سے تسلیم کرتی ہی اور ثابت کرتی ہی اور اس امر کو حشر اور معاد جسمانی کہتے ہیں اور دلائل شرح
مواقف وغیرہ میں مذکور ہیں فقط جب جہان نو پیدا کیا گیا ہی عدم سے طرف وجود کی تو ضرور ہی کہ واسطے اوسکے نو پیدا
کرنے والا ہو کیونکہ وجود فعل کا بغیر فاعل کے محال ہے اور پیدا کرنے والا عالم یعنی جہان کا اللہ تعالیٰ ہی وہ ایسی
ذات مقدس کا نام ہی جسمیں تمام صفات کاملہ ہوں کسی وجہ سے اوسکی ذات و صفات میں عیب اور نقصان نہو صفت کمال سے
ذات اوسکی موصوف ہی اور صفت نقصان سے مقدس ہی وہ ذات موصوف با صفات موجود ازلی ہی کہ بغیر ابتدا کے
ابدی ہے بغیر انتہا کے تمام اوسکے محتاج ہیں وہ کسیکا محتاج نہیں اور اوسکے خدا ہونے پر جہان کا اتفاق ہی -
اور اوسکے وجود اور توحید اور تنزیہ پر دلائل عقلیہ و نقلیہ بیشمار ہیں اور مخلوق معلوم کرے کیفیت ذات اور صفات
اوسکی سے بے علم ہی - خدا تعالیٰ نے فرمایا ہی لَا تُدْرِکُهُ الْاَبْصَارُ (الخ سورہ بقرہ) وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ
مِنْ عِلْمِهٖ (سورہ طہ) وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا - کیا عمدہ ہی مضمون سعدی علیہ الرحمۃ کا -

جہان متفق بر الہیتش + فرو ماندہ در کنہ ماہیتش + نہ بر اوج ذاتش پرد مرغ وہم + نہ در ذیل وصفش رسد دست فہم -
نہ ادراک در کنہ ذاتش رسد + نہ فکرت بغور صفاتش رسد + توان در بلاغت بسحبان رسید + نہ در کنہ بیچون سبحان رسید

ذات اور کیفیت صفات اوسکی مخلوق کو معلوم نہیں - قرآن اور حدیث میں وارد ہے کہ ایمان غیب پر لاویں
اور غیب کا علم مخصوص خدا تعالیٰ کو ہی اور ایمان بوقت رویت عذاب کے سوائے قوم یونسؑ کے مقبول نہیں اور اس وجہ سے
بموجب استثنا کرنے خدا تعالیٰ کے قوم یونسؑ کو - ایمان فرعون کا مقبول نہیں - اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ کَمَا هُوَ
بِاَسْمَآئِهٖ ترجمہ میں ایمان لایا ساتھ اللہ کے کہ موجود اور یگانہ اور منزہ ہے جیسا کہ وہ ثابت ہی ساتھ ناموں
اور صفتوں اپنی کے یعنی خدا تعالیٰ موصوف ساتھ اسما اور صفات کے جو اسم اور صفت جو قرآن اور حدیث میں

وارد ہے اور بعض علما کا قول ہے ۔جو کمال کی صفت ہے واسطے اسکے ہے اور جو صفت نقصان کی ہے اللہ تعالی اوس سے مقدس ہے ۔صفت کمال کی خواہ عقل سے ہو یا نقل سے ۔آیات اور احادیث صفات جو متشابہات ہیں اونپر ایمان لایا جاوے اور مراد اونکی خدا تعالیٰ کی سپرد کیجاوے ۔کیونکہ مراد اونکی سواے شارع کے کسیکو معلوم نہیں ورنہ اونکی تاویل کیجاوے اور نہ ظاہر معنی کئے جاویں ۔اور بعض علما جو تاویل کرتے ہیں محض واسطے رد کرنے فرقہ مشبہ اور مجسمہ کے ہے اور یقین کرتے ہیں کہ مراد وہی شارع کو معلوم ہے اسپر تمام علما کا اتفاق ہے کذا فی الاحمدی والنبراس ۔

ثبوت صانع اگرچہ بدیہی ہے لیکن واسطے وضاحت کے کچھ بیان کیا جاتا ہے ۔اعیان اور اعراض نو پیدا ہیں اور واسطے حادث کے فاعل نو پیدا کرنیوالا ضرور ہوتا ہے کیونکہ صدور فعل بغیر فاعل نہیں ہوتا اور ظاہر ہے کہ بنا بغیر بانی کے نہیں ہوتی ۔اور بعض نے کہا ہے کہ ہمارے کام نو پیدا ہیں اور صدور اونکا فاعل سے ہوتا ہے پس اسطرح صدور اجسام کا بھی فاعل سے ہوتا ہے علت اور سبب احتیاج کا طرف موثر کی حدوث ہے نزدیک اہل کلام کے نہ امکان کیونکہ عدم ممکن بھی ممکن ہے پس لازم آیا یہہ کہ عدم محتاج ہو طرف علت کی حالانکہ عدم مطلق محتاج نہیں ہوتا طرف موثر اور علت کی ۔اور سبب احتیاج کا طرف موثر کی نزدیک حکما کے امکان ہے اور متاخرین اشاعرہ کا بھی یہی مذہب ہے کیونکہ ہم خیال کرتے ہیں وجود حادث کیطرف اور ہمکو احتیاج اوسکا طرف علت کی ظاہر نہیں ہوتا مگر ممکن ہونا اوسکا اور حدوث سبب نہیں ہوتا کیونکہ اگر حدوث سبب ہووے تو لازم آتا ہے کہ جہان بعد موجود ہونیکے صانع سے بے پروا ہو ۔بعض علما نے جواب دیا ہے کہ بقاے اجسام بغیر اعراض کے نہیں ہوتا اور اعراض دوسرے زمانے تک باقی نہیں رہتے اور حاجت طرف صانع کی ہمیشہ رہتی ہے اور بعض نے یون کہا ہے کہ حادث متصف ہوتا ہے ساتھ وجود اور عدم کے اور ہونا نہ ہونا برابر ہوا پس ضرور حاجت طرف مرجح کی ہوئی ۔اور اس دلیل کی بنا حدوث اور امکان پر ہے ۔اور بعض نے کہا کہ وجود موجود واقع میں شک نہیں اگر وہ واجب الوجود ہے پس مطلوب حاصل ہے اور اگر ممکن ہے تو محتاج طرف مرجح کی ہوگا ۔اور ضرور ہے کہ وہ مرجح واجب الوجود ہو ۔واسطے قطع دور اور تسلسل کے یعنی عالم جو عبارت ماسوا اللہ سے ہے خواہ مجرد ہو خواہ مادی خواہ جوہر ہو خواہ عرض تمام نو پیدا ہے اور ہر نو پیدا کیواسطے فاعل نو پیدا کرنیوالا لازم ہے اور جہان ممکن ہے اور محتاج طرف موثر کی اور اعراض کا حدوث مشاہدہ ہوتا ہے خواہ نفوس میں ہو خواہ آفاق میں کیونکہ مشاہدہ انقلابات نطفے سے خون منجمد اور اوس سے مضغہ اور اوس سے گوشت ۔یہہ معلوم ہوتا ہے کہ وجود ان اشیا کا بغیر فاعل کے محال ہے اور صدور اوسکا طبیعت بے شعور سے بھی محال ہے کیونکہ بڑے عقلا اوسکی حکمتوں کی جو اوسمیں رکھی ہوئی ہیں عاجز ہیں در حالات افلاک و عناصر اور حیوانات

۱ جوہر وہ ہے جو قائم بالذات ہو اور عرض وہ ہے جو قائم بالغیر ہو

اور نباتات اور معدنیات کے مشاہدہ سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ حدوث حوادث بغیر فاعل محال ہے اسلئے قرآن مجید میں
صاحب تفسیر کبیر نے موقع بموقع خوب تفسیر کی ہے یعنی دلائل ثبوت صانع بہت ذکر کئے ہیں۔ اور ہر جسم بلکہ ہر شے میں ایک کیفیت
اور شکل خاص ہے کہ دوسری چیز میں وہ نہیں ہوتی اور یہ صورت جسمیہ کیطرف سے نہیں اسلئے مشترک ہونے اوسکے اور نہ
جانب طبیعت سے کیونکہ مقتضی طبیعت مختلف نہیں ہوتا پس ضرور یہ ہے کہ وہ مخصص ومرجح واجب الوجود ہے واسطے
قطع کرنے دور اور تسلسل کے۔ تقریر حکما کی یوں ہے کہ واقع میں قطع نظر خصوصیات اور احوال سے ایک موجود ہے
اگر وہ واجب ہے پس مراد حاصل ہے۔ اگر وہ ممکن ہے جو محتاج طرف موثر کی ہوتا ہے ضرور ہے کہ وہ ممکن طرف واجب کی انتہا کرے
واسطے دور کرنے تسلسل اور دور کے اور بعض علمانے یوں بیان کیا ہے کہ ہمکو یقین وجود ممکن میں ہے پس اگر وہ منسوب
طرف واجب کی ہے خواہ ابتدا سے ہو یا انتہا سے پس مطلوب حاصل ہوگا اور اگر تسلسل سلسلہ ممکنات کا جاری ہو تو
ہم یوں کہینگے کہ مجموع ممکنات متسلسلہ طرف غیر نہایت کی حیثیت اور اعتبار مجموع سے ایک امر ممکن ہے محتاج طرف
اجزا کی ہے وہ اجزا جو غیر مجموع کا ہے پس ضرور اس ممکن کیواسطے علت ہوگی جو موجب رجحان وجود اس ممکن کا ہے
اوسکے عدم پر۔ اور وہ علت نفس مجموع نہیں ہو سکتا کیونکہ وجود علت وجود معلول پر مقدم ہوتا ہے اور تقدم شے کا اپنی
ذات پر محال ہے۔ اور نہ تمام اجزا اور نہ بعض اجزا علت ہو سکتی ہیں کیونکہ اسمیں بھی تقدم الشئ علی نفسہ لازم آتی
ہے۔ کیونکہ جزو جو علت کل کی ہے وہ اپنی ذات کی بھی علت ہے۔ پس ضرور کوئی امر خارجی علت ہوگا اور وہ امر خارج
ضرور واجب الوجود ہوگا۔ اور یہی مطلوب ہے۔ اور بعض نے یوں تقریر کی ہے کہ ممکن اپنے وجود میں بذاتہ مستقل نہیں اور
ممکن سے ایجاد غیر بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ مرتبہ ایجاد کا پیچھے مرتبہ وجود کے ہوتا ہے کیونکہ چیز جبتک موجود نہ ہو ایجاد نہیں
کر سکتی پس اگر حصر کرنا موجود کا ممکن میں ہو تو لازم آتا ہے کہ کوئی چیز ہرگز موجود نہو۔ کیونکہ ممکن اگرچہ متعدد اور کثیر تر
رکھتا ہے وجود اور ایجاد میں مستقل نہیں اور جب وجود اور ایجاد نہ ہوا پس موجود لذاتہ وغیرہ بھی نہوگا اور بعض
علمانے یوں تقریر کی ہے کہ اگر واجب الوجود موجود نہو تو ممکن الوجود واجب لغیرہ سے بھی نہوگا۔ اور اسوقت یہ
لازم آئیگا کہ ہرگز کوئی موجود نہوگا واسطے حصر موجود کے واجب و ممکن میں ہے اول یعنی جب واجب موجود نہو تو ممکن بھی
نہوگا کیونکہ جب جب موجود نہو تو تمام موجود ممکنہ ہونگے اور اسمیں شک نہیں کہ نفی کرنا مجموع مرکب کا ممکنات سے بالکل یکدفعہ
ممتنع ذاتی نہیں اور یہ ظاہر ہے کیونکہ مجموع اور اسکے افراد ممکن ہیں اور نہ وہ مجموع ممتنع بالغیر ہے یعنی غیر کے سبب سے نفی اس مجموع کی
ممتنع ہے ضرور یہ ہے کہ ہو وہ غیر موجود واجب لذاتہ خارج مجموع سے حالانکہ اسکا عدم فرض کیا تھا۔ اور اسواسطے ہے کہ جب واجب

.. ممکن موجود ہوں تو ہرگز کوئی موجود نہوگا کیونکہ اہل معقول کے نزدیک مقرر ہے کہ چیز جب تک واجب بالذات
یا بالغیر نہو تو موجود نہوگی کیونکہ موجود یا واجب الوجود ہے ساتھ وجوب ذاتی کے یا ممکن ہے وجود اوسکا ساتھ
وجوب کے جانب علت سے ہے۔ اور بعض علمانے یوں کہا ہے کہ تمامی موجودات اگر ممکن ہوں تو حصر امکان میں ہوگا اور مجموعہ
امکان محتاج طرف موجد مستقل کی ہوگا۔ اسوجہ کہ تمام اجزا مجموعہ یا ہر ایک جز خواہ بالواسطہ یا بلاواسطہ منسوب طرف
موجد مستقل کی ہو جو نفی کرنی مجموع ساتھ نظر کرنے موجد کے ممتنع ہو کیونکہ ممکن جب تک واجب ہو جانب علت سے موجود نہیں ہوتا
.. موجب واسطے وجود کے سبب ہوتا ہے کہ تمامی اقسام اعدام طرق ہوں اور امتناع عدم مجموع جانب علت سے ہے اور عدم مجموع کئی قسم
سے ہر ایک عدم ہوتا ہے ساتھ اس جزو خاص کے اور کبھی ساتھ اس جز خاص کے الی آخرہ اور جس موجد مستقل کی جہت سے عدم
مجموع ممتنع ہو ضرور ہے یہ کہ وہ مجموع سے خارج ہو نہ داخل ہو نہ عین مجموع اور ضرور ہے کہ وہ واجب ہو کیونکہ خارج میں
موجود یا واجب ہے یا ممکن تیسری چیز موجود نہیں ظاہر ہے کہ موثر کا عین اثر ہونا محال ہے کیونکہ اوسمیں دور یا تسلسل لازم آتا ہے
اور نفی صانع کی لازم آتی ہے کما لا یخفی اور وہ جو حکما سے منقول ہے کہ ذات اللہ تعالیٰ کی وجود مشترک ہے تمام
موجودات میں سو غلط اور باطل ہے ملا فارابی اور شیخ ابن سینا یہی قول حکما کا منقول و مصرح ہے کذا فی شرح المواقف مختصر اور یا اور شرح عقاید
اور ظاہر ہیں تو تفسیر کبیر اور شرح مواقف وغیرہ میں مرقوم ہے کہ ذات حق کی غیر اور مخالف ہے واسطے تمام ذاتوں کے بلکہ صفات اللہ کی خواہ وجود ہو
علم ہو یا غیر اسکا مخالف صفات مخلوق کی ہیں ظاہر الفاظ بعض صفات کے اشتراک لفظی رکھتے ہیں معنوی بلکہ معنوں اور مصداق میں
تباین اور فرق بعید ہے جیسا شرح مواقف میں مذکور ہے کہ شرکت خاص وجود میں منع ہے۔ بلکہ شرکت اس وجود میں ہے جو ساتھ
معنی کون فی الاعیان کے ہے یعنی مفہوم وجود کا جو موجودات خاص کو عارض ہوتا ہے اَمَّا مَا صَدَقَ عَلَیْہِ الوُجُوْد
فَلَا اِشْتِرَاکَ فِیْہِ۔ اسپر وہ چیز جسپر وہ صادق آتا ہے بس اوسمیں شرکت نہیں پس کہاں واجب الوجود قدیم دائم ازلی۔
ابدی اور کہاں ممکن الوجود حادث فانی غیر باقی تفکروا ولا تکن من الغافلین اور غلط اور باطل ہے قول اوس شخص کا
جو کہے کہ ذات خدا کی وجود مطلق ہے کیونکہ مطلق من حیث مطلق کا وجود خارج میں نہیں یا دعویٰ کلی طبعی کا کرے تو بھی باطل
ہے کیونکہ وجود کلی کا خواہ طبعی ہو یا غیر طبعی نزدیک اہل تحقیق کے خارج میں نہیں فقط وجود کلی کا ذہنی ہے نہ خارجی موجود
خارجی وہ ہے جسپر اثر مرتب ہو مانند نشان جلانیکی وجود آگ پر [illegible] وغیرہ۔ بخلاف وجود ذہنی کے کیونکہ اوسپر اثر مرتب
نہیں ہوتا۔ تمہید کو رہیں مذکور رہے کہ فکر کرنے آثار اور نشانیاں صنعات باریتعالیٰ سے علم یقینی حاصل ہوتا ہے کہ صانع
موجود ہے جیسا کہ یقین ہوتا ہے دخان کے دیکھنے سے آگ پر اور کاریگری کاریگر پہ نشان دیتی ہے اور بارش وجود سحاب

پر دلیل ہے جیسا کہ نابینا نزول قطرات بارش سے ہونے بادل پر یقین کرتا ہے اگرچہ اسکو نظر نہیں ہوتی اور بنا بانی کی
دلیل ہے بانی پر تو یہ جہان نشان خالق قدیر کے ثبوت پر دلیل روشن ہے۔ اور وجود جہان کا خواہ مجرد ہو خواہ
مادی۔ بسیط ہو یا مرکب۔ اور وجود آثار جہان کا سوائے فاعل کے نہیں ہوتا۔ خدائیتعالی کا وجود یعنی موجود ہونا اور
توحید اور تنزیہ بدیہی ہے محتاج دلیل مخلوق کا نہیں نہ ذات میں اور نہ صفات میں۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَفِی
اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ چونکہ ہستی خدائیتعالی کی بدیہی ہے انبیا علیہم السلام واسطے بیان توحید کے آئے
اور وہ توحید یہہ ہے کہ خدائیتعالی اپنی ذات اور صفات میں یگانہ ہے اوسکا کوئی شریک نہیں اور یہہ توحید
اعتقاد تمام نبیوں اور صالحین کا ہے۔ اور غلط بلکہ کفر ہے یوں اعتقاد کرنا کہ تمام مخلوق عین خالق ہے اور خالق اور
مخلوق کو ایک موجود تصور کرنا جیسا کہ ملحدین اور اہل سکر خیال کرتے ہیں کذا فی فتح الباری شرح صحیح بخاری
کتاب الایمان باب التوحید۔ شرح فقہ اکبر میں مذکور ہے کہ مراد اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ سے یہہ ہے کہ مینے تصدیق کی ساتھ
ہونے اللہ کے اور اسکی توحید اور تنزیہ کے تفسیر کبیر جلد ثانی میں مذکور ہے کہ مراد ایمان لانیسے ساتھ اللہ کے یہ ہے کہ تصدیق
کرے ساتھ موجود ہونے ذات اوسکی کے مع صفات اور افعال اور اسما اور احکام کے اور ایمان لانا ساتھ وجود اوسکے کے
یہ ہے کہ تصدیق کرے کہ ماسوائے موجودات ممکنہ کے ایک موجود ہے کہ وہ اونکا خالق ہے پس اس تقدیر پر مجسم اوار
کرنے والا ساتھ ہونے خدائیتعالی کے نہوا۔ کیونکہ وہ مجسم سوائے موجودات ممکنہ کے دوسری چیز کو ثابت نہیں
کرتا۔ پس اوس مجسم کا اختلاف ہمارے ساتھ بیچ ثابت کرنے ذات اللہ تعالی کے ہوا یعنی اس مقام سے صاف
ظاہر ہوا کہ جو شخص خدا کو جسم جانکر عین جسام یا عین مخلوق جانتا ہے وہ خدا کی ہستی کا منکر ہے۔ اگرچہ وہ منہ سے اقرار
نہ کرے اور بھی تفسیر کبیر کے جلد اول میں ہے کہ خدائیتعالی نے حکم کیا ساتھ عبادت اپنی کے اور حکم عبادت کا موقوف ہے
اوپر علم وجود اوسکے کے تو لازم ہے کہ دلیل اسکے وجود کی بیان کیجاوے اور بعض کتب معقول میں یہہ بیان
کیا کہ وجہ ثبوت باری کی یا امکان ہے یا حدوث اور ثبوت ہر ایک کا یا جواہر میں ہوگا یا اعراض میں اور ضرب
دینے سے چہ قسم حاصل ہوتے ہیں۔ وجہ پہلی امکان موجودات سے طرف اسکی اشارہ ہے ساتھ قول اللہ تعالی
کے وَاللّٰهُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اور ساتھ قول اوسکے وَاَنَّ اِلٰی رَبِّكَ الْمُنْتَهٰی اور ساتھ قول
اوسکے قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِیْ خَوْضِهِمْ وَاَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ اور وجہ

استدلال ہے ساتھ اون کا ان صفات کے طرف اسکی اشارہ ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے خَلْقِ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ اور تیسرا استدلال ہے ساتھ حدوث اجسام کے اور طرف اسکی اشارہ ہے ساتھ قول ابراہیم کے لَآ اُحِبُّ
الْاٰفِلِيْنَ اور استدلال چوتھا ساتھ حدوث اعراض کے ہے اور یہہ وجہ سمجھ مخلوق کی طرف بہت نزدیک ہے اور
یہہ منحصر دلایل نفوس اور آفاق میں ہے اور کتاب الہی مشتمل ہے ان دونوں امر پر اور دلائل نفوس یہہ ہے کہ ضرور ہر ایک
جانتا ہے کہ یہہ موجود نتھا پہلے اسکے اور اب موجود ہے اور جو چیز پیچھے عدم کے موجود ہوتی ہے اوسکے واسطے موجد
ضرور ہے۔ اور وہ ایجاد کرنیوالا نہیں ہے نفس اوسکا نہ ماں باپ اوسکا اور نہ تمام لوگ کیونکہ تمام مخلوق ایجاد
سے عاجز ہے پس ضرور ہوا یہہ کہ ایک موجد ہو جو ان موجودات کا مخالف ہو کہ ایجاد اوسکا صحیح ہو۔ اور
طبایع فصول اور افلاک و انجم چونکہ وہ محتاج ہیں لایق ایجاد کے نہیں کیونکہ انمیں تغیر اور تبدل ہے۔ اور دلائل
آفاق سے یہی مراد ہے خلاصہ اسبات کا یہہ ہے کہ اجسام فلکی اور اجسام عنصری جسمیت میں مشترک ہیں پس
خصوصیت ہر ایک کی ساتھ بعض صفات کے یعنی فلانا جسم ساتھ اس مقدار اور شکل اور حیز کے خاص ہے اور فلانا
نہیں یہہ خصوصیت نہ بالذات سبب جسمیت کے ہے اور نہ اوسکے لوازم سے۔ کیونکہ اوسکے لوازم تمام میں مشترک
ہیں پس ضرور ہوا یہہ کہ کسی امر منفصل سے ہو اگر وہ منفصل جسم ہوگا تو پھر کلام عود کریگی اگر جسم نہیں تو یا موجب
بالذات ہوگا یا مختار شق اول جایز نہیں پس ضرور ہے کہ قادر مختار ہو ساتھ اس دلیل کے محتاج ہونا تمام
اجسام کا طرف موثر قادر کی ثابت ہوا کہ وہ نہ جسم ہے نہ جسمانی۔ اور معلوم کیا جاوے کہ واسطے متقدمین کے اسبات
میں کئی وجوہ ہیں ایک یہہ کہ مروی ہے بعض زندیق منکرین صانع سے کہ نزدیک امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ
کے انکار کیا۔ امام نے کہا کہ تم نے کبھی دریا میں کشتی پر سواری کی ہے اوسنے کہا ہاں امام نے کہا کہ اوسکے
خوف تمنے دیکھے اوسنے کہا ہاں ایک روز خوفناک ہوا ہیجان میں چڑھی کشتی ہماری اور موجونے توڑ ڈالا اور ملاحونکو ڈوبا
دریا میں بعض تختوں کشتی سے معلق ہوا۔ پھر میرے سے وہ تختہ جاتا رہا۔ پس اوس وقت میں موجونکے تلاطم
میں دھکیلا جاتا تھا۔ یہانتک کہ میں کنارہ کی طرف آنکلا پس امام نے سوال کیا کہ تیرا بھروسا پہلے کشتی اور ملاح
پر تھا پھر تختہ کشتی پر ہوا تاکہ تجکو نجات ہو پھر جب یہ چیزیں تجسے جاتی رہیں آیا تم نے اپنی جان کو واسطے ہلاکی کے سپرد کیا یا تم
امید سلامتی کی ابتک رکھتے تھے اوسنے کہا کہ مجکو امید سلامتی کی تھی امام نے کہا کہ کس چیز سے تم امید سلامتی کی رکھتے
تھے پس چپکا ہو گیا اوسنے پس امام نے کہا کہ وہ صانع عالم ہے جسکی تم اوس وقت امید رکھتے تھے اوسنے تمکو غرق سے بچا دی پس وہ زندیق ہاتھ امام جعفر صادق کے

ہاتھ پر مسلمان ہوا۔ دوسری وجہ یہہ کہ کتاب دیانت الوہاب میں مذکور ہے کہ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
واسطے عمران بن حصین کے کہا کہ واسطے تیرے کتنے خدا ہیں وے بولا کہ دس فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ
نے پس کون ہے واسطے دور کرنے غم اور سختی اور امر بزرگ کے جبکہ پہنچے تیرے بولا تمام سے کہا اللہ پس
کہا علیہ السلام نے سوائے اللہ کے تیرے لئے کوئی خدا نہیں تیسری وجہ تفسیر کبیر میں امام ابوحنیفہ سے مروی ہے
(اور وہ فرقہ دہریہ کے واسطے ایک سیف تھے برہنہ) فرقہ دہریہ ان پر حملہ کرکے آئے تاکہ انکو قتل کریں ایک
روز مسجد میں بیٹھے تھے اچانک ایک جماعت نے ننگی تلواریں لئے ساتھ انکے ہجوم کیا واسطے قتل کرنے انکے کے پس امام
نے انکو کہا کہ تم مجھکو ایک مسئلہ سے جواب دو پھر جو ارادہ ہے سو کرو پس انھوں نے کہا کہ بیان کرو۔ امام نے کہا کہ تم
کیا کہتے ہو اس آدمی کے حق میں کہ تمکو کہے کہ میں نے ایک کشتی بھری ہوئی دیکھی یعنی اوسمیں بہت بوجھ تھے
وہ گرداب دریا میں داخل ہوئی اوس وقت موجیں اور ہوا مختلف بہت تھی اور اس حال میں برابر سیدھی
چلی جاتی ہے۔ اوسکے واسطے کوئی ملاح نہیں اور نہ کوئی اسکا ذمہ دار ہے جو اوسکو چلاوے آیا
یہہ عقل کے نزدیک جائز ہے۔ انھوں نے جواب دیا کہ اس چیز کو عقل قبول نہیں کرتی پس امام ابوحنیفہ
کہا کہ سبحان اللہ جب عقل میں یہہ جائز نہوا کہ کشتی ایسی صفت کی ہو تو کسطرح جائز ہوگا قیام اس دنیا کا
باوجود اختلاف اور تغیر احوال اور اعمال کے سوائے صانع اور حافظ کے پس سنکر تمام روے اور کہا کہ سچ کہا
آپنے اور تلواریں ڈھانکیں اور تائب ہوئے۔ چوتھی وجہ یہہ کہ امام شافعی رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے سوال
کیا کہ وجود صانع پر کیا دلیل ہے انھوں نے جواب دیا کہ پتا توت کا رنگ و بو و مزہ اور طبیعت میں ایک ہے
نزدیک تمہارے لوگوں نے کہا کہ ہاں۔ کہا اوسکو کیڑا ریشم کا کھاتا ہے تو اوس سے ریشم نکلتا ہے اور مکھی شہد کی
کھاتی ہے تو اوس سے شہد نکلتا ہے۔ اور بکری کھاتی ہے تو اوس سے مینگن نکلتی ہے اور ہرن کھاتا ہے تو اوسکے ناف
میں کستوری پیدا ہوتی ہے پس کون چیز ہے جس نے کیا ایسا حالانکہ طبیعت اسکی واحد ہے اور مقتضی اوسکا
متبدل اور مختلف نہیں پس نیک جانکر اونکے ہاتھ پر سترہ آدمی مسلمان ہوئے۔ پانچویں وجہ یہہ کہ ابوحنیفہ سے
دوسری دفعہ سوال کیا گیا پس انھوں نے تمسک پکڑا کہ باپ چاہتا ہے کہ بیٹا ہو اور پیدا ہوتی ہے
بیٹی اور اسکا عکس پس معلوم ہوا کہ یہہ کام صانع مختار کا ہے۔ چھٹی وجہ یہہ کہ امام احمد بن حنبل نے دلیل
پکڑی کہ ایک قلعہ محکم صفا ہو اوسمیں سوراخ نہو ظاہر اوسکا چاندی ہو اور باطن اوسکے سونا ہو پھر دیواریں اوسکی

پہٹ جاویں اور اوس قلعہ سے ایک حیوان سمیع بصیر نکلے تو ضرور ہے کہ اوسکے واسطے کوئی فاعل ہو مراد قلعہ سے
بیضہ ہے اور حیوان سے بچہ مرغ ہے ساتوین وجہ یہہ کہ ہارون رشید نے سوال کیا امام مالک رح سے اونہون نے
تمسک بیان کیا ساتھ مختلف ہونے آوازون اور لغات کے آٹھویں وجہ یہہ کہ ابو نواس سے سوال کیا گیا اونہون
نے جواب دیا ساتھ مختلف ہونے تارون اور رنگون کے یعنی انکا کوئی فاعل ہے جس نے تخصیص کی صورت جسمیہ اور طبیعت
چونکہ نسبت اوسکی طرف افراد کی مساوی ہے اوس سے تخصیص غیر ممکن ہے نویں وجہ یہ کہ ایک اعرابی سے سوال کیا
گیا دلیل ہے اوس نے جواب دیا کہ مینگنی اونٹ کی اونٹ پر دلالت کرتی ہے، اور لید گھوڑے کی گھوڑے پر اور گدہے کی گدہے پر
علی ہذا القیاس اور نشان قدمون کے سیر کرنے والے اور چلنے والے پر دلالت کرتے ہیں پس آسمان
صاحب برجونکا اور زمین صاحب راہونکی اور دریا صاحب موجونکا دلالت صانع حکیم علیم قدیر کے کرینگے
یعنی ضرور کرینگے۔ دسویں وجہ یہہ کہ ایک طبیب سے سوال کیا گیا کہ تم کس دلیل کے ساتھ اپنے رب کو پہچانتے
ہو اونے کہا اہلیلہ سے کہ ہلیلہ خشک جریان کرتا ہے۔ اور لعاب میں اسساک کرتا ہے دوسرے نے جواب دیا ساتھ
مکھی شہد کے کہ اوسکی ایک طرف شہد ہے اور دوسری طرف زہر ہوتی ہے۔ گیارہویں وجہ یہہ کہ خدا کا ہونا حکم
بداہت سے ہے محتاج دلیل کا نہیں قال اللہ تعالی وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ۔
فَلَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا قَالُوا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهُ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهِ مُشْرِكِينَ ترجمہ خدا تعالی نے
فرمایا۔ اور قسم خدا کی ہے البتہ جبکہ تو اونسے پوچھے کہ کس نے اونکو پیدا کیا البتہ ضرور کہینگے کہ خدا نے پیدا کیا ہے۔
پس جب اونہوں نے ہمارے عذاب کو دیکھا تو کہا کہ ہم ساتھ خدا اکیلے کے ایمان لائے اور ہمنے انکار کیا ساتھ اوس چیز کے
جسکو شریک بناتے تھے۔ تمام ہوئی کلام تفسیر کبیر کی ساتھ اختصار کے شرح فقہ اکبر میں مذکور ہے کہ مروی ہے
امام اعظم رحمۃ اللہ سے کہ ایک قوم نے اہل کلام سے امام کے ساتھ مناظرہ شروع کیا امام صاحب نے کہا کہ تم مجکو خبر دو
پہلے کلام کرنیسے اس مسئلہ میں ایک کشتی سے جو دریا میں خودبخود اسباب سے بہر ہوکر آوے اور جاوے اور فارغ
ہووے سوائے ملاح اور مدبر کے اور خودبخود سکون اور حرکت کرے اونھون نے کہا کہ یہہ محال ہے کبھی نہوگا
امام نے کہا کہ جب کشتی میں یہہ محال ہے تو یہہ جہان پستی اور بلندی والا کیونکر بغیر صانع قدیر حافظ کے ہوگا۔
ابراہیم خواص نے کہا کہ طرف تیری طریق روشن ہے حاجت دلیل کی نہیں۔ ابو العتاہیہ شاعر نے کہا ہے۔
فَوَا عَجَبًا كَيْفَ يُعْصَى الْإِلٰهُ ۔ أَمْ كَيْفَ يَجْحَدُهُ الْجَاحِدُ + وَلِلّٰهِ فِي كُلِّ تَحْرِيكَةٍ وَتَسْكِينَةٍ أَبَدًا شَاهِدُ + وَفِي كُلِّ شَيْءٍ لَهُ آيَةٌ تَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ وَاحِدُ

ترجمہ ای افسوس اور تعجب ہے کیا بدحال ہے کہ خدا کی بیفرمانی کیجاتی ہے۔ بلکہ کیا حال ہے کہ منکر خدا سے انکار
کرتا ہے اور حالانکہ خدا کے واسطے اوسکی تمام حرکت اور سکون میں ہمیشہ شہادت ہے اور تمام چیزیں خدا کیلئے
نشان ہے اسوجہ سے کہ خدا کی توحید پر دلیل ہے۔ اور بعض لوگ ساتھ فضل اور احسان باریتعالی کے عقل کے ذریعہ
سے یا خود بخود الہام سے راہ حق معلوم کرتے ہیں چنانچہ زید بن عمرو بن نفیل قرشی موحد تھے زمانہ فترت اور جاہلیت
میں ذبیحہ اور مندورہ بتونکے نہ کھاتے تھے اور کہتے تھے کہ خدائیتعالی بکری کو پیدا کرتا ہے اور آسمان سے اوسکے
واسطے روزی اوتارتا ہے اور تم اوس بکری کو بت کے نام ذبح کرتے ہو اور یہ شعر اوسکا ہے۔ تَرَکْتُ اللَّاتَ وَ
الْعُزّٰی جَمِیْعًا ۝ کَذٰلِکَ یَفْعَلُ الرَّجُلُ الْبَصِیْرُ ترجمہ مینے لات اور عزی تمام کو چھوڑ دیا۔ ایسا ہی
عقلمند آدمی کرتا ہے۔ اور ابوبکر اور ابوذر غفاری رضی اللہ عنہما بھی موحد تھے عبادت بتونکی نہیں کی۔ کفر اور شرک
کو برا جانتے تھے۔ شارح اشباہ والنظائر حموی نے خطیب خوارزمی سے حکایت نقل کی ہے کہ بادشاہ رومی نے مال بہت
جمع کرکے نائب کو ارسال کیا کہ تین مسائل علما سے دریافت کرو اگر علما جواب دیویں تو مال ونیز خرچ کرنا ورنہ اہل
اسلام سے خراج طلب کرنا جب علما سے سوال کیا گیا تو کسی نے جواب شافی کافی نہ دیا اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اوسوقت
نابالغ اپنے باپکے ساتھ حاضر تھے باپ سے اذن طلب کیا جواب دینے میں باپ نے اذن ندیا پھر خلیفہ سے اذن مانگا
اجازت ہوئی امام نے کہا کہ تم سائل ہو جواب دیا کہ ہاں امام نے کہا کہ تم منبر سے اترو۔ تمہارا مکان منبر
زمین ہے کیونکہ تم سائل ہو اور میرا مکان منبر ہے کیونکہ میں مجیب ہوں پس رومی منبر سے اترا اور امام صاحب
منبر پر بیٹھے پس امام نے کہا کہ تم سوال کرو۔ رومی نے کہا کہ خدا کے پہلے کون چیز تھی۔ امام نے کہا کہ تم عدد یعنی
شمار اور گنتی کو جانتے ہو اوسنے کہا کہ ہاں۔ امام نے کہا کہ پہلے واحد کے کیا چیز ہے اوسنے کہا کہ وہ اول ہے
اوسکے پہلے کوئی چیز نہیں۔ امام نے کہا کہ جب واحد مجازی لفظی کے پہلے کوئی چیز نہوئی تو واحد حقیقی کے اول
کوئی چیز کسطرح ہوگی۔ پھر رومی نے سوال کیا کہ خدائیتعالی کا منہ کسطرف ہے امام نے جواب دیا کہ جب تم
چراغ روشن کرتے ہو تو اوسکے نور کا منہ کسطرف ہوتا ہے رومی نے کہا کہ وہ روشنی چار و نطرف برابر ہے امام
نے کہا کہ جب نور مجازی نو پیدا حاصل و زائل ہونیوالیکے واسطے جہت نہوئی تو واسطے خالق جہان کے کیونکر
جہت اور طرف ہوگی پھر رومی نے کہا کہ خدائیتعالی کس شغل میں ہے امام نے جواب دیا کہ تمہارے جیسے کو منبر سے
اوتارا اور ہمارے جیسے کو منبر پر بلند نشین کیا یعنی مشبہ مجسم کو پست کیا اور موحد کو بلند کیا کُلَّ یَوْمٍ هُوَ

وہی معتبر ہے یعنی جسکو علم معقول میں علم بالوجہ اور علم بالصفات کہتے ہیں یعنی آثار صفات کے علم سے علم موصوف
ہوتا ہے۔ فقہ اکبر میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں نَعْرِفُ اللّٰہَ تَعَالٰی حَقَّ مَعْرِفَتِہٖ کَمَا وَصَفَ
نَفْسَہٗ فِیْ کِتَابِہٖ بِجَمِیْعِ صِفَاتِہٖ یعنی ہم نے خدا کو پہچانا ہے حق جاننے اوسکے کا جیسا اوسنے اپنی ذات کی تمام
صفتوں کے ساتھ اپنی کتاب میں وصف کی ہے یعنی باعتبار عقد و تشبیہ کے نہ باعتبار کنہ ذات اور کیفیت صفات
اور احاطہ کے نہیں بلکہ اسمیں منع وارد ہے لیکن وہ قول جو منقول آنحضرت سے ہے کہ مَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ
مَعْرِفَتِکَ یعنی ہمنے تمکو نہیں جانا حق جاننے تیرے کا پس وہ محمول اوپر اسکے کہ کنہ ذات اور کیفیت صفات پر احاطہ
اسپر علم نہیں لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِہٖ عِلْمًا کذا فی شرح فقہ اکبر چونکہ ہستی خدا کی
محتاج دلیل کی نہیں اسواسطے نبی علیہ السلام واسطے بیان توحید کے ... حدیث صحیح میں بروایت بخاری وارد
کَانَ اللّٰہُ وَلَمْ یَکُنْ شَیْءٌ قَبْلَہٗ یعنی تھا اللہ اور نہ کوئی چیز پہلے اوسکے تھی اور حدیث ابو داؤد اور ترمذی اور ابن
ماجہ اور مسلم میں وارد ہے اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَیْسَ قَبْلَکَ شَیْءٌ وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَیْسَ بَعْدَکَ شَیْءٌ وَاَنْتَ
الظَّاهِرُ فَلَیْسَ فَوْقَکَ شَیْءٌ وَاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَیْسَ دُوْنَکَ شَیْءٌ ترجمہ تو اول ہے نہیں تیرے پہلے کوئی
نہیں یعنی اول بغیر ابتدا کے اور تو آخر ہے نہیں تیرے پیچھے کوئی شے یعنی تو آخر ہے باقی بغیر انتہا کے وَیَبْقٰی وَجْہُ
رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ اور تو ظاہر ہے پس نہیں ہے اوپر تیرے کوئی چیز یعنی تو بلند مرتبہ ہے اور
اور ظاہر ہونا بموجب دلائل عقلیہ کے ظاہر ہے اور نشان تیری صفتوں کا بھی ظاہر ہیں اور بہشتوں میں بھی تو ظاہر ہوگا
یعنی تیرا دیدار ہوگا اور تو باطن ہے نہیں تیرے سوا کوئی چیز ... اور بعض نے کہا ہے کہ یہ متشابہات سے ہیں احاطہ
اور قرب اور معیت بھی متشابہات سے ہیں ایمان لانا چاہیے نہ ظاہر معنی کرنے چاہئیں اور نہ تاویل مراد اونکی
خدا کی سپرد کر کے ایمان لانا ضروری ہے۔ یا یہ تو باطن ہے باعتبار کنہ ذات اور کیفیات صفات کے
اور دنیا میں تو باطن ہے حواس سے لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ شیخ ابن عربی نے اپنی مختصر تفسیر میں
کہا ہے کہ دنیا میں باطن ہے اور آخرت میں ظاہر ہے یعنی دیدار ہوگا۔ معالم میں مذکور ہے کہ اول ہے سوا ابتدا کے
پہلے تمام مخلوق کے کیونکہ خدا موجود تھا اور کوئی چیز موجود نہ تھی اور آخر ہے یعنی باقی بعد فنا ہونے تمام کے
سوا انتہا کے۔ ابن عباس نے کہا کہ معنی ظاہر کے غالب اور علو ہے یعنی تمام مخلوق پر غلبہ اور بلندی والا ہے اور
یمانی نے کہا کہ معنی اول کے قدیم ہے اور معنی آخر کے رحیم اور معنی ظاہر کے حلیم اور معنی باطن کے علیم ہے۔ اور ابن عباس

نے کہا کہ باطن ہے یعنی عالم ہر شی کا ہے اور سُدی نے کہا کہ وہ اول ہے ساتھ احسان اپنے کے جبکہ تمکو اپنی توحید سے علم عطا کیا او آخر ہے ساتھ سخاوت کے جبکہ گنا ہو نپر توبہ کا علم دیا اور ظاہر ساتھ توفیق دینے کے جبکہ تمکو توفیق عبادت کی عطا کی۔ اور باطن ہے یعنی بندونکے گناہ پر پردہ کرتا ہے۔ اور جنید بغدادی علیہ الرحمۃ نے کہا کہ اول ہے ساتھ شرح اور کھولنے سینوں اور دلونکے اور آخر ہے ساتھ بخشش گناہونکے اور ظاہر ساتھ دور کرنے سختیونکے اور باطن ساتھ علم غیوبکے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کعب سے سوال کیا کہ بیان اس آیت سے کعب نے کہا کہ علم خدا کا ساتھ اول کے مانند علم اوسکے کی ہے ساتھ آخر کے اور علم خدا کا ساتھ ظاہر کے مانند علم اوسکے کی ہے ساتھ باطن کے یعنی خدا کو علم اول اور آخر اور ظاہر اور باطن کا ہے تمام کو جانتا ہے جیسا کہ خاتمہ آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے وَھُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ فرمایا ہے یعنی وہ خدا تعالیٰ ہر شی کو جاننے والا ہے اور یہہ قوی ہے۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّمَا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ۔ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔ اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ [1] یعنی خدا تعالیٰ ظاہر ہے کہ اوسکی مثل کوئی چیز نہیں اور باطن ہے مثل اوسکی کوئی چیز نہیں ہے ۱۲

المقدمۃ الخامسۃ

صفات خدا تعالیٰ کی دو قسم ہیں سلبی۔ جنسے اوسکی تنزیہ ہوتی ہے اور وجودی اور پھر وہ وجودی دو قسم ہیں ذاتی اور فعلی بدلیل عقلی و نقلی سے ثابت ہے کہ واسطے اللہ تعالیٰ کے صفات ہیں یعنی ذات اوسکی موصوف ہے ساتھ صفات کے۔ اور علما نے صفات میں بہت کلام طویل کی ہے معتزلہ منکر صفات ہیں اور حکما اور متکلمین اور صوفیا قایل ہیں کہ صفات اللہ تعالیٰ کی عین ذات کی ہیں واسطے فرار کے کثرت قدما سے لیکن اسمین نفی صفات کی ہے۔ اور جمہور متکلمین اہل سنت قایل ہیں کہ صفات اللہ تعالیٰ کی نہ عین ذات کی ہیں اور نہ غیر۔ اور نہ ہونے عین ذات کی یہہ وجہ ہے کہ مفہوم صفات کا ذات سے الگ تصور کیا جاتا ہے تو معلوم ہوا کہ ذہن اور عقل میں دونوں چیزیں الگ ہیں۔ نہونے غیر کی یہہ وجہ ہے کہ واقع میں وجود صفات کا بغیر موصوف کے نہیں ہوتا

[1] یعنی ظاہر ہے ہر شی پر اور باطن ہے یعنی عقل ہے ۱۲ — سوال بحث صفات در عقلیات

ابطال عینیت و غیریت

پس واقع میں دونو ایک چیز ہے پس کثرت قدما کی لازم آئی نہ نفی صفات کی ف سوال اگر مخلوق
عین نہیں تو غیریت مخلوق سے محدود ہونا خدا کا لازم آتا ہے کیونکہ جب مخلوق خدا سے جدا ہوئی تو
حد درمیان مخلوق اور خدا کے لازم ہوئی جواب چونکہ ہستی صفت خدا کی بلاکیف ہے جیسا کہ ذات
خدا تعالیٰ اور باقی صفات بلاکیف ہیں اور مخلوق کی ذات مع صفات چون او چگون سے ہے تو صاف
ظاہر ہوا کہ مصداق خالق غیر مصداق مخلوق ہے بلکہ یہہ دعوی عینیت نمرودی فرعونی مع دلیل جو کہ مشر
خناسی ہے چند وجوہ سے باطل ہے وجہ اول یہہ کہ غیریت سے محدودیت لازم نہیں آتی کیونکہ محدود وہ
جسکی طرف اشارہ حسی حقیقی ہو اور وہ اس مقام میں غیر ممکن ہے۔ دوسری وجہ یہہ کہ اس کلام میں تناقض
ہے اور جس کلام میں تناقض ہو وہ مردود ہے۔ کیونکہ دعوی عینیت سے ثبوت جسمیت خدا کا لازم ہے اور قول
اوسکے سے جو (محدود ہونا خدا کا لازم آتا ہے) ثبوت غیر جسمیت کا لازم آیا یعنی یوں کلام ہوئی کہ
مخلوق عین خدا کا اور مخلوق عین خدا کا نہیں۔ یا خدا جسم ہے اور خدا جسم نہیں اس واسطے کہ عینیت سے جسمیت
اور محدودیت ثابت ہے اور دوسرے قول سے غیر جسمیت ثابت ہے اور خداوند تعالیٰ صفات معیوبہ و ناقصہ
سے پاک ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے سُبْحَانَہٗ وَتَعَالیٰ عَمَّا یَصِفُوْنَ ؕ تیسری
وجہ یہہ کہ اس کلام میں دور لازم آتا ہے کیونکہ ثبوت عینیت کا بطلان غیریت پر موقوف ہے اور بطلان غیریت
کا ثبوت عینیت پر اور شیء خدا کا موقوف اور موقوف علیہ ہونا محال ہے چوتھی وجہ یہ کہ اگر مخلوق
عین اللہ ہو تو قدیم ہونا مخلوق کا لازم آتا ہے یا اتصاف متغیر ہونا خدا کا۔ حالانکہ یہہ امور غیر ممکن ہیں پس مخلوق
کا عین اللہ ہونا محال ہے پانچویں وجہ یہہ کہ ذات مخلوق جو ثابت ہے مصداق مخلوق سے غیر ذات
خدا ہے اور غیریت صادق ہے پس نقیض صادق ہوگی جو عدم غیریت ہے کہ مساوی عینیت کے ہے
کیونکہ ارتفاع نقیضین محال ہے پس عینیت ہوئی حالانکہ مخلوق کا عین اللہ ہونا غیر ممکن ہے کیونکہ تمام
مخلوق محتاج متغیر محدود ہے پس اگر عین ہو تو لازم آتا ہے خدا کا محدود اور محتاج اور متغیر ہونا پس بر
واسطے محتاج کے محتاج لیے ہے اس طول کر کلام کو بحث طویل سے دور ہوگا یا تسلسل اور یہہ
دونو محال ہیں اور یہہ آتا ہے صدق نقیض سے ہوا۔ اور جو امر ممکن مستلزم محال کا ہو وہ خود محال ہے پس
غیریت ثابت ہے مصادق ہونی نقیض دستہ باطل۔ اگر دونو صادق ہوں تو اجتماع نقیضین ہے جو محال

ہے پس بطور سہ صدق غیریت اور بطلان عدم غیریت ہے، چھٹی وجہ یہ کہ دعوی اور دلیل کے درمیان تنافر
ہو جاتا ہے اور اس دعوی اور دلیل میں تلازم نہیں علاوہ یہ کہ قول اوسکا (غیریت مخلوق سے محدود ہونا خدا
کالازم آتا ہے) صاف اقرار اور تصریح ہے اس بات کی کہ غیریت ملزوم اور محدودیت لازم حالانکہ ملازمت
درمیان غیریت اور محدودیت کے فوت ہے کیونکہ غیریت پائی جاتی ہے بغیر محدودیت کے پس نہ ہو لزوم
درمیان دونو کے جیسیکہ صفات باری میں غیریت موجود ہے کیونکہ ہر ایک صفت ذاتی ہو یا فعلی غیر دوسری
صفت کا ہے حالانکہ محدود ہونا صفت یا ذات کا لازم نہیں آتا کہ جسکی طرف اشارہ حسی ہو برابر ہے کہ وہ
منقسم ہو یا غیر منقسم چنانچہ صفت علم غیر باقی صفات کا ہے اور صفت سمع غیر باقی صفات کا اور صفت بصر
و قدرت اور حیات وغیرہ۔ قس علی ہذا۔ اور مجردات مانند ارواح اور عقول کی جو غیر مادیات کے ہیں
حالانکہ وہ غیر محدود ہیں باوجود مخلوق ہونیکے چہ جائیکہ خالق محدود ہو ہاں نزدیک عقلا کے ارواح اور عقول
کو علاقہ ساتھ مادیات کے مثل وساطت اور تدبیر اور تصرف کی کسب ہے نہ طریق خلق سے بخلاف علاقہ
باریتعالی کے کہ جسکے ادراک سے عقل عاجز ہے خاصہ باری کا ہے پس وہ مثل علاقہ مخلوق کی نہیں ساتویں وجہ
کہ قول اوسکا (حد درمیان خدا اور مخلوق کے لازم ہوتی) مغالطہ وہمیہ ہے اور دلیل وہمی خلاف عقلی کے
کاذب ہے۔ کیونکہ مدعی نے بطریق وہم قیاس کیا غیر محسوس کا محسوس پر یعنی خدا تعالی جو حواس سے غائب ہے
غیر محسوس اور غیر مشہود ہے اور موجود خارجی ہونا اسکا جو آثار واقعیہ وسیلہ استدلال اور مرتب ہیں دلائل عقلیہ و نقلیہ سے
ثابت ہے اور تمام مخلوق کا موجود خارجی ہونا اسکا اظہر من الشمس ہے اور یہہ محسوس کا قیاس ہے غیر محسوس پر یا بالعکس
جسکو قیاس غائب کا شاہد پر بولا جاتا ہے اور اس قیاس مذکور کو باب عقاید میں جسکی بنا دلائل یقینیہ پر ہے عقلمند
قبول نہیں کرتے بلکہ یہہ قیاس باطل ہے کیونکہ مقیس و مقیس علیہ کے درمیان علت مشترک کا ہونا ضروری ہے
اور ثبوت اسکا بطور یقین جسمیں احتمال نہ پیدا ہو اس قیاس میں مشکل ہے کیونکہ جائز ہے کہ علت مخصوص ہو ساتھ
اصل کے جو مقیس علیہ ہے یا مخصوص ہو ساتھ فرع کے جو مقیس ہے کوئی مانع ہو پس بحث فرق میں یہ دونو امر موجود ہیں کیونکہ
مخلوق جو موجود محسوس اور مدعی کے نزدیک مقیس علیہ ہے سو مقیس علیہ میں ایک خاصہ ہے کہ اوسکا وجود غیر محسوس
میں محال ہے کیونکہ مخلوق محتاج اور جسم ہے اور محدودیت خاصہ جسم کا ہے پس اس خاصہ کا ہونا غیر محدود میں محال
ہے ورنہ خاصہ خاصہ نہوگا اور باریتعالی جسم اور احتیاج اور خواص جسم سے مقدس ہے پس قدسیت اسکی مانع ہے

یعنی جو دلیل عن ادراکہ کو تو دیکھتے ہیں باز ہیں برعکس منقلب ہے ۱۲

محدودیت کو۔ اور یہہ قاعدہ کہ ہر موجود ذی مکان اور جہت ہے محسوسات میں مسلم ہے اور موجود غیر محسوس میں
کاذب و باطل ہے کیونکہ یہہ خلاف دلائل عقل کے ہے۔ آٹھوین وجہ یہہ کہ غیریت سے محدودیت لازم نہیں
آتی چنانچہ معلومات باریتعالی علم باریتعالی میں ایک دوسرے سے ممتاز اور منفصل غیر دوسرے کا ہیں۔ وجود
غیریت کے محدودیت معلومات کی لازم نہیں ورنہ محدود ہونا علم باریتعالی کا لازم ہوگا اور یہہ محال ہے
اور اگر ممتاز نہیں تو جہالت لازم آویگی کہ وہ اشد محال ہے قیاس علیہ باقی صفات باریتعالی کو کہ وہ غیر محدود
ہیں نوین وجہ یہہ کہ عینیت ایک کرنا دو موجود کا ہے اور ایک کرنا دو موجود کا باطل ہے کیونکہ وہ
دو موجود متغایر کا ایک کرنا ہے اور ایک کرنا دو موجود کا واقع میں غیر ممکن ہے اور خالق و مخلوق دو موجود
متغایر ہیں کہ ہر ایک دوسرے کے مصداق سے منفک و متباین ہیں۔ ظاہر ہے کہ مخلوق موجود ہے مشاہدہ
ہے کیونکہ وہ فعل و اثر صانع کا ہے اور صانع خالق موجود ہے کیونکہ وجود فعل اور صنعت اور اثر کا بغیر وجود
فاعل اور صانع اور مؤثر کے محال ہے اور اس وجود صنعت اور صانع میں کسیطرح کا شک و شبہ نہیں اور اختلاف
اور تغایر درمیان دونو کے ذاتی ہے۔ پس دو ہونا اور اختلاف اور تغایر کا غیر متصور ہے پس صحیح اتحاد
کے بالفرض اگر معدوم ہو جاویں دونو ذات اور پیدا ہووے اثر تیسرا پس نہ ہوا اتحاد درمیان دونوں
معدوم کے بلکہ ایک اثر تیسرا پیدا ہوا جو غیر دونو کا ہے۔ اور اگر بعد اتحاد کے ایک موجود ہو پھر بھی اتحاد نہوا
کیونکہ موجود ساتھ معدوم کے متحد نہیں ہوتا ورنہ اجتماع موجود اور معدوم کا ہوگا اور اگر بعد اتحاد
کے دونو موجود ہیں تو پس اب وہ دونو متغایر ہیں جیسیکہ پہلے متغایر تھے پس نہ ہوا اتحاد دونو کا کسی وجہ
سے اور دو موجود کہنے میں کچھ خرابی نہیں کیونکہ خالق موجود مستقل قدیم ہے اور مخلوق موجود محتاج
حادث ہے بلکہ انکار کرنے وجود خالق اور مخلوق میں خرابی ہے۔ اگر انکار موجود ہونے خالق سے اسکا تو
دہریہ میں شمار کیا جائیگا اور اگر وجود مخلوق سے انکار کریگا تو سوفسطائیہ میں درج ہوگا دسوین
وجہ یہہ کہ عینیت غیر ممکن ہے کیونکہ عینیت عبارت ہے اتحاد سے باعتبار مفہوم اور مصداق کے اور ظاہر
ہے کہ مفہوم مخلوقیت اور اسکا مصداق مغایر ہے مفہوم الوہیت اور اسکے مصداق سے۔ علاوہ یہہ کہ
قول اَلْمَخْلُوْقُ عَیْنُ اللّٰہِ بموجب ترکیب کے بھی غلط ہے کیونکہ اسمیں حمل غیر صحیح ہے اسواسطے کہ حمل
مباین کا مباین پر نہیں ہوتا اور حمل جزئی کا بھی صحیح نہیں ہوتا اور دوسری وجہ یہہ ہے کہ قول عینیت

سے نفی وجود صانع کی لازم آتی ہے جب نفی وجود صانع کی ہولی تو نفی نبوت اور کتب آسمانی وغیرہ کی بھی لازم ہوگی کیونکہ ثبوت نبوت اور کتب وغیرہ بغیر ثبوت صانع کے نہیں ہوتا - فِي التَّفْسِيرِ الْكَبِيرِ اَمَّا الْاِيْمَانُ بِوُجُوْدِهٖ فَهُوَ اَنْ يَّعْلَمَ اَنَّ وَرَاءَ الْمُتَحَيِّزَاتِ مَوْجُوْدًا خَالِقًا لَّهَا وَعَلٰى هٰذَا التَّقْدِيْرِ فَالْمُجَسِّمُ لَايَكُوْنُ مُقِرًّا بِوُجُوْدِ اللّٰهِ تَعَالٰى لِاَنَّهٗ لَايُثْبِتُ مَا وَرَاءَ الْمُتَحَيِّزَاتِ شَيْئًا اٰخَرَ فَيَكُوْنُ اِخْتِلَافُهٗ مَعَنَا فِيْ اِثْبَاتِ ذَاتِ اللّٰهِ تَعَالٰى ترجمہ ایمان ساتھ ہستی خدا کے پس وہ یہہ ہے کہ معلوم کرے مکلف کہ سوا موجودات کے ایک موجود خالق ہے واسطے اونکے اور اس تقدیر پر مجسم مقر ساتھ وجود اللہ تعالی کے نہوگا کیونکہ وہ نہیں ثابت کرتا سوا موجودات محدثہ کے دوسرے موجود کو پس اوسکا اختلاف ہمارے ساتھ اثبات ذات باریتعالی میں ہے یعنی مجسم فرقہ موجود ہونے خالق سے انکاری ہیں اور امام شعرانی لطائف المنن میں بیان کرتے ہیں کہ میں متوجہ ہوا طرف اللہ کی پس معلوم کیا مینے بموجب قرآن کے کہ وہ بے مانند موصوف ساتھ صفات کے ہے یعنی لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ اور آیات اور احادیث مشعرہ بالجہۃ ماوّلہ ہیں اور قول صوفیونکا کہ كُلُّ شَيْءٍ يَخْطُرُ بِبَالِكَ فَاللّٰهُ بِخِلَافِهٖ یعنی ہر چیز جو تیرے دل میں گذرے پس اللہ تعالی خلاف اسکے ہے اور دوسرا قول صوفیونکا حَقِيْقَتُهٗ تَعَالٰى مُخَالِفَةٌ لِسَائِرِ الْحَقَائِقِ یعنی خدا تعالی کی حقیقت مخالف تمامی حقایق کے ہے . وَاِنَّهٗ مُخَالِفٌ لِخَلْقِهٖ فِيْ سَائِرِ الْاَحْوَالِ یعنی وہ خدا تعالی [illegible] پس بموجب قول مذکور کے میرے دل سے [illegible] جسم ہیں بخلاف باریتعالی کے کہ وہ جسم سے پاک ہے فقط پس غیریت درمیان خالق اور مخلوق کے ثابت واقعی ہے اور موافق شرع کے اور عینیت یا اشتراک مطلق [illegible] اور خلاف شرع ہے فقط -

سوال اوصاف خداوندی مثل سمع و بصر وغیرہ بندہ میں بھی موجود ہیں اگر غیریت مخلوق درست ہے تو شریک ہونا مخلوق کا اوصاف خالق میں لازم آیا جواب صفات خداوندی مخلوق میں موجود نہیں کیونکہ علم مخلوق ہمشل علم خالق کے نہیں اور قدرت و ارادہ مخلوق کا مثل قدرت

یعنی صفات میں ۱۲

وَاَمَّا تَسْمِیَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَبْدَہٗ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ رَؤُفًا رَحِیْمًا فَاِنَّمَا نَذْکُرُ ذٰلِکَ عَلٰی سَبِیْلِ التِّلَاوَۃِ وَالْحِکَایَۃِ بِکَلَامِ اللّٰہِ تَعَالٰی فَتَسْمِیَتُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمَا سَمَّاہُ اللّٰہُ تَعَالٰی بِہٖ وَلَا حَرَجَ لِاَنَّ صَاحِبَ الْاِسْمِ ھُوَ الَّذِیْ خَلَعَ عَلَیْہِ ذٰلِکَ الْاِسْمَ مَعَ اِعْتِقَادِنَا اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ نَفْسِہٖ مَعَ رَبِّہٖ عَبْدٌ ذَلِیْلٌ خَاشِعٌ اَوَّاہٌ مُنِیْبٌ ترجمہ شیخ ابن عربی نے تینتالیسویں باب فتوحات مکی میں کہا کہ ہاں حرام ہے نام رکھنا ساتھ اسماء الہی کے اور پرہیز کرنا اس سے از روئے شرع اور عقل کے ہم پر واجب ہے اور اگر ہم کوئی اسم اسمائے الہی سے کسی پر اطلاق کریں پس ہم اوسکو یاد رکھتے ہیں بوجہ غافل ہونے اپنے کے اوسکے تعلق سے جو ساتھ اسم الٰہ کے ہے جیسکہ جب ہم کہیں کہ فلانا مومن ہے پس مقصود مراد ہماری اس سے یہہ ہے کہ وہ تصدیق کرنے والا ہے ساتھ اوس چیز کے کہ جسکا اللہ نے وعدہ یا وعید کیا ہے اور نہیں مراد لیتے ہم وہ معنی جو تعلق ہیں ساتھ اسم اللہ کے جو لفظ مومن کا ہے یعنی امن دینے والا اپر نام رکھنا خدا کا اپنے بندہ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو رؤف اور رحیم پس نہیں ہے وہ تسمیہ مگر اوسکو ہم ذکر کرتے ہیں طریقہ تلاوت اور حکایت پر اللہ کی کلام سے پس اوس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا نام رکھنا ساتھ اوس نام کے جو تسمیہ کیا ہے اللہ نے اُسکا ساتھ اوس نام کے اور اسمیں کوئی حرج اور گناہ نہیں کیونکہ صاحب نام نے اِس نام کا لباس اوسپر دیا ہے باوجود ہمارے اعتقاد کے کہ وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات میں اپنے رب کے سامنے بندہ عاجز ہیں ڈرنے والے رجوع کرنے والے طرف اللہ اور طاعت اللہ کی ۔ اور ذات اللہ تعالی کی ترکیب جنسیہ اور نوعیہ سے پاک ہے کیونکہ یہہ ترکیب لازم کرتی ہے ترکیب عقلی کو اور اوسکی ذات مقدس ہے ترکیب عقلی اور خارجی سے کیونکہ ہر ترکیب میں نقص ہے اور وہ خدا تعالی مقدس ہے نقصان اور عیب سے اسیواسطے وہ مثل ہے کیونکہ مماثلت بولی جاتی ہے اتحاد نوعی پر یعنی اشتراک ہونا دو چیز کا تمام ذاتیات میں اور نہ اختلاف ہو اُن دونو میں مگر ساتھ عوارض مشخصہ کے مثل زید اور عمرو کے اور یہہ مماثلت بیچ حق صانع کے غیر ممکن ہے کیونکہ لازم پکڑتی ہے تعدد واجب کو اور کبھی بولی جاتی ہے وہ مماثلت اوپر ہونے دو چیز کے اس وجہ پر کہ ایک کو قایم کیا جاوے مقام دوسرے کے اور مماثلت ساتھ اس معنی کے بھی غیر ممکن ہے کیونکہ کوئی شی موجودات سے نہین قایم ہوتی مقام اُس اللہ تعالی کے بیچ کسی صفت کے اوصاف وجودیہ سے کیونکہ صفات اللہ تعالی

کی بزرگی اور بلند تر ہیں اون صفات سے جو مخلوقات میں ہیں یہانتک کہ نہیں ہے کچھہ مناسبت درمیان
صفات مخلوق اور خالق کے مثلا صفت علم مخلوق کی عرض ہے اور نو پیدا اور ممکن الوجود بخلاف صفت باری
کے کہ وہ واجب الوجود اور دائم اور ازلی ابدی ہے علمانے اختلاف کیا ہے بیچ تعریف مماثلت کے بعضون نے
کہا وہ مشترک ہونا دو چیزونکا تمام وجوہ سے ہے اور بعضون نے کہا کافی ہے مساوی ہونا بعض وجوہ
سے۔ لیکن حق یہہ ہے کہ وہ مماثلت عبارت ہے مساوات تمام وجوہ سے جنمیں مماثلت معتبر ہے۔
فِي النِّبْرَاسِ وَلَا يَخْفَى أَنَّهُ لَا مُمَاثَلَةَ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْخَلْقِ عَلَى كُلٍّ مِنَ التَّعْرِيفَيْنِ ترجمہ
یعنی نہیں پوشیدہ کہ تحقیق نہیں مماثلت درمیان خالق اور مخلوق کے اوپر ہر ایک کے دونو تعریفون سے
قَوْلُهُ تَعَالَى لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ترجمہ نہیں مانند اوسکی کوئی شے قَوْلُهُ تَعَالَى وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ
ترجمہ اور نہیں ہے واسطے اوسکے ہم مانند کوئی ایک۔ اگر شبہہ کیا جاوے باین طور کہ افراد جہان مشارک ہیں بیچ
بے مثل ہونیکے ساتھہ باری کے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں ابدان کو بعضے زائد ہوتے ہیں بعضے ناقص ایک بدن دوسرے کی
مثل نہیں ہوتا ایک زبان دوسری زبان کی مثل نہیں ہوتی ایک رنگ دوسرے رنگ کی مثل نہیں ہوتا اگرچہ فرق
ہو مقدار قلیل سے۔ جواب فتوحات مکی کے چھتیسوین باب میں مذکور ہے کہ امثال عالم ممکن ہے تعقل اونکا
ذہن میں اگرچہ نہیں موجود واقع میں بخلاف مثل باری کے کہ وہ تعقل واقع میں بھی غیر ممکن ہے کیونکہ جو کچھہ ذہن میں متصور
ہوگا خدا اوس سے منزہ ہے اور اسی پر اتفاق ہے تتمہ مدارج النبوت میں مذکور ہے کہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے
تنبیہ کی ہے اور فرمایا ہے کہ آگاہ ہو اور جان کہ میں ذکر کرنیوالا ہون بہ نہایت بیان کو اور تمام کرنیوالا ہون اس قسم کو ازالہ کرتا ہون
شبہہ کو ہر ضعیف الوہم سے اور جو چیز آتا ہون اوسکو وہ ازالہ تشبیہ ہے اور رد کرتا ہون اوسکو وہم سے اور وہ یہہ ہے کہ اعتقاد
کرے بندہ کہ اللہ تعالی اپنی بڑائی اور بزرگی میں مشابہ نہیں ہے کسی چیز کا مخلوقات سے اور اپنے نیک نامون
اور بلند صفتون میں کوئی اوسکے مشابہ نہیں اور وہ صفتیں کہ شرع نے انکو خالق اور مخلوق پر اطلاق کیا ہے تو انمیں تشابہ اور
تماثل معنی حقیقی میں نہیں ہے اسواسطے کہ صفات قدیم خالق کی برخلاف ہیں صفتون نو پیدا مخلوق کے کیونکہ صفتیں مخلوق
کی جدا نہیں ہوتیں عرضون اور غرضون سے اور خدا تعالی اوس سے پاک ہے اور کافی ہے اس معنی میں قول اللہ
تعالی کا لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ یعنی نہیں ہے مانند اوسکی کوئی شے۔ اور خدا جزائے خیر دے اوسکو کہ کہا ہے عالمون
عارفون محققون نے اَلتَّوْحِيدُ هُوَ إِثْبَاتُ ذَاتٍ غَيْرِ مُشْتَبِهَةِ الذَّاتِ وَلَا مُعَطَّلَةٍ مِنَ الصِّفَاتِ

... لیا ہے واسطی نے اس نکتہ کو کہ یہہ مقصود ہمارا ہے اور کہا ہے کہ نہین ہے مانند اوسکی ذات کے
... اور نہ مانند اوسکی ... کے کوئی صفت اور نہ مانند اوسکے نام کے کوئی نام اور نہ مانند اوسکے
... و بعض ... ہو وقوع ہونے لفظ سے ساتھہ لفظ کے اور پاک ہے اوسکی ذات قدیم کہ ہووے اوسکی
... ... تعالی ... ذات محدثہ کو صفت قدیمہ اور یہہ تمام مذہب اہل سنت وجماعت کا ہے
... اور ... تفسیر کی ہے امام ابو القاسم قشیری رضی اللہ عنہ نے اس قول واسطی کی اور زیادہ
... اوسکا کہ ... یہہ حکایت شامل ہے تمام مسئلون توحید کو اور کیونکر تشبیہ دیجاوے ذات اسکی
... ... پیدا کئے اور ذات اسکی بے پروا ہے تمام سے اور کیونکر تشبیہ دیا جاتا ہے فعل اوسکا ساتھہ
فعل خلق کے حالانکہ فعل خالق کا سوا حاصل کرنے کمال اور دفع نقصان کے ہے اور نہ دلول اور عرض
مس موجود ہے اور نہ بسبب اشرت اور علاج کے ظاہر ہوا اور فعل مخلوق کا ان وجہونسے باہر نہیں اور فرمایا ہے
مشایخ نے کہ جو چیز کہ وہم کیجائے اپنے وہموں کے ساتھہ اور معلوم کیجائے اپنی عقلوں سے پس وہ
تو پیدا ہے تمہاری مانند اور فرمایا ہے ابو المعالی جوینی نے کہ جو کوئی مطمئن ہوا اور آرام پکڑے ساتھہ
اس موجود کے کہ اوسکا فکر اوس موجود تک منتہی ہوتا ہے وہ مشبہ ہے۔ اور جس کسی نے آرام پکڑا ساتھہ نفی
کے وہ معطل ہے اور جو پہنچا اس موجود تک کہ اقرار کرتا ہے عاجزی کا اوسکی حقیقت کے معلوم کرنیسے وہ
... ہے اور کیا اچھا فرمایا ذو النون مصری رضی اللہ عنہ نے کہ حَقِيقَةُ التَّوْحِيدِ اَنْ تَعْلَمَ اَنَّ
قُدْرَتَهُ مَعَانِي فِي الْاَشْيَاءِ بِلَا عِلَاجٍ وَ صُنْعَهُ بِلَا مِزَاجٍ یعنی حقیقت توحید کی یہ ہے
کہ جانے تو کہ قدرت اوسکی تمام ... اشیا میں بغیر علاج کے اور کاریگری اوسکی ان اشیا میں ہے بغیر
... کرنے اور آلات کے وَعِلَّةُ كُلِّ شَيْءٍ صُنْعُهُ وَلَا عِلَّةَ لِصُنْعِهِ اور علت اور سبب ہر چیز کا کاریگری
اور فعل اوسکا ہے اور نہین ہے کوئی سبب کاریگری اوسکی کا وَمَا تُصُوِّرَ فِي وَهْمِكَ فَاللّٰهُ بِخِلَافِهِ
اور جو کچھ صورت باندہے تیرے وہم مین پس خدا یتعالی خلاف اوسکے ہے۔ اور یہہ کلام یقینی ہے اور ثابت
اور فصل ... یعنی قول ذو النون مصری رح کا مَا تُصُوِّرَ فِي وَهْمِكَ فَاللّٰهُ بِخِلَافِهِ تفسیر ہے قول
اللہ تعالی کی لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ اور فصل دوم قول ونکا وَعِلَّةُ كُلِّ شَيْءٍ صُنْعُهُ وَلَا عِلَّةَ لِصُنْعِهِ
تفسیر قول اللہ تعالی کی لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُونَ ترجمہ اللہ تعالی نہیں پوچھا جاتا

اوس چیز سے کہ کرے اور وہ سوال کئے جاوینگے اور فصل تیسری تفسیر مراد اسکے قول کی اِنَّمَا قَوْلُنَا
لِشَیْءٍ اِذَا اَرَدْنَاهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ترجمہ سوا اسکے نہیں قول ہمارا واسطے
کسی شی کے جب ارادہ کریں ہم پیدا کرنے اوس شی کا یہ کہ کہیں ہم اوسکو ہو پس ہوجاتی ہے ثابت رکھے
اللہ ہمکو اور تمکو توحید پر اور ارادہ پر ثابت کرنے اوسکی پاکی کے اور دور رکھے گمراہی اور تعطیل و تشبیہ سے اپنے کرم
کے ساتھ۔ یہہ ترجمہ کلام قاضی کا ہے۔ اور یہہ کلام اصل تو اصول دین سے اور شرح فقہ اکبر میں مذکور
ہے کہ امام شافعی نے کہا جو شخص قایم ہو واسطے طلب مراد کے پس منتہی طرف ایک موجود کی ہو کہ منتہا طرف
اوسکی فکر کی ہوتا ہے پس وہ مشبہ ہے۔ اگر منتہی ہو طرف نری عدم کی پس وہ معطل ہے اور اگر [illegible]
پایا طرف ایک موجود کی جو اسکے ادراک کنہ سے عاجز ہے پس وہ موحد ہے مروی ہے کہ علی رضی اللہ
عنہ توحید سے سوال کئے گئے جواب فرمایا کہ تو معلوم کر یہہ کہ جو کچھہ تمہارے دل پر گذرے یا خیال و وہم
میں گذرے یا تصور کرے کسی حال میں جوال سے پس خدا تعالی سوا اسکے ہے اور یہی مراد جنید مرحوم
کی ہے کہ فرماتے ہیں کہ قدیم کو الگ کرنا حادث سے توحید ہے کیونکہ جو کچھہ دل میں گذرتا ہے پس وہ حادث ہے
پس یگانگی قدیم کی یہہ ہے۔ دیکھیے موجودات سے خدا کی ذات اور صفات پر حکم مت کر کیونکہ خدا کی ذات
اور صفات کسی وجہ سے مشابہ ذات اور صفات مخلوق کے نہیں پس شرکت لفظی ہے یہہ کہ لفظ عالم اور قادر
اور موجود اور غیر اوسکا قدیم اور حادث پر اطلاق کرتے ہیں لفظی شرکت ہے۔ اور شرح مشکوۃ فصل اسماء اللہ
میں زیادہ اس سے کلام مسایل مشایخ کے نقل کئے ہیں واللہ اعلم ترجمہ فارسی مشکوۃ میں مذکور ہے کہ
اسماء الہی توقیفی ہیں یعنی موقوف سماع اور اذن شارع پر ہے پس وہ اسم جو شرع میں اطلاق اوسکا باری تعالی
پر آیا ہو اوسیکو اوسپر اطلاق کیا چاہیے اور اپنی طرف سے ساتھہ حکم عقل کے کوئی نام نہ رکھا چاہیے اگرچہ دو اسم
ساتھہ ایک معنی کے ہوں جیسے کہ اللہ تعالی کو عالم کہتے ہیں نہ عاقل اور جواد کہتے ہیں [illegible] کہتے ہیں
نہ طبیب اور نزدیک امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے اطلاق اسم کا جو ساتھہ عقل کے [illegible]
جایز ہے لیکن ساتھہ طریقہ تسمیہ کے جایز نہیں اور وہ جو کہتے ہیں یعنی صوفیہ [illegible] متصف ہوتا ہے
ساتھہ صفات اللہ کے اور متخلق ہوتا ہے ساتھہ اخلاق باری تعالی کے اس قول کے یہہ معنی نہیں کہ بندہ ساتھہ
عین صفات اللہ کے متصف ہوتا ہے حاشا بری کرے اللہ ہمکو [illegible] اور یہہ بھی معنی نہیں کہ صفات

بندہ کی مثل خدا تعالیٰ کی ہوں کیونکہ مثل وہ کو کہتے ہیں کہ تمامی وجوہ میں شریک رکھتا ہو اور وہ لیس
کمثلہ شئی ہے بلکہ اس قول کے معنی یہ ہیں کہ ساتھ تشبیہ کے بوجہ سے پرتو صفات باری کا
جو مناسب حال بندہ کے ہو اس بندہ پر پڑتا ہے پس تاثیر اُنکی میں سبیل ہوئی ہے پس اس اسم کو اس
بندہ پر اطلاق کیا جاتا ہے حیثیت مذکورہ سے اور حقیقت میں تو شرکت نہیں سوائے اطلاق لفظی کے جیسا
کہ رحمت و قدرت و عزت جو صفتیں حق تعالیٰ کی ہیں بندہ میں وہ موجود نہیں ہیں یعنی جو کچھ تاثیر ان
صفات سے بندہ میں رحمت اور قدرت اور عزت یہ صفات حاصل ہوتی ہیں یہ مثل صفات باری تعالیٰ
کی نہیں تامل و تدبر یعنی بندہ پر اطلاق صفات مشترکہ کا اشتراک لفظی کرنے کے سبب ہے اور مجازاً اطلاق
سبب کا مسبب پر فقط تمام ہوئی کلام صاحب مدارج کی ساتھ وضاحت کے اور صفات اللہ تعالیٰ
کی مانند ذات کی کے ہیں قدیم خواہ ذاتی ہوں خواہ فعلی جیسا کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ اکبر میں
فرمایا ہے۔ اور صفات ذاتی حیات اور قدرت علم کلام سمع بصر ارادہ موجب اتفاق قدیم ہیں اور
فعلیہ میں اختلاف ہے ماتریدیہ کا یہ مذہب ہے کہ وہ قدیم ہیں اور مذہب اشاعرہ کا یہ ہے کہ وہ حادث ہیں
لیکن اہل تدقیق و تحقیق کہتے ہیں کہ دونو میں نزاع لفظی ہے اور ذات واجب الوجود کی واجب الوجود ہے
تمام جہتوں سے باعتبار اسما اور صفات کے اوسکے لیے کوئی صفت انتظاری کی نہیں ورنہ اوسکی
صفت متاخر ہونیوالی ہے کیونکہ تمامی کمال اوسمیں موجود ہیں نہ ذات اوسکی محل ہے واسطے اعراض کے محتاج ہو
کی نہیں بلکہ تمام ممکنات اوسکے محتاج ہیں تغیر و انتقال سے منزہ ہے ہمیشہ ہمیشہ سے ساتھ ذات اور صفات اور
اسما اپنے کے بے پرواہ ہے پیدا کرنے مخلوقات سے بلکہ ہمیشہ سے اپنی صفات فعلیہ میں منزہ ہے زوال
اور ہمیشہ اپنی صفات ذاتیہ میں غنی ہے استکمال سے صفات قدیم ہیں اور تعلقات اونکے حادث ہیں۔ اور
بعضوں نے کہا ہے احدیت واحدیت صمدیت عظمت کبریائی بھی صفات ذاتیہ سے ہے اور بقا میں
اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں صفات ثبوتیہ سے ہے اور بعضے کہتے ہیں سلبیہ ہے اور صفات فعلیہ جنکی
آثار ظاہرہ وجود مخلوق پر وارد ہیں معتزلہ کہتے ہیں وہ صفت جسکے نفی اثبات جاری ہو وہ فعلی ہے
جیسا کہ فلان کو روزی اور اولاد دیدی فلان کو نہ دی اور جس صفت میں یہ جاری نہ ہو وہ صفت
صفات ذات سے ہے مثل علم اور قدرت کی اور اشعری کہتے ہیں کہ فرق درمیان دونکے یہ ہے کہ

وہ صفت کہ جس کی نفی سے اوسکی نقیض لازم آوے جیساکہ نفی حیات سے لازم آتی ہے موت اور نفی
اور نفی قدرت سے عجز پس صفت ذاتی کہا اور وہ صفت کہ جسکی نفی سے اوسکی نقیض لازم آوے جیساکہ
نفی احیا اور ارزاق سے اوسکی نقیض لازم نہیں آتی وہ صفات فعلیہ سے ہے مثلاً تخلیق ترزیق انشا
ابداع اور صنع اور سوا اسکے۔ صفت علم کی ازلی ہے تعلق اوسکا معلوم سے حادث ہے اسیطرح قدرت
صفت ازلی ہے تعلق اوسکا مقدور سے حادث ہے سمع اور بصر دونو صفت ازلی ہیں تعلق ہر ایک کا ساتھ
مسموع اور مبصر کے حادث ہے پس قدیم ہونے صفات سے قدیم ہونا معلوم و مقدور و مبصر و مسموع کا لازم
نہیں آتا اور قدیم ہونے صفت خلق سے قدیم ہونا مخلوق کا لازم نہیں آتا پس معلوم ہوا کہ صفات قدیم
ہیں اور تعلقات اونکے حادث ہیں پس اگر کوئی یہ سوال کرے کہ اگر اللہ جل جلالہ نے ازل میں یہ معلوم
کیا کہ زید گھر میں پستی برابر واقع کے نہیں اگر بنا ہے کہ نزدیک ہے کہ داخل ہوگا تو لازم آیا
تبدل اس علم کا وقت داخل ہونے اوسکے گھر میں اور وقت نکلنے کے اوس سے حالانکہ وہ مقدس ہے اس تغیر
اور تبدل سے تو جواب اسکا یہ ہے کہ واسطے علم کے دو تعلق ہیں ساتھ معلوم کے ایک تعلق قدیم ہے شامل ہے
واسطے ہر اوس چیز کے کہ ممکن ہے تعلق اس علم کا ساتھ اوسکے ممکن ہو خواہ معلومات ازلیات واجبات سے
ہو یا حادثات ممکنات سے ہو یا محالات ممتنعات سے ہو تو یہ تعلق ممکن میں حادث ہوگا باعتبار اسکے کہ قریب ہے
کہ وہ پیدا ہوگا اور دوسرا تعلق باعتبار تنزل کے ہے ساتھ محدثات کے وقت حدوث اونکے پیدا ہوگا
پس علم ازل میں تعلق ہے ساتھ اسکے کہ وہ زید گھر میں داخل ہوگا تو جب داخل ہوا تو متعلق ہوا وہ علم ساتھ اسکے کہ
وہ داخل ہے پھر متعلق ہوا ساتھ اسکے کہ تحقیق تھا وہ داخل پس تعلق پہلا ازلی ہے اور دونو تعلق اخیر حادث ہیں اور
علم ثابت ہے باعتبار تعلق کے پس لازم آیا تغیر تعلق سے تغیر صفت الہی میں پس صفات الہی میں تغیر نہیں۔
تغیر اونکے تعلقات میں ہے۔ تو وہ تعلقات امور اعتباریہ اضافیہ ہیں اونکے تغیر سے تغیر صفات قدیمہ میں
نہیں لازم ہوتا جیساکہ اگر کوئی حرکت کرے گرد ستون کے کبھی دائیں کبھی بائیں کبھی آگے کبھی پیچھے اوس شخص
کے تو ستون ایک ہی حالت پر ہوگا تغیر جو ہوگا تو اوسکی نسبت میں ہے جو متحرک کیطرف منسوب ہے۔ لیکن
صفات میں قول قوی یہ ہے کہ صفات اللہ تعالی کی بلاکیف ہیں عقل کو اوس میں دخل نہیں قدرت اور علم
ہر ایک صفت یگانہ ہے کیونکہ اگر بہت ہوں تو البتہ منسوب ہونگی طرف ذات کی ساتھ اعتبار یا ایجاب کے

یہ دونو امر باطل ہیں کیونکہ قدیم کی نسبت طرف ذات مختار کی نہیں ہوتا اور نسبت موجب بالذات کی طرف
اعداد تمام کی مساوی ہوتی ہے ورنہ ترجیح بلا مرجح لازم آویگی پس صورت کثرت میں لازم آویگا وجود
امور غیر متناہیہ کا اور یہ محال ہے پس صفات یگانہ ہیں اور کثرت تعلقات امور اضافیہ میں ہے ف
اہل سنت بموجب تحقیق یہہ کہتے ہیں کہ صفت علم الٰہی بلا کیف ہے ایسا ہی باقی صفات الٰہیہ بلا کیف ہیں
اسمیں حکما فلاسفہ کا اختلاف ہے۔ افلاطون کا قول ہے کہ علم الٰہی نام صورتوں کا ہے جو خود بخود قائم ہیں انکا
نام صور مثالیہ و مثل افلاطونیہ ہے۔ اون صورتوں کو نسبت طرف حق کی ہے اس نسبت کی وجہ سے
اون صورتوں کو علم الٰہی کہا جاتا ہے اور ابن سینا اور فارابی اور ارسطاطالیس کا قول
ہے کہ علم الٰہی صور منقوشہ ذات باری ہیں مضموم ہیں شیخ شہاب الدین سہروردی کا قول ہے کہ ایک
نسبت نوری اور اشراقی ہے درمیان ذات باری اور معلومات کے اور فرفوریوس اور حکما
متاخرین اور صوفیہ وجودیہ کا قول ہے کہ عاقل و معقول میں اتحاد و عینیت ہے۔ یہہ اقوال خرافات
اور رجم بالغیب ہیں۔ تمام شبہات ہیں۔ عقل مخلوق درک کیفیت صفات سے عاجز ہے۔ قول اہل سنت
حق و صواب ہے۔ اور اعتراض صوفیہ وجودیہ پر کیا جاتا ہے کہ اتحاد یعنی ایک ہونا واجب اور
ممکن کا غیر معقول ہے کیونکر ہو یہ حالانکہ تمام ممکنات اپنی ہستی میں طرف خدا تعالیٰ کی محتاج ہیں
پس کیسے اونکا اتحاد ممکنات کا ساتھ غیر محتاج کے جو غنی بالذات والصفات ہے محال ہے۔ ہمیشہ ہمیشہ
خدا تعالیٰ اپنی ذات اور صفت کسی صورت اور آلہ کی محتاج نہیں اور نہ محل محدثات پس باطل ہوا یہہ
قول کہ موجودات علمیہ اعیان کو کہتے ہیں یعنی قوم وجودیہ کا قول ہے کہ اعیان ثابتہ کا وجود واقع میں نہیں
اونکا وجود علم الٰہی میں ایسا رہتا ہے جیسا کہ شیشہ میں صورت منقوش متخیل ہوتی ہے نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہُ
سُبْحَانَ رَبِّکَ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِہٖ عِلْمًا۔ اور دوسری وجہ یہہ کہ اگر ممکن ساتھ واجب کے
متحد ہو تو لازم آویگا انقلاب ممکن کا واجب۔ اور وہ محال ہے فتوحات مکیہ کے باب ستر میں ہے کہ اتحاد کا قائل
ملحد ہے اور حلول کا قائل جاہل۔ اور دوسرے مقام میں ہے کہ نور قمر بموجب نور شمس کے ہے اور شمس نے قمر کیطرف نقل نہیں کیا
اور نہ کوئی چیز سورج سے چاند کے بیچ ہے اور سورج نے حلول نہیں کیا اسیطور بندہ میں کوئی چیز خالق کی
نہیں ہے اور نہ اوسنے بندہ میں حلول کیا ہے اور باب ۵۵۹ میں مذکور ہے۔ اَلْعَالَمُ مَا ھُوَ عَیْنُ الْحَقِّ

یعنی تمام افراد

وَلَاحَلَّ فِيْهِ اِذْ لَوْ كَانَ عَيْنَ الْحَقِّ تَعَالٰى اَوْ حَلَّ فِيْهِ لَمَا كَانَ بَدِيْعًا وَّلَا قَدِيْمًا۔ ترجمہ۔
جہان کہ عبارت ہے ماسوا اللہ سے عین خدا تعالیٰ کا نہیں ورنہ اُسمیں حلول کیا ہے اسلئے کہ اگر وہ عین خدا تعالیٰ
کا ہوتا یا اُسمیں حلول کرتا پس خدا تعالیٰ بدیع اور قدیم نہوتا۔ مولوی سعد اللہ رامپوری رسالہ علم واجب
میں تحریر کرتے ہیں کہ قول اتحاد اور عینیت جہلائے متصوفہ کا ہے صوفیہ خاص اہل صفائی کا نہیں صوفیہ
صافیہ فرماتے ہیں کہ موجد اور خالق وجود ممکن کا یعنی واجب الوجود ممکن سے متحد نہیں ہوتا بلکہ واجب الوجود
اور ہادی اور خالق جب ممکن پر ارادہ تجلی اور ظہور آثار اور توفیق دینے کا کرتا ہے تو ممکن سے گوناگون آثار کا
ظہور ہوتا ہے۔ یعنی ممکن سے کسب ہوتا ہے اور وقت کسب کے خالق سے پیدا کرنا وجود مخلوق کا ہوتا ہے۔ جیسا کہ وجود ذات مخلوق
خلق خالق سے ہوتا ہے اور توفیق الٰہی وجود فعل کے ساتھ ہوتی ہے مقدم اور مؤخر نہیں ہوتی۔ امور مذکور
کی دلیل یہہ ہے وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ
وَهُوَ الْمُسْتَعَانُ۔ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ۔ اِنَّمَا اَمْرُهٗ اِذَا اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ
لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ اور بندہ کسب میں فاعل مختار ہے اُسکو اختیار ایجاد معدوم اور اعدام موجود
کا نہیں اور بندے کو خدا نے توفیق اور عقل دی ہے جو نافع کا طالب ہوتا ہے اور موذی اور ضار سے دور
ہوتا ہے جو معلوم ہے بموجب کسب محبت جو اُسکا علم حاصل کرتا ہے علم تصوری ہو یا تصدیقی۔ فتوحات مکیہ ۱۴۹ باب
میں مذکور ہے کہ قدیم محل واسطے حوادث کے نہیں ہوتا اور مخلوق میں حلول نہیں کرتا اور قدیم اور حادث میں
ربط ہے۔ لیکن ربط وجود عین کا ساتھ عین کے نہیں کیونکہ خالق کسی مرتبہ میں بندے کے ساتھ جمع نہیں ہوتا
اور واجب کا ممکن پر فیض ہوتا ہے یعنی فیض باری تعالیٰ اور ربط اسکا بلاکیف ہے فقط صاف ظاہر ہوا
کہ ابن عربی صاحب حلول اور اتحاد اور عینیت کے قائل نہیں۔ اہل اتحاد اسپر بہتان کرتے ہیں صفت علم
الٰہی عام ہے شامل ہے واجب و ممتنع اور ممکن کو خلاف قدرت کے کیونکہ وہ مخصوص ساتھ ممکن کے ہے
یعنی مقدور اسکا ممکن ہے نہ واجب و نہ ممتنع۔ علمائے متکلمین کا قول ہے کہ صفات باری امور زایدہ ذات
پر ہیں نہ عین ذات ہیں نہ غیر قول محکم یہہ ہے کہ خدا تعالیٰ موصوف بصفات ہے فقط انبیا علیہم السلام کا اتفاق
ہے کہ خدا تعالیٰ متکلم ہے کلام صفت اوسکی ہے۔ صادق کذب سے مقدس ہے خدا کا کاذب ہونا محال ہے
اسپر تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے یعنی کذب اسکا ممتنع ذاتی ہے کذا فی المواقف۔ پس جو کچھ خدا نے خبر

دین تمام صادق اور حق ہیں اور معانی ظاہرہ اونکے حقیقیہ سے عدول نکیا جاوے تو مہ پھری غلطی
اور کمراہی ہیں اور جو تاویلات باطلہ کرتے ہیں قول اونکا لائق اعتبار اور عمل کے نہیں۔ کلام اللہ تعالی کی وحدہ
ہے یعنی یگانہ بلا کیف ہے جیسا کہ صفت قدرت اور علم کیونکہ اگر متعدد ہوں پس منسوب ہونگی طرف ذات
کی ساتھ اختیار کے یا ساتھ ایجاب کے امر اول باطل ہے کیونکہ قدیم طرف مختار کی منسوب نہیں ہوتا اور دوسرا
بھی باطل ہے کیونکہ نسبت موجب بالذات کی طرف تمام افراد کی برابر ہے پس لازم آیا وجود کلاموں غیر متناہی
کا اور یہہ باطل ہے اگر تخصیص کیجاوے تو ترجیح بلا مرجح لازم ہوگی اور تقسیم کلام کی طرف امر اور نہی اور استفہام اور خبر کی
باعتبار تعلق کے ہے یعنی کلام واحد ہے اور کثرت اور تقسیم باعتبار تعلقات کے ہے پھر کلام کو انواع اعتبار ہیں حصول انواع کا باعتبار تعلق کے ہے
کذا فی شرح مواقف اور شرح عقاید میں لکھا ہے کہ تمام کتابیں کلام اللہ ہیں دلالت کرتی ہیں اوپر کلام نفسی کے وہ کلام نفسی
یعنی معنوی یگانہ ہے تعدد اختلاف سوائے اسکے نہیں کہ وہ محض نظم میں ہے جو پڑھی اور سنی جاتی ہے۔ نبراس
میں مذکور ہے کہ یہہ جواب شبہ کا ہے جو وارد ہوا تھا اس پر کہ کتب منزلہ کلام اللہ کی ہیں تقریر شبہ کی
یہہ ہے کہ کلام ایک صفت ہے یگانہ خاص ہے پس اگر کثرت ہو کلام کی تو نسبت اسکی طرف ذات کی اگر
بالاختیار ہے تو لازم آویگا نسبت کرنا قدیم کا طرف مختار کی اور یہہ مخالف قدیم ہونیکے ہے اگر نسبت اسکی
بالایجاب ہے تو تخصیص میں ترجیح بلا مرجح ہے پس کثرت امور غیر متناہیہ موجودہ کی لازم آویگی اور یہہ محال
ہے پس ثابت ہوئی وحدت کلام کی پھر کثرت کتب کی اور نزول اونکا اختلاف اور تفاوت پر اور مختلف
ہونا فضیلت میں منافی وحدت کے ہے جواب کلام نفسی جو قائم ساتھہ ذات باری کے ہے اسمیں تفاوت
اور کثرت نہیں بلکہ کثرت نظم میں ہے جو دال ہے کلام معنوی پر اور بعضوں نے یہہ توجیہ کی ہے کلام شارح
عقاید کی کہ تمام کتابیں کلام اللہ کی ہیں کلام یگانہ ہے یعنی لفظی ہے مقصود اس سے جواب شبہ کا ہے
کہ تمامی کتابیں خدا کی طرف سے منزل ہیں پس نہیں جائز فضیلت بعض کی بعض پر جواب یہہ کہ تمامی
کتابیں متحد ہیں بیچ ہونے اپنے کے کلام اللہ کی باعتبار کلام کے فضیلت میں تفاوت نہیں تفاوت بسبب
کاموں کے ہے جو نظم میں رکھے گئے ہیں پھر شارح عقاید کہتے ہیں چونکہ تفاوت باعتبار نظم کے ہے تو بہتر
نظم کے بزرگ تر کتابوں سے قرآن ہے کیونکہ قرأت اوسکی زیادہ تر از روئے ثواب کے ہے قرأت باقی
کتب منزلہ سے بلکہ عبادت ساتھہ قرأت باقی کتب منزلہ کی منسوخ ہے اور نظم قرآن معجز فصیح ہے اور قرآن

محفوظ ہے تغیر نقصان و زیادتی سے بخلاف باقی کتب کے پھر درجہ توریت کا پھر انجیل کا پھر زبور کا ہے
جیسا کہ قرآن کلام واحد ہے اسمیں تفضیل نہیں تصور کیجاتی باعتبار ہونے اوسکے کے کلام اللہ کی لیکن باعتبار
قرأت اور کتابت کے جایز ہے کہ بعض سور بزرگ تر ہوں جیسکہ حدیث میں وارد ہے شارح نبراس لکھتا
ہے کہ فضیلت باعتبار کتابت کے اسمیں کوئی حدیث نہیں پائی گئی لیکن بزرگوں کے اقوال ہیں اپنے تجربہ سے
فرماتے ہیں کہ بعض آیات کے لکھنے میں بیماروں کی شفا ہوتی ہے اور تسخیر قلوب ہوتی ہے اور دور ہونا غم
اور تحقیق کا ہوتا ہے فقط شارح عقائد نسفی فرماتے ہیں حقیقت تفضیل کی یہہ ہے کہ قرأت اسکی زیادہ کی
والی ہے باعتبار کثرت نفع ثواب یا نجات کے سختیوں سے یا ذکر اللہ کا اسمیں بہت ہے شارح نبراس
نے کہا کہ اہل تحقیق کا یہہ مذہب ہے کہ شرف ذاتی میں مساوات ہے کسی آیت کی کسی پر فضیلت نہیں کلام
الٰہی ہونے میں فضیلت باعتبار قرأت کے یا باعتبار شمول اونکے کے اوپر معانی شریفہ کے ہے مثل
صفات باری اور توحید باری اور بعث وغیرہ یا باعتبار شمول اونکے کے اوپر احکام الٰہی کے کیونکہ
آیات جو شامل ہیں اوپر امر و نہی کے بہتر ہیں آیات قصص سے اور یا باعتبار منافع عاجلہ کے جو آیت
کرسی اور سورہ فاتحہ میں ہے اور دفع بلا اور جلب نفع ہے ۔ امام مالک اور شیخ ابو الحسن اشعری قاضی باقلانی
کا یہہ مذہب ہے کہ بعض قرآن کی بعض پر فضیلت نہیں کیونکہ اسمیں تنقیص مفضول کی لازم آتی ہے مذہب اسحاق بن
راہویہ اور ایک جماعت کا یہہ ہے کہ تفضیل ہے بعض کی بعض پر اور امام غزالی صاحب نے اسکو پسند کیا ہے اور فرمایا ہے
کہ جبکہ ساتھ تیرے نور بینائی کا ہے تو تمکو ہدایت ذکر یگا طرف فرق کرنیکی سورۂ اخلاص و تبت میں پس تابعداری
کر تو صاحب رسالت کی جو فرمایا ہے کہ فاتحہ کتاب بہتر ہے سور قرآن سے شارح عقاید نسفی فرماتے ہیں کہ
تمام کتب منزلہ کی تلاوت اور کتابت ساتھ قرآن کے منسوخ ہے اور شارح نبراس نے کہا ہے کہ بعض دلایل
سے منسوخ ہونے پر یہہ ہے کہ وہ تلاوت اور کتابت سلف سے منقول نہیں باوجود نہایت کوشش اونکی کے تمام
عبادات میں اگر تلاوت اور کتابت کتب منزلہ کی ثواب ہوتی تو وہ اس عبادت سے محروم نہ ہوتے چونکہ اونسے منقول
نہیں تو معلوم ہوا اتفاق اونکے کہ وہ منسوخ ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے قصہ حضرت عمرؓ کا یعنی اون کتابوں پر
عمل نہیں سکتے وہ احکام جو قرآن کے مخالف نہیں اور نہ حدیث میں اونکی نسخ ثابت ہوئی ہے بلکہ قرآن اور حدیث میں
اونکی تائید ثابت ہوئی ہے اون احکام پر عمل کرنا درست ہے کیونکہ وہ شریعت محمدیہ میں شمار کیا جاویگا شرح

نیز اس میں مذکور ہے کہ کلام لفظی پائی جاتی ہے محل متعدد میں پس لازم آیا کہ نسخ قرآن مجید ایک بلکہ کئی قرآن
بے گنتی ہوں کیونکہ جو قرآن موجود ایک محل میں ہے غیر اوسکا ہے جو دوسرے محل میں ہے جواب اوسکا یہہ ہے
کہ قرآن نام ہے خاص ملفوظ موجودہ کا سوائے اعتبار کرنے تشخص محل کے پس قرآن واحد نوعی ہے ہر
قاری جو اوسکو پڑہتا ہے ذات اوسکی او مصداق اوسکا ہے اور ایسا ہی حال ہر کتاب کا جو منسوب طرف کسی
مولف کی ہو۔ اور بعض وقت جزو قرآن کو قرآن بولا جاتا ہے اس بنا پر کہ قرآن مجید سے مراد ایک ایسا
مفہوم ہے جو صادق آوے مجموع اور بعض پر جیسا کہ جزو پانی کی پانی اور کل پانی کا پانی ہوتا ہے پس معلوم
ہوا کہ کلام اللہ کی معنوی یگانہ ہے اور قائم ہے ساتھ ذات باری کے اور تعلق اوسکا ساتھ نظم کے ہے
پس کثرت اوسکی باعتبار تعلق کے ہے اگر تعلق ساتھ نظم قرآن کے ہے تو قرآن ہے اور اگر ساتھ نظم
توریت کے ہے تو توریت ہے الخ پھر اگر تعلق اوسکا ساتھ امر کے ہے تو امر ہے اور نہی کے ساتھ ہے تو نہی ہے
اور خبر کے ساتھ ہے تو خبر ہے اور اگر استفہام کے ساتھ ہے تو استفہام ہے الخ پس چونکہ مجموع نظم اور معنی کا نام
قرآن ہے جو دو دفتوں کے درمیان ہے بسم اللہ سے والناس تک ایک خاص معین چیز ہے اسطرح ہر ایک کتاب ایک
چیز خاص معین ہے جیسا کہ ذات باری تعالی جو موصوف ہے ساتھ کمالوں کے عیب نقصان سے منزہ ہے ایک
چیز خاص معین موجود ہے جسطرح کہ اوسکی ذات محدود نہیں اوسیطرح اوسکی صفات بھی محدود نہیں کیونکہ محدود ہونے
میں محال یہہ ہے کہ اوسکی جسمیت لازم آتی ہے اور جسم مرکب ہوتا ہے اور مرکب محتاج اور نوپیدا ہوتا ہے اور یہ
قدیم ہونیکے برخلاف ہے اصطلاح میں شکل ایک ہیئت ہے جو جسم یا سطح کو عارض ہو احاطہ ایک حد ہے یا کئی حدود سے
جیسا کہ دایرہ میں احاطہ ایک حد محیط کا واسطے سطح کے ہوتا ہے اور کرہ میں احاطہ حد واحد کا ساتھ جسم کے ہوتا ہے
اور جیسا کہ شکل مثلث میں احاطہ کئی حد محیط کا ساتھ سطح کے ہوتا ہے اور تلوار میں احاطہ کئی حدود محیط کا
ساتھ جسم کے ہوتا ہے تو خدا تعالی جسم و جسمانیات ہونے سے مقدس ہے ذات اوسکی اور صفات اوسکی مثل
ذات اور صفات مخلوق کی نہیں بلکہ مباین ہے اور قیاس ایک مباین کا دوسرے مباین پر نہیں کیا جاتا
محسوس غیر محسوس پر قیاس نہیں کیا جاتا فقط بعضے الفاظ میں شرکت ہے معانی اور مصداق میں شرکت نہیں
شرکت لفظی مضر نہیں پس وہ جو بعض نے اعتراض کیا ہے کہ اگر قرآن عربی ہو تو محدود ہونا لازم آتا ہے
تو وہ اعتراض غلط صریح ہے کیونکہ محدود ہونا ممنع ہے جو باعتبار صفات اجسام کی ہو ورنہ تخصیص و تعیین سے

گر یز نہیں ہو سکتی کیونکہ اگر خدا تعالی کا وجود خاص معین نہ ہووے تو لازم آتی ہے نفی باری تعالی اور اوسکی صفات کی کیونکہ مفہومات کلیہ غیر معینہ کا وجود خارج میں نہیں ہوتا حالانکہ خدائے تعالی ساتھ ذات اور صفات کے واجب الوجود ہے اور ساتھ علم اور قدرت کے محیط ہے پس احاطہ ذات یکا ساتھ صفات کے جو ہوتا ہے اوس سے گریز نہیں بلکہ قرآن مجید میں وارد ہے خدائے تعالی ساتھ ہر شئے کے محیط ہے اور احاطہ کیا ہے ہر شی کو ازروئے علم کے بعضے کہتے ہیں ہم ایمان لائے مراد اسکی خدا جانے اور بعضے کہتے ہیں محیط ہے ساتھ علم اور قدرت کے جیسا کہ دوسری آیت میں تصریح ہے فقط علاوہ یہ کہ رہبر کا اقرار ہے کہ قرآن کلام الہی صرف معانی کا نام ہے تو رہبر پر اعتراض اسکا وارد ہوتا ہے کیونکہ صفت خدائے تعالی کی کلام واحد ہے پھر وہ صفت کلام معنوی معانی قرآنیہ مخصوصہ اور توراتیہ اور زبوریہ اور انجیلیہ مخصوصہ پر ایک میں محصور اور محدود ہوگی موجب قول رہبر کے حالانکہ یہہ غلطی ہے بموجب واقع کے کما لا یخفی علی من لہ عقل سلیم۔ اور اوپر ثابت ہونے صفت کلام کے اجماع امت کا ہے اور اجماع انبیا علیہم السلام کا ہے جو تواتر سے منقول ہے مگر کلام اوسکی جنس حروف اور اصوات سے نہیں جیسا کہ مخلوق کی کلام ان صفات سے ہوتی ہے۔ وہ منزہ ہے تمامی صفات اوسکی یگانہ ہیں۔ کثرت اونکی باعتبار تعلقات کے ہے۔ کثرت اور حدوث تعلقات مختلفہ میں ہے جو امور اضافیہ اعتباریہ ہیں کذا فی شرح المواقف وشرح فقہ الاکبر والنبراس۔ شرح مواقف میں مذکور ہے کہ اس مقام میں علما کے دو قیاس ہیں ایک تو یہ کہ کلام اللہ کی صفت اسکی ہے اور جو اوسکی صفت ہے وہ قدیم ہے پس کلام اللہ کی قدیم ہے دوسرا یہہ کہ کلام اوسکی مرکب ہے اجزائے مترتبہ متعاقبہ فی الوجود سے اور جو چیز کہ شان اوسکی یہہ ہے پس وہ نو پیدا ہے پس کلام اوسکی نو پیدا ہے۔ اہل اسلام کے آپس میں چار فرقہ ہیں اونسے دو گروہ قائل ہیں ساتھ صحت قیاس اول کے اور دو گروہ اونسے گئے ہیں طرف قیاس ثانی کی۔ شارح فقہ اکبر شرح عقیدہ طحاوی سے نقل کرتے ہیں کہ مسئلہ کلام میں لوگ نو قسم پر مختلف ہیں۔ ایک قول یہ کہ کلام اللہ کی ہے باعتبار معانی کے جو نفوس کو فیض ہوتا ہے عقل فعال یا غیر فعال سے یہ قول فلسفی اور صابیہ کا ہے دوسرا قول یہہ کہ کلام اللہ کی مخلوق ہے اوسکو پیدا کرتا ہے جدا اپنی ذات سے مخلوق کے ذریعہ سے یہہ قول معتزلہ کا ہے۔ تیسرا قول یہہ کہ کلام اللہ کی ایک معنی واحد ہے جو قائم ہے ساتھ ذات

۹۲ تنبیہ تعلیمی بر تنبیہ بجواب شبہ ضعیف

اسد کے اگر اوس سے تعبیر کیجاوے ساتھہ عربی کے تو قرآن ہوگا اور اگر اوسکی تعبیر ساتھہ عبرانی کے ہو
تو توریت ہے یہہ قول ابن کلاب اور اون لوگونکا ہے جو اوسکے موافق ہیں مثل شیخ اشعری وغیرہ کی
چوتھا قول یہہ کہ وہ کلام اسد کی حروف اور اصوات ہیں ازلیہ جو جمع ہوئے ہیں ازل میں یہہ قول ایک
گروہ کا اہل کلام اور حدیث سے ہے پانچوان قول یہہ کہ کلام اوسکی حروف اور اصوات حادث ہیں قایم
ہیں ساتھہ ذات اسد کے یہہ قول مجسمہ کرامیہ وغیرہ کا ہے چھٹا قول یہہ کہ کلام اوسکی راجع ہوتی
ہے طرف اوس چیز کی جو اوسکو پیدا کرتا ہے اپنے علم اور ارادہ سے وہ ارادہ اور علم جو قایم ساتھہ ذات
اسد کے ہے یہہ قول صاحب کتاب معتبر کا ہے امام رازی بھی اسکی طرف راغب ہے ساتوان قول یہ کہ
کلام اسد کی شامل ہے معنی کو جو قایم ہے ساتھہ ذات اوسکی کے اور اوس معنی کو اپنے غیر میں پیدا کرتا ہے
اور یہہ قول ماتریدیہ کا ہے آٹھوان قول یہہ کہ کلام اوسکی مشترک ہے درمیان کلام لفظی اور معنوی
کے اور یہہ قول ابو المعالی اور اوسکے تابعدارونکا ہے نوان قول یہہ کہ وہ ہمیشہ متکلم ہے جسوقت اور جسطرح
چاہے کلام کرتا ہے ساتھہ آواز کے جو سنی جاتی ہے اور ایک قسم کلام کا قدیم ہے اگرچہ صوت خاص قدیم
نہیں اور یہہ منقول ہے اماماں حدیث اور سنت سے **ف** گوسالہ پرست باوجود کفر کے معتزلہ سے عقلمند
ہیں کیونکہ جبکہ اونسے موسی علیہ السلام نے سوال کیا کہ آیا تم نہیں جانتے تھے کہ یہہ گوسالہ نہ کلام کرتا ہے
اور نہ ہدایت کرتا ہے پس نہ جواب دیا انہون نے کہ تیرا رب بھی کلام نہیں کرتا پس معلوم ہوا کہ عدم
تکلم نقصان ہے جو استدلال کیا گیا ساتھہ اسکے اوپر نہ ہونے خدا گوسالہ کے **ف** صفت کلام کی غیر
صفت ارادہ اور علم کا ہے اور کلام دو قسم ہے معنوی اور لفظی اور معتزلہ کلام معنوی سے انکار کرتے
ہیں اور شہادت کلام معنوی پر قول شاعر کا ہے اِنَّ الْکَلَامَ لَفِی الْفُؤَادِ وَ اِنَّمَا جُعِلَ اللِّسَانُ
عَلَی الْفُؤَادِ دَلِیْلًا یعنی کلام بشری دو طرح ہوتی ہے ایک کلام قلبی جو بغیر حرف اور صوت کے ہے
دوسری کلام لفظی تو جملہ شعر ضرور کلام البتہ دل میں ہوتی ہے۔ کلام زبانی کلام قلبی پر دلیل مقرر کیجاتی ہے
بعضون نے کہا کہ یہہ شعر منسوب ہے طرف علی کرم اسد وجہہ کی اور دوسرا یہہ قول حضرت عمر رضی اسد
عنہ کا جو مشورہ خلافت صدیق رضی اسد عنہ میں دل میں تصور کیا قَالَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اِنِّیْ زَوَّرْتُ
فِیْ نَفْسِیْ مَقَالَةً یعنی جب جمع ہوئے انصار اس بات پر کہ سعد بن عبادہ کو امیر بنائیں تو حضرت عمر

سے
برا آدمی
فوت ہو گیا
نام کا مفسر
کی فضیلت سے
[illegible] ۱۲

تشریف لیگئے ساتھہ ابی بکر رضی اللہ عنہ کے پاس انکے پس فرمایا کہ مینے اپنے دل میں ایک بات مرتب کی پس
ابوبکر رض نے تمام مطلب کا بیان کر دیا پہلے گذر چکا کہ اوپر ثابت ہونے صفت کلام کے قرآن اور حدیث
اور اجماع انبیا اور اجماع امت احمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام دلیل روشن ہیں علاوہ یہہ کہ سکوت
اور گنگاپن جو صفت نقصان کی ہیں خدا تعالی اوس سے مقدس ہے **سوال** کلام وہ چیز ہے جسپر
ثبوت شرع کا موقوف ہے پس ثابت کرنا کلام کا ساتھہ دلیل نقلی کے دور ہوا **جواب** اسکی تردید
کئی وجہ سے ہے ایک تو یہہ کہ خدا تعالی کا متکلم ہونا تواتر سے ہے اور یہہ تواتر منقول ہے انبیا
علیہم السلام سے اور اونکا صدق ثابت ہے دلیل معجزہ سے کلام الہی پر موقوف نہیں اسی طرح ثبوت
اجماع کا بھی شرع پر موقوف نہیں بلکہ بموجب صدق شارع کے کہ میری امت گمراہی پر اتفاق نہیں
کرتی اور صدق نبی کا معجزہ سے اظہر من الشمس ہے، دوسری وجہ یہ کہ جو کلام کہ ثبوت اوسکا شرع سے
ہے وہ معنوی ہے اور وہ کلام کہ جس سے ثبوت شرع کا ہے وہ لفظی ہے پس تغایر اعتباری کافی
ہے تیسری وجہ یہہ کہ کلام موقوف اوپر نفس شرع کے ہے اور جو چیز کہ موقوف کلام پر ہے وہ ثبوت
شرع کا ہے ظاہر ہے کہ ثبوت چیز کا اور چیز ہے اور نفس شے کا اور چیز تفکر- چونکہ متکلم ہونا ثابت ہے
پس صدق مشتق کا سوائے صدق مشتق منہ کے مشکل ہے جیساکہ ضارب کا ہونا بغیر ضرب کے مشکل ہے
اسیطرح متکلم ہونا بغیر کلام کے مشکل ہے کذا فی شرح العقائد- شرح فقہ اکبر میں مذکور ہے جب خداوند کریم
اپنی مخلوق سے کلام کرتا ہے تو اپنی کلام قدیم سے کلام کرتا ہے وہ کلام قدیم کہ جسکے حروف اور کلمے لوح
محفوظ میں لکھے ہوئے ہیں اوسکی کلام قدیم پر دلالت کرتے ہیں کلام حادث سے کلام نہیں کرتا- نوید
دلائل اوسکی کلام کے ہیں جو حروف اور کلمات ہیں اور یہہ حروف اور کلمات قدیم نہیں کیونکہ کلام اللہ تعالی
کی مشابہہ کلام مخلوق کی نہیں اسیطرح باقی صفات بھی مانند مخلوق کی نہیں خدا کی کلام بشر سے
بذریعہ وحی کے ہوتی ہے یا پردے سے ہوتی ہے جیساکہ کلام اوسکی سنی جاوے اور اوسکی رویت
نہ ہو چنانچہ یہہ بات واقع ہوئی بیچ حق موسی علیہ السلام کے قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ہ
یا بوسیلہ فرشتہ کے ہوتی ہے پس فرشتہ کلام معلوم کر کے خدا کیطرف سے پیغمبر کیطرف پہونچاتا ہے اور اوسکو
وحی متلو کہتے ہیں اور جو وحی بغیر ذریعہ کے ہو وہ وحی غیر متلو ہے اور قول معتزلہ کا یہہ ہے کہ

خداوند کریم متکلم ہے لیکن کلام اوسکی ساتھہ غیر اللہ کے قایم ہے اوسکی صفت نہیں کیونکہ وہ حروف واصوات ہیں جو غیر میں پیدا کئے ہیں جیسا لوح محفوظ یا جبرئیل یا رسول میں اور بدعتی حنابلہ کا قول ہے کہ کلام اللہ کی حرف وصوت ہے اوسکی ذات کے ساتھہ قایم ہیں یہانتک کہ جلد اور کاغذ بھی قدیم ہے یہہ قول باطل و لغو ہے بداہت عقل و حس سے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فقہ اکبر میں فرماتے ہیں کہ قرآن جو منزل ہے صحیفوں میں لکہا گیا ہے اور دلون میں یاد کیا گیا ہے اور زبانوں پر پڑہا جاتا ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر اوتارا گیا ہے یعنی لکہا گیا ہے ہمارے ہاتہون سے ساتھہ ذریعہ نقش حرفون اور شکل کلمون کے اور دل میں ہم حاضر جانتے ہیں اوسکو وقت تصور کرنے متغیبات کے ساتھہ الفاظ متخیلہ اوسکے کے اور ہم اوسکو پڑہتے ہیں ساتھہ الفاظ اوسکے کے جو سنے جاتے ہیں یہہ ہے مراد اونکی جو قایل ہیں کہ مقروق قدیم اور قرأت حادث ہے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارا تلفظ ساتھہ قرآن کے اور ہماری کتابت اور قرأت واسطے قرآن کے مخلوق ہے اور قرآن مجید غیر مخلوق ہے یعنی کلام اوسکی قدیم ہے و صحیفہ وغیرہ میں حلول نہیں کیا ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ تشبیع [illegible] ہے کلام نفسی بطور خرق عادت کے جایز ہے کہ سنی جاوے جیسا کہ [illegible] ابو اسحاق نے منع کیا اور شیخ ابو منصور [illegible] امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ [illegible] فرماتے ہیں ہم اقرار کرتے ہیں کہ قرآن کلام اللہ کی ہے اور اوسکی وحی [illegible] صفت ہے نہ عین اوسکا ہے نہ غیر اوسکا بلکہ اوسکی صفت حقیقۃً صحیفوں میں لکہی گئی زبانوں پر پڑہی گئی سینوں میں یاد کی گئی بغیر حلول کے حرف اور حرکت اور کاغذ اور لکہنا تمام مخلوق ہے کیونکہ یہہ افعال بندونکے ہیں اور کلام اللہ کی غیر مخلوق ہے کیونکہ لکہنا اور حرف اور کلمے یہہ سب آلات قرآن کے ہیں بندے طرف انکی محتاج ہیں یعنی کلام اللہ کی جو قایم ہے ساتھہ ذات اوسکی کے ان اشیا سے سمجھی جاتی ہے جو کہے کلام اللہ کی مخلوق ہے وہ کافر ہے کلام اوسکی پڑہی جاتی ہے لکہی جاتی ہے اور یاد کیجاتی ہے سوائے اسکے کہ ذات اللہ سے دور کیجاوے امام ابو یوسف اور امام اعظم او امام محمد رحمہم اللہ تمام سے یہہ مروی ہے کہ کلام اللہ کی غیر مخلوق ہے اسیواسطے علما کہتے ہیں کہ کلام اللہ کی غیر مخلوق ہے نہ قرآن کیونکہ قرآن

شامل ہیں حروف اور اصوات کو پس ظاہر ہوا کہ کلام معنوی قدیم ہے نہ لفظی - امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے ہیں کہ جو کچھ قرآن میں بیان کیا خبر موسیٰ وغیرہ انبیا علیہم السلام سے اور حال فرعون اور
ابلیس سے تو بیشک یہہ تمام کلام اللہ کی ہے خدا نے اونسے خبر دی ہے موافق اوسکے جو لوح محفوظ میں
لکھا ہوا تھا پہلے پیدائش آسمان اور زمین اور روح سے یعنی کلام اوسکی قدیم ہے اور تعلق کلام
کا ساتھ محدثات کے وقت حدث ہونے محدثات کے حادث ہے اور کلام اللہ کی غیر مخلوق ہے
اور کلام موسیٰ وغیرہ کی مخلوق ہے نو پیدا ہے اور قرآن کلام اللہ کی ہے از روئے حقیقت کے
اور موسیٰ علیہ السلام نے کلام خدا سنا ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوسٰى تَكْلِيمًا
اور جب خدا نے کلام کی موسیٰ علیہ السلام سے تو ساتھ کلام اپنی قدیم کے کلام کی اکثر علما کا یہہ قول
ہے کہ کلام اللہ کی بولی جاتی ہے از روئے حقیقت کے معانی اور الفاظ پر بعضے علما کہتے ہیں کہ کلام
حقیقی معنوی ہے اور کلام لفظی مجازی لیکن یہہ قول ضعیف ہے مخالف کتاب اور سنت اور
سلف کے امام طحاوی نے کہا کہ کلام اللہ کی ظاہر ہوئی اوس سے بغیر کیفیت کے اور نہیں
جانتے ہم کیفیت تکلم اوسکو ساتھ کلام [illegible] نے کہا کہ اوس سے ظاہر ہوئی
ہے اور طرف [illegible]
[illegible] تفصیلی کیفیت کلام [illegible] مقصود [illegible] کلام کا
طرف اللہ کی کیونکہ موسیٰ علیہ السلام نے [illegible] تمام کلام
اوسکی سنی یا بعض [illegible] تمام ہوئی کلام [illegible] امام اعظم نے
فرمایا ہے کہ خدائے تعالیٰ کا سننا اور دیکھنا اور کلام کرنا مانند ہماری نہیں اور ہم کلام کرتے ہیں
ساتھ آلات اور حروف کے اور وہ کلام کرتا ہے بغیر آلات اور حروف کے جو نو پیدا ہیں اور
کلام اللہ کی غیر مخلوق ہے اور قیامت میں بھی خداوند کریم اپنے فضل اور کرم سے اپنے بندوں
اہل سلام سے کلام کریگا جیسا کہ قرآن اور حدیثوں میں وارد ہے اور قرآن بسم اللہ سے والناس
تک کلام خدا کی ہے اور انما الاعمال الخ کلام رسول کی ہے اور خداوند کریم نے کافر کہا ہے
اوس شخص کو جو قرآن کو کلام بشر کہے پس جو شخص یہہ کہے کہ قرآن کلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی

ہے پس طریق اولیٰ کا ذب ہوا۔ اہل سنت کا اتفاق ہے اسپر کہ قرآن غیر مخلوق ہے لیکن متاخرین نے اختلاف
کیا ہے معنوی اور لفظی میں کذا فی شرح فقہ الاکبر ظاہر ہے کہ جو امر اور نہی یا خبر دیتا ہے تو اول اپنے دل میں
ایک معنی پاتا ہے پھر اون معنی کو لفظ یا اشارت یا کتابت سے بیان کرتا ہے اور یہہ اشارہ اور لفظ
اور کتابت ہر ایک اس معنی پر دلالت کرتا ہے پس معنی کو کلام معنوی اور نفسی بولتے ہیں اور دلائل کو کلام
لفظی کہتے ہیں اور مخلوق کی کلام میں یہ دونو کلام معنوی اور لفظی حادث یعنی نوپید ہیں کیونکہ مخلوق کے
افعال اقوال اور اعراض اور اعیان تمام مخلوق ہیں خدا تعالیٰ کی ذات مع صفات قدیم ہے سوال
امر کا ہونا بلا مامور کے اور نہی کا ہونا بلا منہی عنہ کے عبث اور جہالت ہے **جواب** کلام کا
موصوف ہونا ساتھ امور مذکورہ کے باعتبار تعلق کے ہے جیسا کہ قول عبداللہ قطان وغیرہ کا ہے
اور شیخ اشعری وغیرہ کا قول یہہ ہے کہ کلام مع تعلقات قدیم ہے اور مامور کا موجود ہونا علم آمر میں
کافی ہے پس نہ لازم آیا خطاب طرف معدوم کی جو خلاف عقل ہے **سوال** خبر دینی ازل میں لفظ ماضی
سے کذب ہے خدائے تعالیٰ مقدس ہے کذب سے تمام اہل ملت کا اتفاق ہے اسپر کہ خدا تعالیٰ کذب سے
منزہ ہے بلکہ محال ہے کاذب ہونا اوسکا اور کذب مصلحت بعثت اور رسالت کے برخلاف اور عیب اور
نقصان ہے ورنہ کذب اوسکا قدیم ہوتا اور صدق اوسپر محال ہوتا کیونکہ قدیم معدوم نہیں ہوتا۔
پانچویں وجہ یہہ کہ انبیا علیہم السلام کا اسپر اتفاق ہے کہ خدا تعالیٰ کذب سے مقدس ہے جواب اوسکا یہہ ہے
کہ کلام الٰہی ازل میں موصوف ساتھ زمانے کے نہیں ہوتی مقدس ہے اس امر سے کہ موصوف ہو زمانے
اور زمانے میں واقع ہونے سے اور باعتبار ما لا یزال کے حدوث تعلقات سے ساتھ زمانے کے موصوف ہوتی
ہے ورنہ ازل میں حال و استقبال اور ماضی کا وجود نہیں یعنی حادث ہونا تعلقات کا نہیں واجب کرتا
تغیر اور تبدل کو صفت میں جیسا کہ صفت علم میں گذرا۔ قرآن مجید وہ چیز ہے جو آسمان دنیا پر لوح محفوظ
سے اوتاری گئی ایک دفعہ پھر ۲۳ سال میں تھوڑا تھوڑا۔ آیت آیت رسول علیہ السلام پر اوتاری گئی تھی
ذریعہ جبرئیل علیہ السلام کے ہر ماہ رمضان مبارک میں رسول علیہ السلام پر قرآن عرض کیا جاتا تھا
آخر سال انتقال کے دو بار عرض کیا گیا لوح محفوظ سے منقول ہے الفاظ مخصوص عربی سے مصاحف میں لکھنے
سے ثبوت کیا گیا رسول علیہ السلام سے منقول تواتر سے بغیر شبہ کے وصول ہوا۔ قرآن مجید نام مجموع نظم

اور معنی کا ہے کذا فی المنار وغیرہ فی شرح فقہ اکبر اَنَّ القُرْاٰنَ اِسْمٌ لِلنَّظْمِ وَالْمَعْنٰی جَمِیْعًا وَکَذَا قَالَ عَامَّۃُ عُلَمَائِنَا مِنْ اَھْلِ الْاُصُوْلِ وَمَا یُنْسَبُ اِلٰی اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رح اَنَّ مَنْ قَرَءَ فِی الصَّلٰوۃِ بِالْفَارِسِیَّۃِ اَجْزَءَہٗ فَقَدْ رَجَعَ عَنْہُ وَقَالَ لَا یَجُوْزُ مَعَ الْقُدْرَۃِ بِغَیْرِ الْعَرَبِیَّۃِ وَقَالَ لَوْ قَرَءَ بِغَیْرِ الْعَرَبِیَّۃِ فَاِمَّا اَنْ یَّکُوْنَ مَجْنُوْنًا فَیُدَاوٰی اَوْ زِنْدِیْقًا فَیُقْتَلُ لِاَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی تَکَلَّمَ بِھٰذِہِ اللُّغَۃِ وَالْاِعْجَازُ حَصَلَ بِنَظْمِہٖ وَمَعْنَاہُ یعنی قرآن مجید نام نظم یعنی لفظ اور معنی دونو کا ہے اور اسیطرح سوائے منار کے اور علمائے اصول نے کہا ہے اور وہ جو طرف امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی منسوب ہے کہ جو شخص نماز میں فارسی زبان سے قرأت کرے تو جائز ہے پس اس قول سے امام ہمام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے رجوع کیا ہے اور فرمایا کہ باوجود قدرت عربی کے غیر زبان عربی میں قرأت جائز نہیں اور فرمایا جو سوائے عربی کے قرأت کرے پس یا دیوانہ ہے سو علاج کیا جائے یا زندیق ہوگا پس قتل کیا جاوے کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس لغت عربی کے ساتھ تکلم کیا ہے اور معجزہ قرآن کا نظم اور معنی دونو کے ساتھ حاصل ہوتا ہے۔ بحر اس میں مذکور ہے کہ قرآن نام نظم اور معنی کا ہے اسے نظم باعتبار دلالت کے معنی پر صرف معنی کا نام قرآن نہیں۔ تلویح میں مذکور ہے کہ علما کا قول کہ قرآن مجموع نظم و معنی کو کہتے ہیں مراد انکی دفع وہم اور رد ہے انکا کہ صرف معنی کو قرآن کہتے ہیں اَیْضًا فِی التَّبْرَاسِ وَالْاِنْصَافُ اَنَّ ھٰذَا الْقَوْلَ مِنَ الْاِمَامِ مِمَّا یُشْکِلُ تَوْجِیْھُہٗ الخ وَالصَّحِیْحُ اَنَّ الْاِمَامَ رَجَعَ اِلٰی قَوْلِ صَاحِبَیْہِ وَھُوَ عَدَمُ الْجَوَازِ بِالْفَارِسِیَّۃِ اور نور الانوار میں مذکور ہے کہ واسطے ادب کے قرآن کے لفظ کو نظم سے بیان کیا ہے کیونکہ معنی نظم کے جمع کرنا موتیونکا ہے لڑی میں اور معنی لفظ کے منہہ سے ڈالنا ہے اور واجب ہے کہ معلوم کیا جاوے کہ نظم سے اشارہ طرف کلام لفظی کی ہے اور معنی سے اشارہ طرف کلام نفسی معنوی کی لیکن معنی وہ معنی جو ترجمہ نظم کا ہے نو پیدا اور حادث ہے مانند نظم کی کیونکہ وہ معنی جو ترجمہ نظم ہے عبارت ہے قصہ یوسف علیہ السلام اور اسکے اخوان اور حال فرعون اور اوسکے غرق سے اور تمام یہہ امور نو پیدا ہیں ترجمہ نظم کا مانند نظم کی قدیم نہیں بلکہ قدیم کلام معنوی ہے جو قائم ہے ساتھ ذات اللہ تعالیٰ کے فقط وکذا فی قمر الاقمار پس لفظ معنی کا دو چیز پر بولا جاتا ہے ایک

یہہ کہ ترجمہ نظم پر دوسرا کلام معنوی پر جسپر نظم دال ہے یعنی تعلق کلام معنوی کا ساتھہ نظم اور ترجمہ کے
ہے پس کلام معنوی صفت الٰہی قدیم اور یہہ دونو حادث ہیں جیسا کہ باقی صفات قدیم ہیں اور تعلقات
اونکے حادث ہیں اور لفظ کلام کا مشترک ہے لفظی اور معنوی میں اگر کوئی سوال کرے کہ خالق فعال کا
خدائیتعالیٰ ہے پس معلوم ہوا کہ کلام زید کی خدائے تعالیٰ کی کلام ہے حالانکہ یہہ غلط اور باطل ہے جواب
مراد مخلوق ہونے کلام لفظی سے یہہ ہے کہ خدائیتعالیٰ نے بلا واسطہ کسب کے اسکو پیدا کیا کسب مخلوق کو اسمیں
دخل نہیں لفظ کو پیدا کرکے فرشتہ یا رسول کو علم دیا یا لوح محفوظ میں نقوش لفظ کو پیدا کیا اور ملک کو
علم دیا یا قلب یا زبان ملک اور رسول میں بلا اختیار حروف کو پیدا کیا اور کلام زید وغیرہ کی اسطرح
نہیں کیونکہ اسمیں کسب کو دخل ہے تفکر خدائیتعالیٰ کی کلام بلاکیف[ف١] ہے عاقل کو اشارہ کافی ہے فقط
معتزلہ منکر ہوکر کلام معنوی سے کلام لفظی کے حدوث پر دلائل بیان کرتے ہیں کہ ترکیب کلام لفظی کی
حروف اور آیات اور سورۃ سے اور ہونا اسکا منظوم اور عربی فصیح اور نازل ہونا اور منزل ہونا علامات
خلق اور حدوث کی ہیں تو یہہ دلیل حنابلہ پر ہے نہ ہمپر کیونکہ ہم قائل ہیں کہ نظم اور لفظ حادث ہیں اور یہہ
جو منسوب ہے طرف حنابلہ کی کہ جلد اور غلاف کو غیر مخلوق اور قدیم کہتے ہیں تو یہہ غلط ہے بلکہ اسمیں تہمت ہے
امام احمد بن حنبل کی جو صاحب مناقب اور فضائل کا معروف ہے اور اسکے تابعدار بہت اولیا ہوئے
ہیں پس کلام اونکی واجب التاویل ہے اور صحت کو پہونچا یہہ کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے یہہ
ثابت ہے کہ کلام لفظی غیر مخلوق ہے اور ایسا ہی اماماں حدیث سے مروی ہے کہ کلام لفظی غیر مخلوق ہے اور مراد
اونکی یہہ ہے کہ کلام لفظی ساتھہ اللہ کے قائم ہے سوائے ترتب اجزا کے واسطے غیر محتاج ہونیکے طرف
آلات کی جیسا کہ صاحب مواقف نے اوسکو مختار کیا ہے دوسری وجہ یہہ کہ لفظی کو قدیم اسواسطے
کہا تا کہ وہم نہ گذرے طرف اس بات کی کہ کلام معنوی حادث ہے تیسری وجہ یہہ کہ مراد غیر مخلوق
سے غیر مفتری ہے یعنی خدائیتعالیٰ نے اوسکو بلا ذریعہ کسب خلق کیا مخلوق کے کسب سے بنائی ہوئی نہیں
امام احمد رحمۃ اللہ علیہ واسطے رد اور کراہت کے اہل اعتزال سے یہہ قول فرماتے تھے کیونکہ خلیفہ
اسوقت معتزلی تھا ظلم سے طلب کے امام احمد رحمۃ اللہ کو سخت مارا کہ اقرار کر کہ قرآن مخلوق ہے
پس اقرار نکیا اور ظلم سے قتل کئے گئے مروی ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا

ف١ یہہ بیان بارہا ہوا ہے ١٢

کرتہ لائے اور اُسکو دھو کر اپنے منہ پر ڈالا اور فرمایا کہ اس قمیص میں احمد مارے گئے اور مروی ہے کہ بعض صالحین کو بعد موت کے خواب میں امام احمد رحمہ کی زیارت ہوئی اور اونکے سال سے دریافت کیا پس امام احمد رحمہ نے جواب دیا کہ مینے اپنے رب کی ملاقات کی پس فرمایا اللہ نے اے احمد تمنے میری راہ میں تکلیف اوٹھائی پس نظر کرو میری ذات کی طرف و فقط امام بخاری نے کہا کہ عمرو بن دینار سے یہ صحیح ہوا ہے کہ مینے نو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا کہ فرماتے تھے جو شخص کہے کہ قرآن مخلوق ہے پس وہ کافر ہے اور اسیطرح بہت اصحاب اور تابعین سے منقول ہے کذا فی النبراس اور معتزلہ کہتے ہیں کہ کلام معنوی نہیں یعنی کلام معنوی سے انکار کرتے ہیں یعنی خدا تعالی کے متکلم ہونیسے اور کلام لفظی کے حدوث کے قائل ہیں یہہ تاویل اور مراد ہے کہ صوت اور حرف کو محل میں پیدا کرتا ہے چنانچہ کوہ طور یا شجرہ یا ہوا یا زبان جبرئیل یا نبی علیہ السلام یا اشکال نقوش اور پیدا کرنا کتابت کا لوح محفوظ میں اگرچہ وہ نہ پڑھے جاویں جیسا کہ اونکے مذہب میں اختلاف ہے خبردار ہوا ے میرے دوست موصوف کی صفت ساتھ موصوف کے قائم ہوتی ہے نہ غیر میں متحرک وہ ہے جسکے ساتھ حرکت قائم ہو ایسا ہی متکلم وہ ہے جسکے ساتھ کلام قائم ہو علاوہ یہہ کہ لازم آویگا متصف ہونا خدائے تعالی کا ساتھ اعراض حادثہ کے حالانکہ وہ مقدس ہے نقصان سے اعتراض معتزلہ کا اہل سنت پر یہہ ہے کہ تم قائل ہو کہ قرآن نام ہے اُس چیز کا کہ مصاحف میں تواتر سے منقول ہے اسمیں لازم آیا یہہ کہ مصحف میں مکتوب ہو اور زبانوں پر پڑھا جاوے کانوں سے سنا جاوے یہہ نشان حدوث کے ہیں اکا ہے جواب وجود شے کا چند قسم پر ہے جیسکہ اُسکا وجود لفظی تلفظ سے ہوتا ہے اور کتابت سے وجود کتابی ہوتا ہے اور دل میں یاد ہونیسے بموجب تخیل کے وجود ذہنی ہوتا ہے اور وجود خارجی ہوتا ہے جو مصداق اور اصلی وجود ہے باقی عرضی ہیں اور اسیطرح قرآن مجید کے متعدد وجود ہیں وجود لفظی بموجب الفاظ کے جو پڑھے اور سنے جاتے ہیں اور وجود کتابی بموجب نقوش و حروف کے جو کاغذ وغیرہ پر ہوتے ہیں اور وجود ذہنی بموجب الفاظ خیالیہ کے اور وجود قدمی ہونیسے کلام نفسی کا باقی تمام وجود حادث ہیں بموجب تعلق کلام قدیم کے جس قرآن مجید موصوف ہو ساتھ علامات حدوث کے تو مراد کلام لفظی ہوتی ہے نہ معنوی اور جب قرآن مجید صفت کیا جاوے ساتھ قدم کے یعنی یہہ

کہا جاوے کہ قرآن غیر مخلوق ہے تو مراد کلام معنوی ہے معارضہ وغیرہ امور کلام لفظی سے ہوتے ہیں فقط
اور الکلام شہر عید شیل زمزم و رجب وغیرہ کی نقلی پر مبنی ہیں کیونکہ کلام معنوی عقول بشر سے مخفی ہے۔
اسیواسطے علمائے اصول نے فرمایا کہ قرآن نام ہے مجموع معنی اور نظم کا وہ نظم جو دلالت کرتی ہے کلام
معنوی پر کلام لفظی کی جہت سے یاد ہونا قرآن کا ہے یا نیم ختم یا تمام ختم پورا کیا یا سنا اور باعتبار وجود
خطی کے مس کرنا محدث کو منع ہے اور اسیطرح جنبی اور حایض اور نفاس والی کو تلاوت اور مس کرنا منع
ہے اور قرآن مجید مسافر کو ملک کفار میں لیجانا منع ہے شیخ ابو الحسن اشعری علم معقول اور منقول کے
بڑے عالم تھے اور مذہب شافعی رکھتے تھے اور اونکے تابعدار اشاعرہ اور اشعریہ سے معروف ہیں علم کلام میں
بڑے امام تھے اور شیخ اشعری کا یہہ مذہب تھا کہ کلام معنوی بطور خرق عادت کے سنی جاتی ہے اور یہہ ممکن
ہے جیساکہ رویت باری تعالی کی قیامت میں ہوگی بطور خرق عادت کے اور استاد شیخ ابو اسحاق تلمیذ شیخ
حسن باہلی جو تلمیذ تھے شیخ اشعری کے سنے جانے کلام معنوی سے انکار کرتے ہیں اور امام منصور ماتریدی
ماترید جو ایک قصبہ ہے نواح سمرقند سے حنفی مذہب تھے شاگرد ابی نصر عیاض جو شاگرد ابی بکر جرجانی کے جو
شاگرد امام محمد جو شاگرد امام اعظم ہو کے تھے بڑے رئیس اہل سنت وجماعت کے تھے اونکے تابعدار ماتریدیہ
سے معروف ہیں اور کبھی ان دونوں گروہ اہل سنت کو ملا کر اشاعرہ کہتے ہیں بطور تغلیب کے اور حق یہہ ہے کہ خدا
تعالی قادر ہے سنانے کلام معنوی پر بغیر صوت اور حرف سے **ف** چنانچہ نملہ یعنی موروچہ سے افعال تمامی حواس
کے صادر ہوتے ہیں بموجب قوہ شامہ کے بعض کا قول ہے کہ موسی علیہ السلام نے کلام سنی ہر جہت سے
واللہ اعلم بالصواب **سوال** کلام دو قسم ہوتی ہے حقیقی معنوی اور لفظی مجازی پس صحیح ہوئی یہہ
بات کہ کہا جاوے کہ کلام لفظی خدا کی کلام نہیں جیساکہ کہا جاتا ہے زید کو شیر باعتبار معنی مجازی کے
جہت شجاعت سے اور نفی اوسکی صحیح ہے کیونکہ زید شیر نہیں جو حیوان درندہ ہے حالانکہ نفی کرنی
کلام کی خلاف اجماع ہے اسواسطے منکر کلام لفظی کو کافر کہتے ہیں علاوہ یہہ کہ کلام معجز جو قابل
معارضے کے ہے وہ لفظی ہے تاکہ معلوم ہووے عجز اونکا کہ یہہ کلام الہی ہے بشر کی کلام نہیں کیونکہ
معارضہ کلام معنوی کا سے جو صفت قدیم ہے غیر ممکن ہے کیونکہ یہہ اونکے مقدور سے خارج ہے اور صفت معنوی
کو سرایت نہیں جانتا مگر وہ شخص جو عالم معقول اور منقول ہو حالانکہ عرب لوگ بے علم تھے شارح تجرید نے

یہہ جواب دیا کہ کفر منکر کلام نفظی اس وجہ سے ہے کہ کہے کہ یہہ بشر کی کلام ہے اگر کہے کہ یہہ کلام لفظی مخلوق ہے سوائے ذریعہ کسب کے تو کافر نہیں کیونکہ یہہ قول بعض متکلمین کا ہے **جواب** لفظ کلام حقیقۃً لفظی اور معنوی میں مستعمل ہے بموجب مشترک ہونیکے دونوں میں یعنی کلام اللہ کی معنوی جو صفت قدیم ہے اور کلام لفظی جو مخلوق ہے سوائے ذریعہ کسب کے پس جایز ہوئی نفی کلام کی اور قاضی عضد الدین صاحب مواقف نے یوں کہا ہے کہ علما کا یہ قول کہ کلام اللہ کی معنی قدیم ہے مراد لفظ معنی سے یہہ ہے جو مقابلہ ذات کے ہو یعنی ذات وہ چیز ہے جو قایم بخود ہو اور معنی وہ چیز ہے جو قایم بذاتہ ہو اور یہہ معنی مقابلہ لفظ کے نہیں جو مفہوم اور مدلول لفظ کا ہوتا ہے پس جسطرح کہ علم اور قدرت وغیرہ صفات سے معانی قایم ہیں ساتھہ ذات باری کے نہ خود بخود قایم ہیں اسیطرح کلام معنوی ایک معنی ہے جو قایم ہے ساتھہ ذات باری کے اور قول علما کا جو کلام اللہ کی معنی قدیم ہیں اونکی مراد یہہ ہے کہ قرآن مجید نام ہے مجموع لفظ اور معنی کا اور ہر ایک لفظ اور معنی قدیم ہے بموجب ان معنوں کے لفظ جو قایم ہے ساتھہ ذات باری کے باعتبار ترتیب اجزا کے نہیں جیسا کہ عدم ترتیب اس کلام کا جو محفوظ قلب قاری میں ہوتی ہے کیونکہ حصول ترتیب کا تلفظ اور قرأت میں ہوتا ہے واسطے نہونے قدرت آلات کے تلفظ پر ایک دفعہ بغیر ترتیب اور یہی مراد ہے علما کے قول سے کہ مقرو اور مسموع اور محفوظ اور مکتوب قدیم ہے اور قرأت اور سماع اور حفظ اور کتابت حادث اور نو پیدا ہے اور ایسا وہ کلام جو ساتھہ ذات باری کے قایم ہے اوسمیں ترتیب و تقدم اور تاخر نہیں بلکہ جو اوسکو سنیگا سوائے ترتیب و تقدم اور تاخر اجزا کے سنیگا واسطے نہ محتاج ہونے خدائے تعالیٰ کے طرف آلات کی اور یہہ کلام قاضی کی جید ہے واسطے اوس شخص کے جو معقول جانتا ہے اس امر کو کہ لفظ ساتھہ ذات باری کے قایم ہیں بغیر ترکیب و ترتیب کے لیکن نزدیک عقل کے غیر معقول ہے شارح تجرید نے کہا کہ عدم ترتیب ملفوظ کا ایک امر ہے کہ طور عقل سے باہر ہے اور اس میں مذکور ہے کہ قول قاضی کا موافق ہے قواعد شرع کے اسمیں کچہہ تکلف نہیں اور یہہ مذہب بعینہ اشاعرہ کا بلکہ قاضی عضد الدین شارح مواقف نے ایک رسالہ تالیف کیا اور اسمیں یہہ بیان کیا کہ لفظ معنی کا کبھی بولا جاتا ہے مفہوم لفظ پر اور کبھی بولا جاتا ہے معنی پر جو قایم ساتھہ غیر کے ہو مقابلہ عین میں۔ اور شیخ اشعری رحمۃ اللہ علیہ نے جب فرمایا کہ کلام اللہ کی وہ معنی نفسی ہے تو اوسکو شاگردوں نے یہہ سمجھا کہ مراد شیخ کی مدلول لفظ کا ہے

یعنی اس کلام [illegible] شیخ ہے

اور یہ عبارت کلام مجازی سے ہے تو یہ نہایت غلطی ہے کہ اسمیں کئی فساد لازم آتے ہیں ایک تو یہ کہ
نہ جاننا کلام لفظی کا کافر نہ ہونا [illegible] اور یہ خلاف اجماع کے ہے دوسرا یہ کہ کلام معنوی سے معارضہ نہیں
ہوتا ہے [illegible] کہ نعوذ باللہ [illegible] ملفوظ کلام اللہ کی حقیقی نہیں حالانکہ یہ تمام امور باطل اور غلط ہیں جیسا کہ
[illegible] سے یہ معلوم کیا گیا پس ضرور ہے کہ اس کے مراد شیخ اشعری کی یہ ہے کہ معنی وہ چیز ہیں
کہ جو قائم ہوں ساتھ ذات الہی کے پس کلام نفسی ایک امر ہو اور وہ ایک وصف ہے جو شامل ہر لفظ اور معنی
کو قائم ہے ساتھ باری تعالی کے مکتوب ہے صحیفوں میں مقرو ہے زبانوں پر محفوظ ہے سینوں میں اور یہ
قول قاضی کا اگرچہ علمائے متاخرین کے مخالف ہے لیکن چاہیے تامل کے اسکا حق ہونا ظاہر ہوتا ہے اور
علامہ شہرستانی نے کہا کہ یہ قول مختار اور محفوظ ہے فقط کذا فی النبراس وشرح مواقف۔ تفسیر اتقان
میں مذکور ہے کہ کلام اللہ کی منزل دو قسم ہے ایک قسم جو فرمایا اللہ تعالی نے واسطے جبرئیل علیہ السلام
کے کہ کہہ [illegible] نبی کو کہ تو اوسکی جانب رسول ہے کہ خدا تعالی نے فرمایا کہ کر ایسا اور ایسا اور حکم کیا
ایسا اور ایسا [illegible] جبرئیل ع نے جو اوسکے رب نے کہا سمجھا پھر نبی ص پر نازل ہوئے [illegible] کہا اونکو جو اونکے رب نے
کہا [illegible] جیسا کہ بادشاہ کسی کار دار کو کہتا ہے کہ کہہ فلانے کو کہ تمکو بادشاہ کہتا ہے کہ
کوشش کر [illegible] خدمت میں اور جمع کر لشکر واسطے لڑائی کے پس اگر رسول نے کہا کہ بادشاہ کہتا ہے کہ تم غفلت
نہ کرو [illegible] مت چھوڑ کے جدا ہو تو اوس رسول کی طرف کذب اور قصور رسالت کی نسبت نہیں
کیا جاتا اور قسم دوسرا یہ کہ فرمایا اللہ تعالی نے واسطے جبرئیل ع کے کہ پڑھ نبی ص پر اس کتاب کو پڑھ پس اوترے
جبرئیل ع ساتھ کلام اللہ تعالی کے سوا [illegible] تبدیل کے جیسا کہ ایک بادشاہ ایک کتاب لکھے اور ایک امین
کیطرف سپرد کرے اوسکو اور کہے تو فلانے پر پڑھ تو وہ امین ایک کلمہ اور ایک حرف تغیر نہ کریگا تمام ہوا قول
جوینی رحمۃ اللہ علیہ کا صاحب اتقان لکھتے ہیں کہ قرآن مجید دوسرے قسم سے ہے اور قسم اول وہ سنت
ہے جیسا کہ آیا ہے کہ جبرئیل ع نازل ہوئے ساتھ سنت کے جیسا کہ وہ نزول کرتے ساتھ قرآن مجید کے
اس سبب سے اور اس مقام سے معلوم ہوا کہ سنت کی روایت کرنی ساتھ معنوں کے جائز ہے سوا لفظوں کے کیونکہ
جبرئیل علیہ السلام نے معنوں کو ادا کیا اور نہیں جائز ہے روایت معنوں سے کرنی قرآن میں کیونکہ جبرئیل ع
نے اوسکو ادا کیا ساتھ لفظوں کے اور نہیں روا تھا اوس قرآن کا ادا ساتھ معنوں کے بھید اور سر اسمیں یہ ہے

کہ مقصود قرآن سے عبادت اور اعجاز ہے ساتھہ الفاظ اوسکے کہ پس کسی ایک بشر مقدور کو
لاوے ایک لفظ جو قایم مقام لفظ قرآن کے اور پیچھے ہر حرف کے اوس قرآن سے معانی ہیں کہ نہ
ساتھہ اونکے نہیں ہوتا پس نہیں مقدور کسی ایک کو کہ اوسکا بدل لاوے اور بہایت آسانی اور
تخفیف ہے امت پر کہ اونکی طرف چیز منزل دو قسم کی اوتاری گئی ایک وہ قسم کہ مع الفاظ کے بجنسہ
مروی ہو دوسرا وہ قسم ہو اوسکے معنی مروی ہوں اگر تمام وحی مروی ہوتی ساتھہ لفظوں کے تو مشقت ہوتی
اگر ساتھہ معنی کے مروی ہوتی تو تبدیل اور تحریف سے امن نہ ہوتا اور یہ معلوم کیا سلف سے نہ چیز
کہ جو کلام جبرئیل کو قوت دیتی ہے اَخرَجَ اَبِی حَاتِم مِن طَرِیق عُقَیل عَنِ الزُّہرِی اَنَّہٗ سُئِلَ
عَنِ الوَحی فَقَالَ الوَحیُ مَا یُوحِی اللّٰہُ اِلٰی نَبِیٍّ مِن اَنبِیَائِہٖ فَیُثبِتُہٗ فِی قَلبِہٖ فَیَتَکَلَّمُ
بِہٖ وَیَکتُبُہٗ وَھُوَ کَلَامُ اللّٰہِ وَمِنہُ مَا لَا یَتَکَلَّمُ بِہٖ وَلَا یَکتُبُہٗ لِاَحَدٍ وَلَا یَامُرُ بِکِتَابَتِہٖ
وَلٰکِنَّہٗ یُحَدِّثُ بِہِ النَّاسَ حَدِیثًا وَیُبَیِّنُ لَھُم اَنَّ اللّٰہَ اَمَرَہٗ اَن یُبَیِّنَہٗ لِلنَّاسِ
وَیُبَلِّغَھُم اِیَّاہُ تمام ہوئی کلام تفسیر اتقان کی اور ثابت ہے یہہ امر کہ رسول خدا کے اوائل اسلام
کے زمانے میں سوائے قرآن کے کوئی چیز لکھی نہیں جاتی تھی تاکہ قرآن ساتھہ غیر قرآن کے [illegible]
نہ ہو یعنی وحی متلو کہ جسکا نام قرآن ہے لکھی جاتی تھی اور وحی غیر متلو کا نام حدیث ہے [illegible]
ف کلام رہبر کی کہ کلام اللہ کی معانی ہیں پس ہم اوس سے سوال کرتے ہیں کہ تمہارا [illegible]
کیا مراد ہے اگر معانی سے مراد کلام قدیم ہے تو وہ تو عقول بشریہ سے مخفی ہے [illegible]
کے کیونکر ہوگی اور نہ ساتھہ اوسکے سامعہ ہو سکتا ہے کیونکہ صفت ایک شے قدیم کی اوس [illegible] سے
نقل کرکے ممکن میں آ نہیں سکتی کیونکہ اسمیں بھی اشتغال لازم آتے ہیں علاوہ یہہ کہ ممکن [illegible]
باہر ہے اور اگر مراد انکی معنوں سے ترجمہ الفاظ ہے تو وہ ترجمہ بھی حادث ہے مثل لفظ کی تو وہ
صفت باری کی نہیں تو اس تقدیر پر یہہ بات رہ گئی کہ رہبر منکر صفات کا ہے مثل معتزلہ کی
بلکہ معتزلہ سے بھی ترقی کی کیونکہ اونکا یہہ قول ہے کہ قرآن مجید بسم اللہ سے والناس تک کلام
الٰہی ہے کسی بشر کی بنائی ہوئی نہیں لیکن یہہ مخلوق ہے اسمیں کسیکو دخل نہیں اور اسپر سنی بھی
موافق ہیں کہ کلام لفظی مخلوق ہے اور کلام معنوی قدیم ہے جسپر کلام لفظی دلالت کرتی ہے اور

معتزلہ کلام معنوی کا انکار کرتے ہیں پس معلوم ہوا کہ قول رہبر کا کسی فرقہ اہل اسلام پر بنا نہیں اور
رہبر اسلام رویت باری کا بھی منکر ہے جیسا کہ اوسکے رسالہ میں مذکور ہے اور یہہ بعینہ مذہب معتزلہ
کا ہے معتزلہ اگرچہ منکر کرامات کے ہیں لیکن معجزہ کے منکر نہیں رہبر نے اسنے ترقی کی کہ انکار معجزہ کا
کیا قریب ہے کہ اسکا بیان آویگا انشاء اللہ تعالی تمام فتح الباری کتاب توحید میں مذکور ہے
باب قولہ تعالی يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا
بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ ترجمہ اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پہنچا تو وہ چیز جو اتاری گئی ہے طرف تیری
رب تیرے سے اور اگر نکریگا تو یعنی تبلیغ اوسکی ظاہر نہ کرے پس تمنے اوسکی رسالت پہنچائی نہیں
بخاری شریف میں مذکور ہے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں کہ جو کوئی یہہ حدیث بیان کرے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی چیز جو خدا نے اوتاری ہے چھپالی ہے بیشک وہ کاذب ہے الخ
کیونکہ خدائے تعالی نے فرمایا ہے يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ الخ فِي فَتْحِ الْبَارِي
وَقَدِ احْتَجَّ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ بِهَذِهِ الْآيَةِ عَلَى أَنَّ الْقُرْآنَ غَيْرُ مَخْلُوقٍ لِأَنَّهُ لَمْ
يَرِدْ فِي شَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ وَلَا مِنَ الْأَحَادِيثِ أَنَّهُ مَخْلُوقٌ وَلَا مَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ
مَخْلُوقٌ ثُمَّ ذَكَرَ عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ لَوْ كَانَ مَا يَقُولُ جَعْدٌ حَقًّا لَبَلَّغَهُ النَّبِيُّ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ امام احمد بیٹے حنبل نے ساتھ اس آیت کے تمسک کیا ہے اس
بات پر کہ قرآن مخلوق نہیں کیونکہ کسی شے میں قرآن اور حدیث سے وارد نہیں ہوا یہہ امر کہ وہ
قرآن مخلوق ہے اور نہ کوئی قرینہ اور امر ہے کہ دلالت کرے مخلوق ہونے قرآن پر پھر ذکر کیا
امام احمد نے روایت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے اگر ہوتی وہ چیز کہ کہتا ہے اوسکو جعد سچ تو ضرور
اوسکو رسول صلی اللہ علیہ وسلم طرف امت کی تبلیغ کرتے یعنی جعد کا قول یہہ تھا کہ قرآن مخلوق
ہے اگر یہہ امر ضروری ہوتا تو ضرور حضرت بیان کرتے اور فتح الباری کے باب قُلْ فَأْتُوا بِالتَّوْرَاةِ
میں مذکور ہے کہ بعض قاریوں کا بعض پر قرأت میں زاید اور ناقص ہوتا ہے تلاوت میں کثرت اور
قلت کے ساتھ مختلف ہوتے ہیں اور یہ وہ چیز کہ تلاوت کیجاتی ہے جو قرآن ہے اسمیں زیادتی اور
نقصان نہیں اسیواسطے کہا جاتا ہے کہ فلان کی قرأت ردی ہے یا فلانکی قرأت نیک ہے

اور یہ جایز نہیں کہ کہا جاوے کہ فلان ردی قرآن ہی کیونکہ قرات کی نسبت طرف بندونکی
کیجاتی ہی اور قرآن کی نسبت طرف انکی نہین کیجاتی کیونکہ قرآن کلام ربی ہی اور قرات فعل بندونکا ہے،
اور باب قول اللہ عزوجل بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيدٌ فِي لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ مین کو ہی کہ خداتعالی نے بیان کیا
کہ قرآن مجید یاد کیا جاتا ہی اور لکہا جاتا ہی یعنی جو چیز یاد کیجاتی ہی قرآن ہی صیغول لکہا جاتا ہے اور زبانوں پر
پڑہی جاتی ہی یہ کلام اسکی غیر مخلوق ہی اور سیاہی اور ورق اور جلد اور پڑہنا لکہنا مخلوق ہی فتح الباری
باب قوله إِنَّ رَبَّكُمُ اللهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوَاتِ الخ مین مذکور ہے تَوَاتَرَتِ
الْأَخْبَارُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْقُرْاٰنَ كَلَامُ اللهِ
وَاَنَّ اَمْرَ اللهِ قَبْلَ مَخْلُوْقَاتِهٖ قَالَ وَلَمْ يُنْكَرْ عَنْ اَحَدٍ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ
وَالتَّابِعِيْنَ خِلَافُ ذٰلِكَ وَهُمُ الَّذِيْنَ اَدَّوْا اِلَيْنَا الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ قَرْنًا بَعْدَ
قَرْنٍ وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ فِيْ ذٰلِكَ خِلَافٌ عَلٰى زَمَنِ مَالِكٍ وَ
الثَّوْرِيِّ وَحَمَّادٍ وَفُقَهَاءِ الْاَمْصَارِ وَمَضٰى عَلٰى ذٰلِكَ مَنْ اَدْرَكْنَا مِنْ عُلَمَاءِ
الْحَرَمَيْنِ وَالْعِرَاقَيْنِ وَالشَّامِ وَمِصْرَ وَخُرَاسَانَ ترجمہ یعنی امام بخاری سے فتح
الباری والے نے نقل کیا ہے کہ امام بخاری نے اپنی کتاب خلق افعال عباد میں کہا کہ خبرین رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر سے منقول ہیں کہ قرآن کلام اللہ کی ہے۔ اللہ جل جلالہ پہلے مخلوقات
اپنی سے ہیں پہر کہا امام بخاری نے کسی مہاجراور انصار اور تابعی سے خلاف اوسکا مذکور اور مروی
نہیں حالانکہ اونہوں نے کتاب اور سنت کو طرف ہماری اداکیا ہر ایک زمانے میں بعد گذرنے ایک
زمانے کے اور درمیان کسی کے اہل علم سے اس مسئلہ میں مالک اور ثوری اور حماد اور فقہا شہرونکے
کے زمانے تک خلاف اسکا نہیں ہی ہرگز ہے اور لوگ علمائے حرمین اور عراقین اور شام اور مصر اور خراسان
سے کہ جنکو ہمنے پایا اور فتح الباری میں بیچ باب قول تعالی لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ مذکور ہے
کہ مراد بخاری کی لانے حدیثوں سے رد ہے اوس پر جو کہتا ہے کہ قرات قاری کی قدیم ہے
یعنی قرات قاری کی فعل قاری کا ہے نوپیدا بخلاف مقرو کے وہ کلام اللہ کی قدیم ہے جیسا کہ ذکر
ذاکر حادث ہے اور وہ چیز جو ذکر کیگئی یعنی خداتعالی قدیم ہے یعنی ذکر حادث اور مذکور قدیم ہے

اور تعلقات حادث اور معترو قدیم ہے فتح الباری کے باب قولہ تعالیٰ کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ
میں مذکور ہے کہ کرمانی نے صفات خدا میں کہا کہ صفات خدا سلبیہ اور وجودیہ اور اضافیہ ہیں سلبیہ
تنزیہات ہیں اور وجودیہ قدیم ہیں اور اضافیہ حادث ہیں اور انکے حدوث سے اللہ تعالیٰ کی ذات
میں تغیر لازم نہیں آتا اور نہ بیچ صفات وجودیہ کے جیسا کہ تعلق قدرت کا ساتھ معلومات اور مقدورات
کے صفات قدیم ہیں اور تعلق حادث ہے اور اسیطرح حال صفات فعلیہ کا ہے جب قاعدہ مقرر ہوا
تو انزال اور تنزیل حادث ہے اور مُنَزَّل قدیم ہے تعلق قدرت کا حادث ہے اور نفس قدرت کا
قدیم ہے اور قرآن مذکور قدیم ہے اور ذکر اوسکا حادث ہے پس یہی جواب ہے اس قول سے کہ جو
تمسک کیا جاتا ہے حدوث پر قول اللہ تعالیٰ سے مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرٍ مِنْ رَبِّهِمْ مُحْدَثٍ
یعنی قرآن کا قدیم ہونا رب کی طرف سے ہے اور محدث ہونا اوسکا باعتبار ذکر اور نزول کے ہے
بعضوں نے کہا ہے کہ مراد محدث سے غیر مخلوق ہے اور نسبت حدث کی باعتبار نزول اور بیان کے
ہے امام بخاری نے کہا کہ قرآن کلام اللہ کی غیر مخلوق ہے جو پڑھا جاتا ہے صحیفوں میں اور ثابت کیا
گیا ہے دلوں میں ایپر اونکی حرکات یعنی قاریونکی اور کسب قاریونکے اور لکھنا مخلوق ہے اور فتح الباری
کے باب قولہ تعالیٰ فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا الخ میں مذکور ہے کہ امام احمد اور بہت اماموں نے
سخت انکار کیا ہے اس قول کا کہ قرآن کو مخلوق کہا جاوے واسطے بچانے قرآن مجید کے اس امر سے
کہ وہ موصوف ساتھ صفت مخلوق کے ہو اور واسطے بند کرنے مادہ نزاع کے ورنہ کسی امام سے یہہ ظاہر نہیں
ہوا کہ حرکت زبان کی قدیم ہو امام بیہقی نے کتاب سما و صفات میں کہا کہ مذہب سلف اور خلف کا اہل حدیث
اور فقہ سنت جماعت سے یہہ ہے کہ قرآن کلام اللہ کی ہے ایک صفت ہے صفات ذاتیہ اوسکی سے
لیکن بعض علمانے درمیان تلاوت اور متلو کے فرق کیا ہے اور بعضونے کہا ہے کہ اس میں خوض کرنا
ترک کیا جاوے لیکن وہ جو امام احمد سے منقول ہے کہ تلاوت اور متلو ایک چیز ہے تو مراد اونکی اوسکا
بند کرنا دروازہ کا ہے تاکہ نفی کلام معنوی کی نہو یعنی یہہ نکہا جاوے کہ کلام معنوی بھی مخلوق ہے حالانکہ
امام احمد سے مروی ہے کہ اونہوں نے انکار کیا ہے اس امر سے کہ میرا یہہ قول نہیں کہ لفظ ساتھ
قرآن کے غیر مخلوق ہے اور بھی انکار کیا ہے اس امر سے کہ لفظ میرا ساتھ قرآن کے مخلوق ہے

یعنی دونوں امر سے کنارہ کشی معلوم ہوتی ہے جیسا کہ سلف کا مذہب تہا اور امام احمد کے زمانے میں اس
مسئلہ میں بڑا نزاع اور شور وغل معتزلہ کا تہا امام نے واسطے رد کرنے اونکے کہا کہ قرآن درمیان دو
قولوں کے ہے یعنی جو کہتا ہے کہ قرآن ساتہہ لفظوں میرے کے مخلوق ہے اور جو کہتا ہے کہ غیر
مخلوق ہے انتہٰی اور امام بخاری نے تصریح کی ہے کتاب خلق افعال عباد میں کہ وہ چیز جو مروی ہے
امام احمد سے اوسکی مراد اور مطلب نہیں سمجہے اور مشہور ہے امام احمد اور اہل علم سے یہ روایت کہ کلام اللہ
کی غیر مخلوق ہے اور وہ چیز جو سوائے اسکے ہے مخلوق ہے یعنی تلاوت وغیرہ لیکن اہل علم نے مکروہ
جانا خوض کرنے کو شئی نامستقیم میں اور کنارہ کیا ہے اس سے پہر امام بخاری نے اپنے زمانیکے
بعض علما سے نقل کیا کہ یہہ قول کہ قرآن ساتہہ الفاظ ہمارے کے اور الفاظ ہمارے ساتہہ
قرآن کے ایک شے ہے پس تلاوت متلو ہے اور قرأت مقرو ۔ جواب یہ ہے کہ تلاوت اور قرأت
فعل بندیکا ہے اور متلو اور مقرو کلام باری کی ہے ۔ فتح الباری میں مذکور ہے کہ اتفاق کیا ہے خلف
اور سلف نے اہل سنت وغیرہ سے کہ کَلَّمَ کا لفظ بیچ قول اللہ تعالی کے کَلَّمَ اللّٰہُ مُوْسٰی تَکْلِیْمًا
کلام سے مشتق ہے نہ کَلْم سے جو ساتہہ معنی جرح کے ہے اور موکد ہونا کلام کا دلیل ہے حقیقی معنوں میں
اور امام اشعری نے کہا کہ کلام اللہ کی جو ساتہہ ذات اوسکی کے قایم ہے وقت تلاوت اور
قرأت ہر قاری کے سنی جاتی ہے اور باقلانی نے کہا کہ تلاوت اور قرأت سنی جاتی ہے اور
احادیث میں بہت وارد ہوا ہے کہ خدائے تعالی کلام کرتا ہے اور فرشتے سنتے ہیں اور قیامت میں
بہی خاص مومنوں سے کلام کریگا ۔ فتح الباری باب قولہ تعالی لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ اللّٰہِ
اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَہٗ میں مذکور ہے کہ بیہقی نے کتاب الاعتقاد میں کہا کہ قرآن کلام اللہ کی ہے
اور کلام اسکی صفت ہے صفات ذات سے اور نہیں کوئی شے صفات ذات سے مخلوق اور نہ حادث اور اگر
قرآن مخلوق ہوتا تو البتہ مخلوق ہوتا ساتہہ کلمہ کن کے اور محال ہے یہہ کہ ہو کلام اللہ کی ساتہہ کن
کے کیونکہ اسمیں دور ہے اور تسلسل لازم آتا ہے اور یہہ فاسد ہے اور خدائے تعالی نے فرمایا اَلرَّحْمٰنُ
عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ پس قرآن کو تعلیم کیساتہہ تخصیص کیا کیونکہ اوسکی کلام اور صفت ہے
اور انسان کو ساتہہ تخلیق کے مخصوص کیا کیونکہ وہ مخلوق اور مصنوع اوسکا ہے اگر فرق نہوتا

تو ضرور فرماتے خلق القرآن والانسان اور خدا نے فرمایا کہ کَلَّمَ اللّٰہُ مُوسٰی تَکلِیمًا یعنی
اللہ نے کلام کی موسیٰ سے کلام کرنی اور جائز نہیں کہ کلام متکلم کی غیر متکلم کے ساتھ قایم ہو اور
حالانکہ انکار کیا اللہ تعالیٰ نے قول مشرکین سے جو کہتے تھے کہ اِنْ ھٰذَا اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ نہیں ہے
یہ مگر کلام بشر کی یعنی میری کلام کو کافر کہتے ہیں کہ کلام بشر کی ہے منکر کلام الٰہی کا مقام دوزخ
ہوگا اور مراد قول اللہ تعالیٰ کے جَعَلْنَاهُ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا سے یہ ہے کہ ہمنے نام اسکا قرآن[سلہ]
کیا اور امام بیہقی نے حدیث بیان کی نیار بیٹے مکرم سے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سورۂ روم
کو پڑھا لوگوں نے کہا یہ کلام تیری ہے یا تیرے صاحب کی ہے اونہوں نے کہا نہیں ہے میری کلام
نہ میرے صاحب کی لیکن یہ کلام اللہ کی کلام ہے اصل حدیث کا ترمذی میں بھی مذکور ہے
اور حضرت علی سے بھی منقول ہے کہ ہم نقل کرتے ہیں قرآن کو نہ کلام مخلوق کو سفیان بن عیینہ سے
مروی ہے کہ وہ اپنے مشائخ سے بیان کرتے ہیں کہ علما فرماتے تھے کہ کلام اللہ کی مخلوق نہیں ہے،
وَقَالَ ابْنُ حَزْمٍ فِی الْمِلَلِ وَالنِّحَلِ اَجْمَعَ اَھْلُ الْاِسْلَامِ عَلٰی اَنَّ اللّٰہَ کَلَّمَ مُوسٰی وَعَلٰی اَنَّ
الْقُرْاٰنَ کَلَامُ اللّٰہِ وَکَذَا غَیْرُہٗ مِنْ کُتُبِ الْمُنَزَّلَۃِ مِنَ الصُّحُفِ الخ ترجمہ ابن حزم
نے کتاب ملل اور نحل میں کہا کہ اہل اسلام نے اتفاق کیا اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام
سے کلام کی اور اس بات پر کہ قرآن اللہ کی کلام ہے اور اسیطرح اور کتابیں منزلہ صحیفے اللہ کی کلام ہیں انتہیٰ
مختصرا۔ اور بھی فتح الباری میں مذکور ہے کہ واسطے کلام قدیم کے ایک معنی ہیں جو قایم ہیں ساتھ ذات
اللہ کے تجزی اور تقسیم اوسمیں نہیں بلکہ وہ کلام ایک معنی واحد ہے اگر اس سے تعبیر کیجاوے ساتھ
عربی کے تو قرآن ہے اور اگر ساتھ عبرانی کے پس توریت ہے بعضے حنبلی وغیرہ اہل سنت سے
اسطرف گئے ہیں کہ قرآن عربی کلام اللہ کی ہے اور اسیطرح توریت ہمیشہ اللہ متکلم ہے جب چاہتا ہے
کلام کرتا ہے۔ حروف قرآن ہے اور سناتا ہے جسکو چاہتا ہے فرشتوں اور نبیوں سے آواز اپنی تو اکثر
علمانے اسکا انکار کیا ہے اور بعضے اہل سنت اور حنبلی یہ کہتے ہیں کہ صوت اور لفظ اللہ کا بلا کیف ہے
فتح الباری میں مذکور ہے کہ صوت کے بارے میں حدیثیں صحیح وارد ہوئی ہیں سو ایمان لانا واجب ہے،
اسکی کیفیت اور معانی خدا کی سپرد کیجاویں یا سنا تاویل کیجاوے خدا کیطرف سے ہے توفیق فقط اکثر علما سے مروی ہے نفی صوت

[سلہ] یعنی یہ مطلب نہیں کہ قرآن مجعول اور مخلوق ہے بلکہ یہ مقصود ہے کہ نام قرآن مجعول اور مخلوق ہے ۱۲

اور حروف کی واللہ اعلم بالصواب فتح الباری شرح قولہ تعالی قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا الخ مین مذکور ہے کہ یہہ آیت دلیل ہے اس بات پر کہ قرآن مجید غیر مخلوق ہے کیونکہ اگر مخلوق ہوتا تو البتہ اوسکے لیے ایک اندازہ ہوتا اور نہایت ہوتی اور پورا ہوتا مثل پورے ہونے مخلوق کی یعنی اللہ نے خبر دی ہے کہ دریا ختم ہو جائینگے اور کلمات اللہ کے ختم نہونگے پس کلام اللہ کا ختم ہونا محال ہے پس مخلوق ہونا بھی محال ہے فتح الباری تفسیر قولہ تعالی أَنْزَلَهُ بِعِلْمِهِ الخ مین مذکور ہے کہ ابن بطال نے کہا کہ مراد انزال سے آیت شریف میں سمجھانا بندونکا ہے معانی فرائض کو وہ فرائض جو قرآن میں ہیں دوسرا قول یہہ کہ انزال قرآن کا مثل انزال اجسام مخلوق کی نہین کیونکہ قرآن جسم نہیں اور نہ مخلوق ہے تمام ہوئے دونو قول اوسکے فتح الباری والے کہتے ہیں کہ دوسرے قول کے درمیان اتفاق ہے اہل سنت کا سلف اور خلف سے کہ قرآن مخلوق نہیں اور نہ جسم ہے اور قول پہلا اوپر طریق اہل کے ہے اسپر وہ امر جو منقول ہے سلف سے بموجب اتفاق کے پس وہ یہہ ہے کہ قرآن کلام اللہ کی غیر مخلوق ہے جبرئیل علیہ السلام نے اوسکو خدا کیطرف پایا اور محمد کیطرف پہنچایا اور محمد نے امت کیطرف پہنچایا تمام ہوئی کلام فتح الباری کی فِي فَتْحِ الْبَارِي أَخْرَجَ سَلَفٌ عَلَى أَنَّ الَّذِي مَا بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ كَلَامُ اللهِ یعنی سلف نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ ضرور وہ چیز جو ثابت ہے درمیان دو دفتوں قرآن کے کلام اللہ کی ہے اور بھی اسمیں مذکور ہے کہ حروف اور صوت اعراض ہوں یا اجسام اونکا قیام ذات باری کے ساتھہ محال ہے اور اکثر سلف نے منع کیا ہے خوض کرنیسے اس مسئلہ کلام میں اور کفایت کرتے ہیں اس بات پر کہ یہہ اعتقاد کیا جاوے کہ قرآن کلام اللہ کی غیر مخلوق ہے اور اسپر کوئی چیز زیادہ نہیں بیان کرتے اور یہہ بہت سالم اقوالونکا ہے وَاللهُ الْمُسْتَعَانُ ف اس نقل اور کتب کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ علم کلام جو تصنیف ہوا اوسمیں دلائل بیان کیے گئے صرف مخالفان اہل سنت کی تردید مقصود ہے۔ یواقیت الجواہر میں مذکور ہے کہ صفت کلام تمام متکلمین نے اتفاق کیا ہے کہ ایک صفت ہے کہ اوسکی کیفیت معقول نہیں مثل باقی صفات کی۔ اور بھی یواقیت الجواہر میں مذکور ہے یہہ سوال کہ کسطرح بہت قسم ہوئے الفاظ کلام کے طرف سریانی یہ عبرانی عربی کی باوجود اس امر کے کہ کلام ایک چیز یگانہ ہے کہ اوسمیں تجزی اور تقسیم نہیں کیونکہ تجزی اور

تقسیم جسم کا خاصہ ہے خدا کی کلام جسم نہیں **جواب** کلام اللہ کی یگانہ ہے لیکن اسکا تعلق لغات مختلف کے ساتھہ ہے اگر اوسکا تعلق عربی عبارت کیساتھہ ہے تو قرآن ہے اگر سریانی کے ساتھہ ہے تو انجیل ہے اور اگر عبرانی کے ساتھہ ہے تو توریت ہے جیساکہ ذات اللہ کی قدیم ہے ذکر کرنیسے ساتھہ لفظ اللہ یا خدا کے اوس مذکور کا حادث ہونا لازم نہیں آتا بلکہ تلاوت اور ذکر کرنے یا نام رکھنے سے ان امور کا حدوث ہوگا نہ مسمی ور مذکور کا حدوث لازم آویگا پس قرآن مجید باعتبار وجود خارجی کے وہ معنی قدیم ہرجو قایم ہیں ساتھہ ذات مقدس کے وجود کتابی اور لفظی یعنی وجود کتابی دال ہے وجود لفظی پر اور لفظی ذہنی پر اور ذہنی خارجی پر پس قرآن کا اطلاق دو معنی پر ہے کلام معنوی اور لفظی پر جو منزل ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر اشتراک لفظ کلام کا دو معنی میں ہی غیر حقیقت اور محال ہے یہہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی حرف تک کا تغیر کیا ہو انتہی مختصراً - اگر کوئی سوال کرے کہ کلام اللہ میں وارد ہوا ہے کہ قرآن شریف محدث اور مجعول ہے تو اس سے اوسکا مخلوق ہونا لازم آیا **جواب** محدث ہونے سے یہہ مراد ہے کہ قرآن مجید کا نازل ہونا اور آنا یہہ نوپیدا ہے اور جعل کا لفظ جو قرآن میں آیا تو جعل ساتھہ معنی خلق کے نہیں بلکہ ساتھہ معنی بیان اور تسمیہ کے ہے

المقدمة السادسة

اسمیں مقدمہ خامسہ کی تشریح کیجاویگی ساتھہ زیادتی امور کے + شرح مواقف میں مذکور ہے کہ رسول خدا خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا دعوی کیا اور اُنسے معجزے ظاہر ہوئے امر پہلا تواتر سے منقول ہے کہ جو بطور مشاہدہ اور رویت کے ہوتا ہے اُسمیں انکار کی مجال نہیں ہوتی دوسرا امر یعنی معجزات وہ بہت ہیں خاص کر قرآن مجید کہ نہایت ہی معجزہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھہ اسکے معارضہ کیا اور کسی نے اوسوقت میں مقابلہ اور معارضہ نکیا کیونکہ اگر معارضہ کرنا ثابت ہوتا تو یہہ تواتر سے منقول ہوتا کہ کسی طرحکا اوسمیں شبہ نہوتا کیونکہ دشمن اوسوقت بے گنتی تھے اور بہت حریص تھے پراگندہ کرنے دعوی باطل کو باوجود اسکے مخالفین سے کچھہ بھی مروی نہیں ہے بلکہ تمام کے تمام عاجز ہوئے معارضہ سے جیساکہ اسپر آیات قرآن مجید کی خبر دیتی ہیں **ف** مخفی نہو کہ مطلع ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا رسول ہونا اور قرآن مجید کا انہم

بیان ثبوت نبوت بمعجزہ و جواب طعن نظم معجزہ بودن

نازل ہونا تواتر سے ثابت ہے اسی طرح پانچ بنا اسلام بھی تواتر سے منقول ہیں خصوصا نماز کہ رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو اس کیفیت خاص سے ادا کیا ہے جو اہل اسلام کو آبا و اجداد سے
بطریق وراثت تواتر سے مثل مشاہدہ آنکھونکے پہونچا ہے اگر کوئی شخص مثل چمگادڑ چشم کی آفتاب کو نظر
نکرے تو آفتاب کا کچھہ نقصان نہیں اسیطرح امور دینی جو تواتر سے منقول ہیں کسی منکر کی تشکیک سے
زائل نہیں ہوتے قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ وَ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَأْتُوْا
بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَاۗءَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ
تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۝ ترجمہ اگر شک میں ہو
تم اوس چیز سے کہ اپنے بندے خاص پر اسکو اتارا ہمنے تو پس تم مثل اوسکی سے ایک سورۃ کو لاؤ اور
اپنے حاضرین کو تم بلاؤ اپنے معبودونکو بلاؤ اگر تم سچے ہو پس اگر نہ کرو تم یعنی نہ لاسکو تم سورۃ کو اور
ہرگز نہ کروگے تم یعنی ہرگز نہ لاؤگے کسی سورت کو تو اسمیں اخبار بالغیب ہے یعنی خدا خبر دیتی ہے کہ وہ
ہرگز قیامت تک معارضہ نکرینگے پس ایمان لاؤ تم کہ یہہ کلام خدا کی ہے بشر کی نہیں ڈرو تم
عذاب آگ سے جو کافرونکے لئے طیار کی گئی ہے یعنی جو شخص ایمان نہ لاوے قرآن پر اور کلام
الٰہی کو نہ مانے کہ یہہ کلام الٰہی ہے پس وسکے واسطے دوزخ طیار ہے وہ منکر کافرونکے گروہ سے ہے
تفسیر کبیر میں مذکور ہے کہ پہلے خدا تعالی نے ثبوت صانع پر دلائل بیان کئے اور شرک کو باطل کیا
یعنی اوسکا کوئی شریک نہیں پیچھے اوسکے وہ امر بیان کیا جو ثبوت نبوت پر دلیل ہو اور جبکہ ثبوت نبوت رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن کے معجزہ ہونے پر مبنی تھا تو قائم کیا خدا تعالی نے دلیل کو اس
بات پر کہ قرآن معجزہ ہے اور قرآن مجید کا معجزہ ہونا دو وجہ سے ہے ایک تو یہہ کہ قرآن مجید کا
حال تین وجہون سے خالی نہیں اول یہہ کہ تمامی فصحا کی کلام یا تو مساوی ہوگی یا زائد ہوگی
ایک انداز سے کہ عادت کے خلاف نہیں یا زائد ہو اوسپر ایک ایسے انداز سے کہ عادت کے خلاف ہو
پہلے دو قسم باطل ہیں پس تیسرا قسم معین ہوا - وجہ بطلان پہلے دو قسموں کی یہہ ہے کہ اگر وہ دونون
وجہ جائز ہوتیں تو البتہ واجب ہوتا یہ کہ وہ مثل سورۃ کی اکیلے اکیلے یا جمع ہو کر لاتے پس صورت
تنازع اور خلاف میں شہادتیں اور منصف ضرور ہیں تاکہ شبہہ کو دور کریں جبکہ باوجود عداوت کے

حیل و حجت باطل کرنے دین اسلام میں نہایت درجہ کے تھے اور واقف قوانین فصاحت اور
بلاغت کے تھے یہانتک کہ اپنے مالون اور جانون کو بموجب عار اور ننگ کے صرف کیا اور حق
کو قبول نہ کیا اگر یہہ امر حق نہ ہوتا تو کیونکر وہ جہوٹی بات سے سکوت کرتے پس جبکہ وہ معارضہ
نہ کر سکے باوجود اتنے اسو مخالفت کے تو یقیناً معلوم ہوا عجز اونکا پس یہہ بات ثابت ہوئی کہ قرآن مثل قول
اون کے کی نہیں اور فرق درمیان قرآن اور اونکی کلام کے خلاف عادت کے ہے پس لازم آیا
قرآن کا معجز ہونا ا قرآن کی فصاحت اور بلاغت نہایت درجہ کی ہے جسکے معارضہ سے قوم عرب
عاجز ہوئی دوسری وجہ یہہ کہ قرآن خالی نہیں دو امر سے یا تو یہہ کہ بموجب فصاحت کے حد اعجاز
کو پہنچا ہے یا نہیں پہنچا اگر اول ہے تو ثابت ہوا اوسکا معجز ہونا اور اگر امر دوسرا ہے تو اس تقدیر
پر معارضہ ممکن ہوا پس نہ ہونا معارضہ کا باوجود امکان اوسکے کے اور باوجود کثرت اسو اس
معارضہ کے ایک امر ہے خلاف عادت کے پس ثابت ہوا یہہ امر کہ قرآن معجزہ ہے تمام وجوہ سے اور
معارضہ کرنا ساتھہ قرآن کے چند وجوہ پر ہے ایک تو یہہ کہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ تم جانب اللہ سے
کتاب لاؤ کہ وہ ہدایت والی ہو دوسرے اللہ تعالی نے یہہ فرمایا کہ کہہ تو اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم البتہ
اگر آدمی اور جن جمع ہوویں اس امر پر کہ مثل قرآن کی لاویں تو ہرگز مثل اوسکی نہ لا سکینگے اگرچہ بعض
اونکا واسطے بعض کے مددگار ہو تیسرا یہہ کہ فرمایا اللہ تعالی نے لاؤ تم دس سورتیں مثل اوسکی بناکر
چوتھا فرمایا کہ لاؤ تم ایک سورت مثل اوسکی ف تمام عرب باوجود واقف ہونے قواعد فصاحت
و بلاغت کے لانے مثل قرآن سے عاجز ہوئے کیونکہ اگر وہ معارضہ کرتے تو البتہ معارضہ اونکا
لوگ نقل کرتے کیونکہ مخالفین اسلام کے بہت تھے پس معلوم ہوا کہ قرآن معجز ہے اوسکا معارضہ کوئی
نہیں ہوا تمام ہوا خلاصہ تفسیر کبیر سے قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَوْ کَانَ مِنْ
عِنْدِ غَیْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِیْهِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا ترجمہ فرمایا اللہ تعالی نے آیا پس فکر اور
تدبر نہیں کرتے اور اگر ہوتا وہ قرآن غیر اللہ کے پاس سے یعنی غیر اللہ کی طرف سے تو البتہ پاتے
لوگ اختلاف بہت پاتے معالم التنزیل میں مذکور ہے کہ آیا پس وہ کیون نہیں فکر کرتے اوسکو عدم
تناقض اسمیں معلوم کریں اور درستی اس بات کی معلوم کریں کہ یہہ کلام اللہ کی ہے کیونکہ وہ چیز جو

اسے اعجاز
والا یعنی
عاجز کرنیوالا
۱۲

طرف خدا تعالیٰ سے نہیں ہوتی تناقض اور اختلاف سے خالی نہیں ہوتی ہو ترجمہ پارہ دہم قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ اسْتَجَارَکَ فَاَجِرْہُ حَتّٰی یَسْمَعَ کَلَامَ اللّٰہِ ثُمَّ اَبْلِغْہُ مَاْمَنَہٗ ذٰلِکَ بِاَنَّہُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْلَمُوْنَ ترجمہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اگر کوئی شخص کافروں میں سے تم سے پناہ مانگے یعنی واسطے سننے کلام اللہ کے پس اسکو امن دو تاکہ وہ کلام اللہ کو سنے پہر تو اوسکو اوسکے مکان میں پہنچا یعنی اگر وہ مسلمان نہووے یہہ اسواسطے ہے کہ تحقیق وہ قوم بے علم ہیں یعنی دین اللہ اور توحید کو نہیں جانتے پس طرف سننے کلام اللہ کی محتاج ہیں۔ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہہ آیت محکم ہے قیامت تک کذا فی المعالم سورہ یونس پارہ گیارہواں قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ وَاِذَا تُتْلیٰ عَلَیْہِمْ اٰیَاتُنَا بَیِّنٰتٍ قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَاءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَیْرِ ہٰذَا اَوْ بَدِّلْہُ قُلْ مَا یَکُوْنُ لِیْ اَنْ اُبَدِّلَہٗ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِیْ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰی اِلَیَّ اِنِّیْ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ قُلْ لَّوْ شَاءَ اللّٰہُ مَا تَلَوْتُہٗ عَلَیْکُمْ وَلَا اَدْرٰکُمْ بِہٖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْکُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِہٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ترجمہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے جسوقت ہماری آیتیں روشن اونپر پڑہی جاتی ہیں تو کہتے ہیں وہ لوگ جو ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے لاتو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم قرآن سوائے اس قرآن کے یعنی کفار مکہ مانند عبد اللہ بن امیہ مخزومی اور ولید بن مغیرہ اور مکرز بن حفص اور عمرو بن عبد اللہ عامری اور عاص بن عامر کہتے تھے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم لاتو وہ قرآن اپنی طرف سے یا خدا کیطرف سے جسمیں تو نکا عیب اور انکی عبادت کا ترک نہو ترجمہ یا اوس قرآن کو بدل کر یعنی مکان آیت عذاب کے آیت رحمت کو اور مکان حلال کے حرام کو ترجمہ کہہ تو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس گروہ کو کہ نہیں ہے لائق واسطے میرے یہہ کہ میں اپنی طرف سے بدلوں اسکو نہیں تابعداری کرتا ہوں مگر اوس چیز کی جو حکم کیا جاتا ہے طرف میری یعنی امر اور نہی سے تحقیق میں ڈرتا ہوں عذاب دن بڑے سے اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں کہہ تو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو میں اوس قرآن کو تمپر نہ پڑہتا یعنی اگر خدا چاہتا تو قرآن مجھپر نازل نہ کرتا ترجمہ اور میں

تمکو معلوم نہ کروا تا اُس قرآن سے اسواسطے کہ میں تم میں ایک زمانہ ٹہیرا تھا پہلے اسکے آیا پس
نہیں سوچتے ہو تم یعنی میں تمہارے میں ایک مدت ٹہیرا تھا پہلے نازل ہونے قرآن کے اور
کوئی شے میں تمہارے پاس نہ لایا تہا چالیس سال میں پس معلوم کرو تم کہ یہہ قرآن میری طرف
سے نہیں **ف** رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پہلے وحی کے چالیس سال مکہ میں رہے پہر حکم
بہیجا اللہ نے طرف اونکی پہر تیرہ سال مکہ میں رہے پہر مدینہ کی طرف ہجرت کی اور وہان رہے
دس سال اور وفات پائی کہ عمر اونکی تریسٹہہ سال کی تہی اور ایک روایت میں ہے کہ بعد
وحی کے مکہ میں دس سال رہے اور مدینہ میں دس سال رہے اور وہان وفات پائی بموجب
اس روایت کے عمر اونکی ساٹہہ سال کی ہوئی اور قول پہلا مشہور اور ظاہر ہے کذا فی المعالم
قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰهُ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا
مَنِ اسْتَطَعْتُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ترجمہ فرمایا اللہ تعالی نے اور کہتے ہیں وہ
کفار اُس قرآن مجید کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے بنایا ہے کہہ تو اے محمد صلی
اللہ علیہ وسلم پس تم ایک سورۃ مثل قرآن کی لاؤ اور بلاؤ تم اون لوگون کو واسطے امداد
کے جنکی تم پوجا کرتے ہو سوائے اللہ کے اگر تم دعوے میں سچے ہو کہ یہہ بنایا ہوا اس نبی کا ہے
اور پہلے اس آیت کے خدا تعالی فرماتے ہیں کہ نہیں یہہ قرآن بنایا گیا غیر اللہ سے سورہ ہود
پارہ بارہ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰهُ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ
وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ ترجمہ اور
کہتے ہیں یعنی وہ کفار اوس قرآن کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بنایا ہے اپنی طرف سے کہہ تو اے
محمد صلی اللہ علیہ وسلم پس تم دس سورتیں مثل قرآن کی بنا کر لاؤ اور بلاؤ تم اون لوگونکو کہ جنکی
تم عبادت کرتے ہو سوائے اللہ کے اگر تم سچے ہو قال اللہ تعالی قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ
الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓی اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ
بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ترجمہ فرمایا اللہ تعالی نے کہہ تو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
البتہ اگر آدمی اور جن جمع ہوں اس بات پر کہ مثل اس قرآن کی لاویں تو مثل اس قرآن کی نہ

لاسکینگے یعنی اسپر وہ قادر نہیں اگرچہ بعض اونکا واسطے بعض کے مددگار ہو۔ فی المعالم نزلت حِینَ قَالَ الْکُفَّارُ لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَا فَکَذَّبَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی فَالْقُرْاٰنُ مُعْجِزٌ فِی النَّظْمِ وَالتَّاْلِیْفِ وَالْاِخْبَارِ عَنِ الْغُیُوْبِ وَهُوَ کَلَامٌ فِیْ اَعْلٰی طَبَقَاتِ الْبَلَاغَةِ لَا یُشْبِهُ کَلَامَ الْخَلْقِ لِاَنَّهٗ غَیْرُ مَخْلُوْقٍ وَلَوْ کَانَ مَخْلُوْقًا لَاَتَوْا بِمِثْلِهٖ ترجمہ معالم التنزیل میں ہے کہ نازل ہوئی آیت مذکور جسوقت کہ کفار نے کہا کہ اگر ارادہ کریں ہم تو البتہ مثل اسکی کہدینگے پس ونکی اللہ تعالی نے تکذیب کی پس قرآن بسبب نظم اور ترکیب اور خبر غیبوں کے معجزے والا ہے اور وہ قرآن کلام ہے اعلی درجہ کی بلاغت میں کلام مخلوق کے مشابہ نہیں کیونکہ قرآن غیر مخلوق ہے اگر قرآن مخلوق ہوتا تو البتہ کفار مثل اوسکی لاسکتے سورہ مدثر پارہ انتیس اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ سَاُصْلِیْهِ سَقَرَ ترجمہ جب ولید بن مغیرہ سے کفار مکہ نے پوچھا کہ تم قرآن اور اس نبی کے حق میں کیا کہتے ہو تو اوسنے فکر کرکے کہا کہ نہیں ہے یہہ قرآن مگر جادو نقل کیا گیا نہیں ہے یہہ قرآن مگر قول آدمی کا خدا تعالی اوسکی حکایت کرکے یہہ طعن نقل کرتا ہے اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ یُّؤْثَرُ یعنی نہیں ہے یہہ قرآن مگر جادو نقل کیا گیا اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ نہیں ہے قرآن مگر کلام آدمی کی ہے خدا تعالے فرماتے ہیں سَاُصْلِیْهِ سَقَرَ نزدیک ہے کہ میں اوسکو دوزخ میں داخل کرونگا **ف** ان آیات مذکورہ سے یہہ ثابت ہوا کہ قرآن مجید کلام الٰہی ہے الفاظ خداوندی ہیں جو شخص الفاظ خداوندی اعتقاد نکرے وہ مثل کفار کی دوزخ میں داخل ہوگا فقط تفسیر قرطبی میں مذکور ہے کہ معجزہ واحد ہے اور معجزات جمع دلیل صدق نبیونکی ہے معجزہ کو معجزہ یعنی عاجز کرنیوالا اسواسطے کہا جاتا ہے کہ آدمی تمام مثل اوسکی لانیسے عاجز ہیں اور اوسکی شرائط پانچ ہیں پس اگر ایک شرط اون پانچ میں سے ہوئی تو معجزہ نہوگا پہلی شرط یہہ کہ وہ معجزہ مقدور غیر باری تعالی کا نہو اور حصول اس شرط کا نسبت بات سے کیونکہ اگر کوئی زمانی جواز وصحت نبوت میں ہو اور دعوی نبوت کا کرے اور کہے کہ معجزہ میرا یہہ کہ حرکت اختیاری اور سکون اور قیام اور قعود اختیاری ہے تو وہ معجزہ نہوگا اور نہ دلیل صدق اوسکی کی ہوگی واسطے قادر ہونے مخلوق کے اوسکی مثل پر اور واجب ہے کہ جو معجزہ مانند دوبارہ ہونے دریا

شرائط معجزہ

یا دو پارہ ہونے چاند کی اور مانند اوسکی جو مقدور مخلوق سے خارج ہو طاقت بشریہ کے برخلاف ہو
دوسری شرط یہہ کہ معجزہ مخالف عادت کے ہو یہہ شرط لازم ہے کیونکہ اگر مدعی رسالت کہے
کہ میں رات کو دن کے پیچھے اور طلوع سورج کو مشرق سے کرونگا تو یہہ اوسکا معجزہ نہوگا اگرچہ یہہ
امور مقدور مخلوق سے خارج ہیں پہلے دعوی اوسکے بہی ایسے جاری تھے اور وجود انکا بموجب دعوی
کے نہیں ہے اور دعوی اوسکا اور غیر کا اور عدم دعوی تمام برابر ہے پس یہہ شہادت اوسکے صدق
پر نہیں مانند اوس شہادت کی جو صدق پر دلیل ہوتی جیسا کہ عصا کا سانپ ہونا اور پتھر سے
اونٹ کا نکالنا یا پانیکا اونگلیون سے نکلنا اور سوائے اسکے امور خرق عادات سے جو اختیار مختار
یگانہ خالق آسمان و زمین کا ہے اور یہہ امور خرق عادات کے بمنزلہ اور قائم مقام اس امر کے ہیں
کہ خداے تعالی فرماوے کہ یہہ میرا بندہ دعوائے رسالت میں سچا ہے اور مینے اسکو تمہاری
طرف رسول بہیجا ہے تم اوسکی فرمانبرداری اور اوسکے حکم کی تابعداری کرو **ف** اور مراد علما
کی خرق عادت سے یہہ ہے کہ عادت آلہی کے برخلاف ہو یعنی جو فعل کہ تکرار سے ہو صدور
اوسکا خدا یتعالی سے پس وہ طرف عادت آلہی کی منسوب ہے مانند طلوع شمس وغیرہ کی اور
بعض لوگونکا یہہ گمان ہے کہ مراد عادت سے عادت بشریہ ہے اگرچہ صحت اس قول کی ممکن ہے
لیکن مخالف قول علما کے ہے تیسری شرط یہہ کہ مدعی رسالت کا ساتھہ معجزہ کے خدائے تعالی پر
تحدی کرے یون نہ کہے کہ لاؤن میں اس امر کو بلکہ یون کہے کہ خدا یتعالی پانی کو زیت کرے
اور مانند اسکی جیسا کہ حرکت دیوے اسد زمین کو وقت کہنے اوسکے کہ حرکت کر پس جب اس کام کو
خدائے تعالی کریگا تو اوس نبی علیہ السلام کا معجزہ حاصل ہوگا چوتھی شرط یہہ کہ وقوع معجزہ کا
موافق دعوی کے ہو اور یہہ شرط لازم ہے کیونکہ اگر مدعی رسالت کہے کہ میری راستی پر یہہ حیوان یا
یہہ درخت گواہی دیویگا پس اوس درخت یا حیوان سے یہہ کلام صادر ہوئی کہ یہہ مدعی رسالت کا
کاذب ہے اور یہہ رسول نہیں پس خدا یتعالی نے اوسکا کذب ظاہر کیا چنانچہ مروی ہے کہ مسیلمہ کذاب نے
پانیکے زیادہ کرنیکے واسطے کنوئیں میں تہوک ڈالی پس وہ کنوان خشک ہوگیا خدائے تعالی نے
اوسکے کذب کی نشانیان اوسکے ہاتہہ سے برخلاف اوسکے ظاہر کیں پانچویں شرط یہہ کہ مثل اوسکی

طریق معارضہ پر غیر اوسکا نہ لاسکے جب یہہ شروط تمام ہوئیں تو معجزہ دلیل نبوت کی حاصل ہوگا
فرض کرین کہ اگر خداے تعالی کسیکو معارضہ کے لئے قایم کرے اور وہ معارض مثل معجزہ
کی لاوے اور وہ کام کرے جو پہلے نے کیا تھا تو پہلے کی نبوت باقی نہ رہیگی اور نہ معجزہ ہوا
اوسکے صدق پر اسی جہت سے خدایتعالی نے فرمایا کہ اہل مکہ تم مانند اوسکی اور اگر تم سچے ہو اور
کہتے ہو کہ یہ قرآن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بنایا ہوا ہے تو کہہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ تم مثل
اسکی دس سورتیں بناکر لاؤ یعنی اگر تم کو یہہ دعوی ہے کہ یہہ قرآن نظم بنائی ہوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کی ہے اور اوسکا کام ہے تو تم بھی دس سورتیں اوسکی نظم کی مثل بنالاؤ اور عمل کرو جب تم تمام
اے مکہ والو وغیرہ عاجز ہوئے مثل لانے سے تو یقیناً تم یہہ معلوم کرو کہ یہہ قرآن منظوم نظم محمد صلی
اللہ علیہ وسلم کی نہیں اور نہ اوسکے عمل سے بنایا ہوا ہے۔ بعد اس بیان کے معلوم کیا جاوے کہ معجزہ
دو قسم ہے قسم اول یہہ کہ شہرت سے منقول ہوا اور زمانہ اوسکا گذرا ہو ساتھ وفات رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم کے دوسرا قسم وہ کہ معجزہ باقی ہو اور تواتر سے صحت اور ثبوت اوسکا موجود ہو اور سامع
کو علم اوسکا ضروری ہو اور شرط اس معجزہ کی یہ ہے کہ اسکی ناقل بہت سی مخلوق اور جم غفیر ہو اور
اونکو علم ضروری ہو جسکی وہ نقل کرتے ہیں اور ناقلین طبقہ اول و دوم و سوم کے بیشمار ہوں اور ایسے
لوگ ہون کہ اتفاق انکا کذب پر محال ہو اور نقل قرآن اور نقل وجود نبوت محمد صلی اللہ علیہ
وسلم اس صفت کے ساتھہ موصوف ہے کیونکہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ سلف سے نقل
کرتے ہیں یعنی خلف سلف سے اور سلف سلف سے نقل کرتے آئے ہیں تا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
تک وصول ہوتا ہے جنکا صدق علم بداہت سے دلائل معجزات کے ساتھہ معلوم ہے اور رسول علیہ
السلام نے قرآن کو جبریل علیہ السلام سے پایا اور جبریل علیہ السلام نے خدایتعالی سے پایا
پس ناقل قرآن کے دو رسول ہیں بیگناہ۔ اور کمی اور زیادتی کرنیسے پاک ہیں اور تواتر سے
منقول ہوا قرآن مجید دونو رسول سے ایسے لوگون نے نقل کیا کہ جنکا اتفاق کذب پر ممکن ہی
نہیں وہمکو علم بدیہہ حاصل پیدا ہوئے نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اور منقول ہونے قرآن کے
اونسے جیسا کہ دنیا میں علم و ضیا بداہت سے حاصل ہوا ہے بڑے بڑے شہرون کے وجود سے مانند

بصرہ اور کوفہ اور مکہ اور مدینہ اور ملک شام اور ملک عراق - ملک خراسان اور مانند اونکی ہمکو اونکا علم تواتر سے حاصل ہوا ہے اور یہہ قرآن مجید ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے قیامت تک باقی رہنے والا اور معجزہ ہر نبی کا تمام ہو جاتا ہے اوسکے دنیا سے گذرنیکے ساتھہ ہی یا داخل ہوتا ہے اوسمین تغیر و تبدیل مانند توریت و انجیل کی اور قرآن تغیر و تبدل سے محفوظ ہے اور وجہ ہونے قرآن کی اعجاز اس قسم میں بعض اونکے یہہ ہے کہ نظم عجائب مخالف واسطے ہر نظم کلام عرب کے ہے کیونکہ نظم اوسکی مانند قول شاعر اور ساحر اور کاہن کی نہیں جیسا کہ صحیح مسلم میں مروی ہے کہ اُنیس بھائی ابوذر غفاری نے اسبات کا اقرار کیا جبکہ اون سے حال دریافت کیا گیا اور بعض اونمے یہہ وجہ ہے کہ اسلوب قرآن کا مخالف ہے واسطے تمام اسلوبون عرب کے اور بعض اونمے یہہ وجہ ہے کہ عظمت اس کلام کی اس وجہ سے ہے کہ وہ مخلوق نے کسی وجہ کے ساتہہ ممکن نہیں اور بعض اونمے یہہ ہے کہ زبان عرب میں سطرح کا تصرف ہے کہ عربی زبان والا ساتہہ اوسکے مستقل نہیں ہو سکتا اگرچہ اُنسے اتفاق ہو اور بعض اونمے یہہ ہے کہ اسمیں خبریں زمانہ ماضی دنیا سے ہیں ایسے شخص پر یہہ کلام نازل ہوئی کہ وہ لکہنے پڑہنے سے اُمی تھے پس اُنھون نے قصے اور خبرین انبیا اور زمانون گذشتہ کی بیان فرمائیں اور سوالات اہل کتاب کے جواب دئے مثل قصہ اصحاب کہف و موسیٰ اور عیسیٰ اور خضر علیہم السلام اور ذوالقرنین کی سوائے پڑہنے کتب سابقہ کے صحیح جواب دیا اور اہل کتاب کو راستی دعوی نبوت کا ثبوت ملا اور بعض اون وجوہ سے یہہ ہے کہ وفا ساتھہ وعدہ کے ہے جو خدا نے وعدہ بیان کیا تھا مثل نصرت رسول علیہ السلام کی اور فتح مکہ اور نکالنے کفار کی حضرت کو وطن سے اور بعض اونمے یہہ ہے کہ اس قرآن مجید میں پیش گوئیان ہیں زمانہ آئندہ سے جن پر سوائے وحی کے اطلاع نہیں ہوتی مانند غالب ہونے دین اسلام کی کل دینون پر اور فتح مکہ اور خلیفہ ہونے اصحابونکی اور بعض اونمے یہہ ہے کہ قرآن مجید شامل ہے علم معاش و درستی اور معاد کو اور بعض اون وجوہ سے یہ ہے کہ اسمیں ایسی حکمتین لکھی ہیں جنپر عادت جاری نہیں ہوتی اور بعض اونمے یہہ ہے کہ اتفاق اور تناسب کلام میں ہے ظاہر اور باطن میں کسی وجہ سے اختلاف نہیں اگر غیر اللہ کیجانب سے ہوتا تو اوسمیں اختلاف بہت ہوتا اور یہہ امر ہو

علمائے اہل سنت وجماعت نے بیان کی ہیں اور معتزلہ وغیرہ نے اور وجہ بیان کی ہیں **ف** اور تمہید ابو شکور میں بھی اسیطرح کا مضمون ہے کلام الہی فصاحت و بلاغت میں ایسی ترقی پر ہے کہ کلام رسول علیہ السلام بھی اسکو نہیں پہنچتی بموجب قلت حروف اور شیرین لفظ اور جید وزن حسن ترکیب اور کثرت معانی کے کما لایخفی جب عرب معارضہ لسانی سے عاجز ہوئے تو جنگ وجدل شروع کیا زمانہ موسیٰ علیہ السلام میں جادو کی نہایت درجہ کی ترقی تھی خداوند کریم نے معجزہ موسیٰ علیہ السلام سے اونکو عاجز کیا اور زمانہ عیسیٰ علیہ السلام میں علم طب کی نہایت ترقی تھی خداوند کریم نے معجزہ عیسیٰ علیہ السلام سے اونکو مغلوب کیا اور زمانہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میں فصاحت و بلاغت بلند مرتبہ کو پہنچی تھی خداوند کریم نے معجزہ قرآن سے اونکی کمر توڑ کر عاجز کر دیا تمام ہوا خلاصہ تفسیر قرطبی کا اور معجزہ غالب ہوتا ہے ہر زمانے میں اوس چیز پر کہ جسکا غلبہ نہایت درجہ کا ہو مثل جادو کی موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں اور طب کی زمانہ عیسیٰ علیہ السلام میں اور فصاحت کی خاتم النبیین کے زمانہ میں یہ تینوں معجزات سے مغلوب ہوئیں کذا فی شرح مواقف وغیرہ شیخ محی الدین نے لواقح الانوار میں ذکر کیا ہے کہ ہمارے نزدیک رسول علیہ السلام کے حق میں معجزہ شرط نہیں کیونکہ وہ معجزہ امکان سے باہر نہیں ہو سکتا اور قدرت ساتھ امکان کے متعلق ہوتی ہے جب رسول ممکن چیز کو لایا تو معجزہ اسمیں یہ ہے کہ جنکی طرف وہ رسول آیا ہے مثل اوسکی وہ نہ لاوینگے حالانکہ یہ امر نفس الامر میں ممکن ہے وقوع اسکا پہر تامل سے معلوم ہوا کہ حاجت معجزہ کی واسطے ضعفا یان کے ہے اور جنکا ایمان ضعیف نہیں وہ معجزہ کیطرف محتاج نہیں ہوتے بلکہ پہلی دفعہ مسلمان ہو جاتے ہیں واسطے قوی ہونے ایمان اپنے کے ایسے لوگ کہ جنکے نصیب ایمان نہیں ہوتا پس وہ معجزہ وغیرہ دلایل پر بھی ایمان نہیں لاتے جنکی گمراہی کا خدا تعالی ارادہ کرتا ہے اونکا سینہ تنگ کر دیتا ہے کذا فی الیواقیت **سوال** اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ معجزہ میں یہ شرط ہے کہ فعل ہو اور تمنے دعوی کیا ہے کہ قرآن معجزہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور معلوم ہوا یہ امر کہ قرآن مجید کلام اللہ کی ہے اور نزدیک تمہارے کلام ایک صفت ذاتی ہے صفات ذاتیہ سے مثل علم اور قدرت کی اگر جائز ہووے یہ بات

کہ صفت کلام معجزہ ہو تو البتہ جائز ہوگا یہہ کہ علم اور قدرت بھی معجزہ ہوتا حالانکہ یہہ صفات معجزہ
نہیں جواب معجز یعنی عاجز کرنیوالا حقیقۃً وہ خدا تعالی ہے کیونکہ عجز اور قدرت ممکن کا پیدا
کرنے والا وہی ہے اور فعل خارق عادت کا نام معجزہ رکھا جاتا ہے بموجب طریقہ مجاز کے نہ بموجب
حقیقت کے جیسا کہ کوئی شخص صاعقہ کیطرف دیکھتا ہے جو آسمان سے پڑتی ہے پس یہہ کہتا ہے
کہ دیکھو تم قدرت اللہ کی حالانکہ وہ وقوع صاعقہ کا نشانیوں قدرت سے ہے نہ قدرت اور
عجز اوس چیز سے متصور ہوتا ہے کہ جسپر قدرت ہو اسیواسطے زندہ کرنا مردہ کا مقدور بشر سے نہیں ہے
تاکہ کہا جاوے فلانا موتے کے زندہ کرنیسے عاجز ہے انسان جانتا ہے اپنے نفس سے ہونا
قدرت کا اس امر پر اور عدم قدرت عجز نہیں ہوتا جیسا کہ عدم علم جہل نہیں ہوتا کیونکہ دیوار گم کرنے والی
علم کی ہے اور جاہل نہیں ہے کیونکہ اسمیں شرط علم اور جہالت کی مفقود ہے یعنی زندگی شرط ہے
اور عام لوگ عدم قدرت سے تعبیر ساتھ عجز کے کرتے ہیں اور یہہ وہم و خیال ہے کیونکہ عجز
ضرور ہے یہہ کہ نزدیک ہو اوس چیز کے کہ جس سے عجز ہوتا ہے مانند قدرت کی کہ نزدیک ہو اوس
چیز کے کہ جسپر قدرت ہو پس معلوم ہوا اس تقریر سے یہہ امر کہ مراد علما کی اپنے قول سے کہ قرآن
معجزہ ہے یہہ ہے کہ نظم اوسکی اور تالیف اوسکی ایک ہیئت غریب اور طرز عجیب ہے
ہر کہ وہ فعل اللہ کا ہے اور یہہ معجزہ ہے واسطے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اور انکی مراد یہہ نہیں
کہ کلام اللہ تعالی کی جو صفت ہے ذاتی وہ معجزہ ہے فقط تمام مخلوق کو خدائے تعالی نے
عاجز کیا لانے مثل قرآن سے اور یہہ دلیل ہے سچے ہونے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر اور
قرآن کا لفظ قرأت اور مقروء دونوں پر بولا جاتا ہے جیسا کہ گذرا کذا فی الیواقیت والجواہر
اکثر علما کا یہہ مذہب ہے کہ جو خرق عادت واسطے نبی کے ہو جائز ہے یہہ کہ وہ خرق عادت واسطے
ولی کے ہو بطور کرامت کے اور بعض علما نے معجزات کبار سے عدم جواز رکھا ہے بشرط تابعدار ہونے
اوس نبی کے اور متبع ہونے اوسکے مگر یہہ خرق عادت زمانہ اور معارضہ رسول میں ہو تو منع ہے
وقوع اوسکا بطور کرامت کے اوس خاص وقت میں یا وقت زندگی اوس نبی میں اور پیچھے انقضا
زمانہ کے بطور کرامت وہ خرق عادت جائز ہے **ف** لیکن معجزہ قرآن مجید کا ہمیشہ باقی رہنے والا ہے

معجزۂ قرآن خاصۂ انبیا ہے

مانند اور معجزہ کی نہیں جنکا زمانہ گذر چکا پس جائز نہیں واسطے کسی ولی کے اولیا سے یہہ کہ کہے کہ قرآن مجید بطور کرامت کے میرے پر نازل ہوا کیونکہ یہ خلاف ہے پیش گوئی خدا تعالی کے قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا اور معارضہ کرنا ہے ساتھ قرآن کے پس یہہ باطل ہے فِی الْیَوَاقِیْتِ قَالَ الْیَافِعِیُّ الْیَمَنِیُّ وَلَا یَرِدُ عَلٰی قَوْلِهِمْ مَا جَازَ اَنْ یَّكُوْنَ مُعْجِزَةً لِلنَّبِیِّ اِلٰی آخِرِهٖ اَلْقُرْاٰنُ الْعَظِیْمُ لِلُزُوْمِ التَّحَدِّیْ بِهٖ فَلَا یَكُوْنُ وُقُوْعُ مِثْلِهٖ لِاَحَدٍ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ امام یافعی یمنی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نہ وارد ہو کوئی اعتراض علما کے اس قول پر کہ جو خرق عادت واسطے نبی کے جائز ہے واسطے ولی کے بھی جائز ہے کیونکہ اس قانون سے قرآن مستثنی ہے یعنی یہہ جائز نہیں کہ ولی پر بطور کرامت کے قرآن نازل ہو واسطے معارضہ کے ساتھ اسکے قرآن سے پس نہیں جائز وقوع مثل قرآن کا واسطے کسی ایک کے پیچھے رسول خدا صلی اللہ علیہ کے بطور کرامت کے فِیْ رَدِّ الْمُحْتَارِ الْمَعْرُوْفِ بِالشَّامِیْ قَدْ یَرِدُ فِیْ بَعْضِ الْمُعْجِزَاتِ نَصٌّ قَاطِعٌ عَلٰی اَنَّ اَحَدًا لَا یَاْتِیْ بِمِثْلِهٖ اَصْلًا كَالْقُرْاٰنِ۔ ترجمہ شامی میں مذکور ہے کہ تحقیق بعض معجزات میں نص یقینی وارد ہوئی اس بات پر کہ تحقیق ہرگز مثل اس بعض معجزات کی کوئی شخص لاویگا مانند قرآن مجید کے **سوال** ولی پر فرشتہ ساتھ امر اور نہی کے نازل ہوتا ہے یا نہیں **جواب** ولی پر فرشتہ ساتھ امر و نہی کے کہ نازل نہیں ہوتا کذا فی الیواقیت ناقلا عن الفتوحات الملکیۃ وَاَیْضًا قَالَ الشَّیْخُ الْاَكْبَرُ مَنْ قَالَ مِنَ الْاَوْلِیَآءِ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اَمَرَهٗ بِشَیْءٍ فَهُوَ تَلْبِیْسٌ لِاَنَّ الْاَمْرَ مِنْ قِسْمِ الْكَلَامِ وَصِفَتِهٖ وَهٰذَا بَابٌ مَسْدُوْدٌ مِنْ جِهَةِ التَّشْرِیْعِ ترجمہ شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جو شخص اولیا سے یہہ کہے کہ خدا تعالی نے اسکو کسی چیز کے ساتھ امر کیا ہے پس وہ کلام شبہ ہے شیطانی شبہ سے کیونکہ امر قسم کلام اور اسکی صفت سے ہے اور دروازہ بند ہے بسبب نیا کرنے شریعت کے کذا فی الیواقیت اور نیز شیخ اکبر نے کہا کہ دروازہ شرع کا خاتم النبیین پر تمام ہوا تجدید شریعت غیر ممکن ہے فقط باب رسالت کا بند کیا گیا ہے احکام شریعت الہام سے ثابت نہیں ہوسکتے پس بموجب قول و قواعد اہل سنت قول اسکا

جو کہے مجھکو قرآن سے الہام ہوتا ہے یا مجھکو امر ہوا کہ لوگ میرے تابعدار ہوں غلط اور باطل ہے
جیسا کہ اس زمانہ چودھویں میں مرزا غلام احمد باشندہ موضع قادیان سے مشہور کرتے ہیں اور اسکی
تصانیف میں مسائل مخالف عقائد اہل سنت کے بہت ہیں مانند قوم نیچریہ کی بلکہ دعوی الہام
میں اوسنے افترا کیا ہے کسی فرد اہل الہام نے دنیا میں ظاہر نہیں کیا جیسا کہ اسنے کیا۔ قوم نیچر عقل کو
نبوۃ پر ترجیح دیتے ہیں اور یہہ اپنے الہام کو نبوت پر ترقی کرتا ہے اور احادیث متواترہ سے
انکار کرتا ہے خدا تعالی ہر ایک کو راہ مستقیم عطا فرماوے فقط اور عیسی علیہ السلام کی زندگی
سے انکار کرتا ہے اور خود مسیح ہونیکا دعوی کرتا ہے محض مدعی کاذب اور مفتری ہے مخالف
نصوص اور اجماع اہل سنت ہے اور اسکے کذب اور بہتان پر یہہ قصہ عجیبہ اور کرامت حضرت عمر
رضی اللہ عنہ کی دلیل روشن ہے چنانچہ امام شعرانی نے لطائف منن میں بیان کیا ہے اور
شاہ ولی اللہ صاحب نے ازالۃ الخفا میں بیچ مکاشفات عمر رضی اللہ عنہ کے ذکر کیا ہے
عبارت اسکی یہہ ہے وَرُوِیَ اَنَّ عُمَرَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ كَتَبَ اِلٰى سَعْدِ بْنِ اَبِیْ
وَقَّاصٍ وَهُوَ بِالْقَادِسِيَّةِ يَقُوْلُ لَهٗ وَجِّهْ نَضْلَةَ بْنَ مُعَاوِيَةَ الْاَنْصَارِیَّ اِلٰى
حُلْوَانَ الْعِرَاقِ لِيُغِيْرُوْا عَلٰى ضَوَاحِيْهَا فَبَعَثَ سَعْدٌ نَضْلَةَ فِیْ ثَلٰثِ مِائَةِ فَارِسٍ
فَخَرَجُوْا حَتّٰى اَتَوْا حُلْوَانَ الْعِرَاقِ فَاَغَارُوْا عَلٰى ضَوَاحِيْهَا وَاَصَابُوْا غَنِيْمَةً
وَسَبْيًا فَاَقْبَلُوْا يَسُوْقُوْنَهَا حَتّٰى اَرْهَقَهُمُ الْعَصْرُ وَكَادَتِ الشَّمْسُ تَغْرُبُ
فَاَلْجَاَ نَضْلَةُ السَّبْیَ وَالْغَنِيْمَةَ اِلٰى سَفْحِ جَبَلٍ ثُمَّ قَامَ فَاَذَّنَ فَقَالَ اَللهُ اَكْبَرُ
اَللهُ اَكْبَرُ فَاِذَا مُجِيْبٌ مِنَ الْجَبَلِ يُجِيْبُهٗ كَبَّرْتَ كَبِيْرًا يَا نَضْلَةُ ثُمَّ قَالَ اَشْهَدُ
اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ قَالَ كَلِمَةُ الْاِخْلَاصِ يَا نَضْلَةُ ثُمَّ قَالَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا
رَّسُوْلُ اللهِ قَالَ هُوَ الَّذِیْ بَشَّرَنَا بِهٖ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ عَلٰى رَاْسِ اُمَّتِهٖ تَقُوْمُ
السَّاعَةُ فَقَالَ حَیَّ عَلَى الصَّلٰوةِ فَقَالَ طُوْبٰى لِمَنْ مَشٰى اِلَيْهَا وَوَاظَبَ عَلَيْهَا
قَالَ حَیَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ اَفْلَحَ مَنْ اَجَابَ قَالَ اَللهُ اَكْبَرُ اَللهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ
قَالَ اَخْلَصْتَ كَلِمَةَ الْاِخْلَاصِ كُلَّهَا يَا نَضْلَةُ حَرَّمَ اللهُ بِهَا جَسَدَكَ عَلَى النَّارِ

له في لطائف المنن وقد روى ... عن نافع عن ابن عمر ان عمر بن الخطاب كتب الى سعد بن ابي وقاص الخ وايضا فيه قال الامام ... كرامة سعد ... ثم قال ... الاسلام ... اوصى لعيسى ... مريم ... ١٢

فلما فرغ من أذانه قاموا فقالوا من أنت يرحمك الله أملك أنت أم من الجن أو طائف من عباد الله قد أسمعتنا صوتك فأرنا صورتك فإن الوفد وفد رسول الله صلى الله عليه وسلم ووفد عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال فانفلق الجبل عن هامة كالرحى أبيض الرأس واللحية عليه طمران من صوف فقال السلام عليكم ورحمة الله وبركاته فقالوا وعليك السلام ورحمة الله وبركاته من أنت يرحمك الله قال زريب بن برثملا وصي العبد الصالح عيسى بن مريم أسكنني هذا الجبل ودعا لي بطول البقاء إلى حين نزوله من السماء فاقرؤا عمر مني السلام وقولوا يا عمر سدد وقارب فقد دنا الأمر وأخبروه بهذه الخصال التي أخبركم بها يا عمر إذا ظهرت هذه الخصال في أمة محمد صلى الله عليه وسلم فالهرب الهرب إذا استغنى الرجال بالرجال والنساء بالنساء وانتسبوا إلى غير مناسبهم وانتموا إلى غير مواليهم ولم يرحم كبيرهم صغيرهم ولم يوقر صغيرهم كبيرهم وترك المعروف فلم يؤمر به وترك المنكر فلم ينه عنه وتعلم عالمهم العلم ليجلب به الدنانير والدراهم وكان المطر قيظا والولد غيظا وطولوا المنارات وفضضوا المصاحف وزخرفوا المساجد وأظهروا الرشا وشيدوا البناء واتبعوا الهوى وباعوا الدين بالدنيا وقطعت الأرحام وبيع الحكم وأكلوا الربوا وصار الغنى عزا وخرج الرجل من بيته فقام إليه من هو خير منه فسلم عليه وركب النساء السروج ثم غاب عنهم فلم يروه فكتب نضلة بذلك إلى سعد وكتب سعد بذلك إلى عمر فكتب إليه عمر سر أنت ومن معك من المهاجرين والأنصار حتى تنزلوا بهذا الجبل فإن لقيته فاقرأه مني السلام فخرج سعد في أربعة آلاف من المهاجرين والأنصار حتى نزلوا ذلك الجبل ومكث أربعين يوما ينادي بالصلوة فلا يجدون جوابا ولا يسمعون

خطاباً تاجملہ روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے سعد بن ابی وقاص کیطرف خط لکھا اور سعد
قادسیہ میں مقیم تھے خلیفہ نے اسکو فرمایا کہ نضلہ بن معاویہ انصاری کو متوجہ کر طرف کوہ حلوان عراق
کی یعنی ساتھ لشکر کے تاکہ وہ لوٹ کریں نواحی کوہ حلوان پر پس سعد نے نضلہ کو تین سو سوار کے ساتھ
ارسال کیا پس روانہ ہوئے تاکہ کوہ حلوان پر آئے پس وسکی نواح پر تاراج کی اور غنیمت
اور رقیق جو انکو حاصل کیا پس انکو ہانکتے ہوئے متوجہ ہوئے یہانتک کہ عصر کی نماز کے وقت نے
انکو تنگ کیا اور سورج غروب کے نزدیک ہوا پس نضلہ یعنی امیر لشکر نے قیدیوں اور غنیمت کو
کنارہ پہاڑ کیطرف پناہ دی پھر کھڑے ہوکر بانگ شروع کی پس کہا اللہ اکبر اللہ اکبر یعنی
خدا کی شان بہت بزرگی والی ہے عقل اور فکر اور فہم ہر چیز سے یعنی اسکی کیفیت عظمت اور کبریائی
سے عاجز ہے پس ناگہاں ایک جواب دینے والا بانگ کا پہاڑ کیطرف سے بانگ کی اجابت کرتا ہے اور
کہتا ہے کہ اے نضلہ تمنے بڑے بزرگ کی بزرگی بیان کی پھر کہا نضلہ نے اشہد ان لا الہ الا اللہ
مجیب نے جواب دیا کہ یہ کلمہ اخلاص کا ہے یعنی موجب نجات اے نضلہ پھر کہا اوسنے اشہدان محمدا رسول
اللہ کہا مجیب نے یہہ وہ نبی ہے کہ عیسی بن مریم نے ہمکو اوسکی بشارت دی ہے اوسکی امت کے سر پر
قیامت قائم ہوگی پس کہا اوسنے حی علی الصلوۃ پس مجیب نے کہا بہت خوشی ہے اوسکے واسطے جو نماز
کیطرف چلتا ہے اور اوسپر ہمیشگی کرتا ہے کہا اوسنے حی علی الفلاح مجیب نے کہا نجات پائیگا وہ شخص
جسنے اجابت کی موذن نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ مجیب نے کہا اے نضلہ تمنے تمام کلمہ
اخلاص کا بیان کیا اور خلاصی پائی دوزخ سے خدا نے تمہارے جسم کو دوزخ پر حرام کیا پس جب
اذان سے فارغ ہوئے تمام نے کھڑے ہوکر پوچھنا شروع کیا کہ تم کون ہو خدا تمپر رحمت کرے
آیا تم فرشتہ ہو یا جن ہو یا تم پھرنے والے ہو خدا کے بندون سے تحقیق ہمنے تمہاری آواز کو سنا
پس ہمکو اپنی شکل وصورت دکھا کیونکہ یہ گروہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور گروہ عمر بن
خطاب رضی اللہ عنہ کا ہے راوی نے کہا پس پہاڑ مانند چکی کی پھٹ گیا اسکی چوٹی سے آدمی
نکلا سفید سر او ڈاڑھی والا اوسپر پرانا کمبل تھا کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پس جواب
دیا تمام نے وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تم کون ہو اللہ تمکو رحمت کرے کہا کہ میں زریت بن

برثملا وصی بندہ صالح عیسی بن مریم علیہ السلام کا ہون عیسی بن مریم نے مجھکو اس پہاڑ میں ساکن
کیا اور میرے واسطے درازی بقائے عمر کی دعا کی اپنے آسمان سے اوترنے کے وقت تک پس
میری طرف سے عمر رضی اللہ عنہ کو السلام علیکم کہو اور تم اوسکو کہو کہ اے عمر انصاف اور قرب
صواب کو مضبوط کر یعنی میانہ روی کیونکہ امر نزدیک ہوا یعنی قیامت اور ساتھ ان امور کے اُنکو
خبر دو کہ جنکا ہونا کہ میں تمکو خبر دیتا ہون۔ اے عمر جب یہہ امور ظاہر ہو دیں امت محمد صلی اللہ
علیہ وسلم میں پس لازم پکڑو بھاگنے اور بھاگنے کو جب حاجت روا کریں مرد ساتھ مردونکے اور
عورتیں عورتوں سے اور منسوب ہوں طرف غیر نسب اپنی کی اور نسبت کریں طرف غیر موالی
اپنے کی اور بڑے اونکے چھوٹوں پر رحم نہ کریں اور چھوٹے اونکے بڑونکی تعظیم نہ کریں اور امر
معروف کی ترک کریں اور بھی نہی منکر کی ترک کریں اور اونکے عالم درہم اور دنانیر حاصل کرنیکے واسطے
علم سیکھینگے اور بارش سخت گرمی کا موجب ہوگی اور اولاد دشمنی کا موجب ہوگی اور اونچے منارے
بنائینگے اور مصاحف کو چاندی سے ملمع کرینگے اور زر کے ساتھ مساجد کی زینت کرینگے اور
رشوت ظاہر لینگے اور عمارت مضبوط بنائینگے اور نفس کی خواہش کے تابع ہونگے اور دین کو دنیا
کے بدلے بیچینگے اور صلہ رحمی قطع کیجائیگی یعنی رشتہ دارونسے سلوک قطع کیا جاویگا اور حکم انصاف
بیع کیا جاویگا اور سود کھاوینگے اور بہت دولتمندی عزت ہوگی اور ایک اپنے گھر سے نکلیگا
پس اوسکی تعظیم میں قیام کریگا وہ شخص جو اوس سے بہتر ہوگا اور تمام لوگ اوسپر سلام کرینگے یعنی
اوسکے شر کے سبب سے اور عورتیں زین پر سواری کرینگی پھر وصی عیسی بن مریم اونسے پوشیدہ ہوئے
پس لوگوں نے اوسکو نہ دیکھا پس نضلہ نے یہہ واقعہ سعد کیطرف اور سعد نے عمر رضی اللہ عنہ کیطرف لکھا
پس عمر رضی اللہ عنہ نے سعد کیطرف لکھا کہ تم مع گروہ ساتھ مہاجرین اور انصار کے یہان تک کہ تم
سب اوس پہاڑ میں نازل ہو پس اگر تمنے ملاقات کی اوس وصی کی پس تم عمر کی طرف سے
اوسپر سلام پڑہو۔ پس سعد چار ہزار مہاجر اور انصار کے ساتھ روانہ ہوئے تاکہ نازل ہوئے
اوس پہاڑ میں چالیس روز اقامت کی بانگ نماز کی ندا کی پس کوئی جواب نہ پایا اور نہ کوئی
خطاب سنا۔ تمام ہوا ترجمہ ازالۃ الخفا کا۔ واللہ اعلم شرح مواقف میں مذکور ہے کہ اصطلاح میں

معجزہ اوس دلیل کو کہتے ہیں جس سے اظہار صدق مدعی نبوۃ اور رسالت کا مقصود ہو اور اوسکی سات شرطیں ہیں ا ایک یہہ کہ فعل اللہ تعالی کا ہو یا قایم مقام اوسکے دوسری شرط یہہ کہ خارق عادت الٰہی کا ہو تیسری یہہ کہ معارضہ اوسکا محال ہو چوتھی یہہ کہ ظاہر ہو مدعی نبوت کے ہاتھہ سے پانچوین یہہ کہ دعوے کا معجزہ اوسکے دعوی کے موافق ہو چھٹی یہہ کہ اوسکا معجزہ اوسکے دعوی کی تکذیب کرے۔ ساتوین شرط یہہ کہ اوسکا معجزہ اوسکے دعوی کے متقارن ہو متقدم نہ ہو تمام ہوئی کلام بطریق اختصار کے اور تفصیل معجزات اور وجوہ فصاحت و بلاغت کی مع شبہ و اعتراض و جواب کے شرح مواقف میں عمدہ طور سے مذکور ہے اور ابحاث نبوۃ مع اعتراض و جواب کے خوب وجہ سے بیان ہے اور باقی معجزات کتب مطولات میں مذکور ہیں نبراس میں مذکور ہے کہ خوارق عادت سات قسم ہیں معجزہ انبیا علیہم السلام کے واسطے کرامت اولیاے کرام کے لئے معونت واسطے عوام اہل اسلام کے جو نہ فاسق ہوں اور نہ ولی اصطلاحی کا درجہ رکھتے ہوں ارہاص واسطے نبی کے نبوت کے پہلے استدراج واسطے کافر کے اہانت واسطے کافر فاسق کے سحر واسطے نفس شریر او خبیث کے اور بعض علما جادو کو خرق عادت سے نہیں شمار کرتے۔ کرامت واسطے ولی کے برحق ہے ثبوت اوسکا کتاب اور سنت اور اجماع اہل سنت سے ہے منکر کرامت فاسق اور معجزہ کا منکر کافر ہے ولی اصطلاح میں عارف کا نام ہے جو معرفت خداتعالی کی مع صفات کے بقدر امکان علم کے رکھتا ہو طاعات پر دوام کرتا ہو اور گناہوں سے پرہیز کرتا ہو۔ لذات اور شہوات مباح میں غرق نہو۔ کرامت اوسکی ظاہر ہونا خرق عادت کا اتباع نبی سے ہوگا لیکن شرط یہہ ہے کہ متقارن دعوی نبوت کے نہ ہو فقط ف ولی فعیل بمعنی فاعل پے درپے ہونے والی بندگی اوسکی سوائے گناہ کے یا بمعنی مفعول گناہ سے پے درپے محفوظ کیا گیا۔ توفیق نیک کام پر دوام کیا گیا اور یہہ اسم ولایت سے لیا گیا ہے مثل اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وغیرہ لغت میں معنی نزدیک والا ہے یعنی نزدیکی والا درگاہ الٰہی سے بموجب بہت طاعت اور کثرت اخلاص کے اور خدائے تعالی نزدیک ہونے والا اوسکے ساتھہ رحمت اور فضل اور احسان کے۔ اور خرق عادت چار قسم پر ہے ایک کہ جس آدمی سے یہہ ظاہر ہوا ہے اگر مدعی الوہیت کا ہے چنانچہ فرعون اور دجال سے منقول ہے اگرچہ اوس کو

ہمارے اصحاب جواز قرار دیتے ہیں لیکن شکل و صورت اوسکی کذب پر دلالت کرتی ہے
اور یہہ امر موجب اشتباہ حق اور باطل کا نہیں ہوتا اگر مدعی نبوت ہے پس اگر صادق ہے تو
واجب ہے ظہور اوسکا اور اگر کاذب ہے تو ہرگز جائز نہیں ظہور اوسکا کیونکہ تقدیر ظہور پر معارضہ
ہوگا جو منافی معجزہ کے ہے جو نبی سے ہوتا ہے۔ اگر دو رسالت متبع نبی سے خرق عادت ظاہر ہو تو
کرامت ہے۔ اگر خرق عادت نفس خبیثہ و مردود سے ہے تو اوسکا نام استدراج اور مکر
اور امہال اور کید اور اہلاک ہے۔ ولی متقی ظہور کرامت پر بہت خوف کرتا ہے خدا سے بخلاف
نفس خبیثہ کے کہ وہ زیادہ مغرور اور سرکش ہوتا ہے۔ اور کرامت کا معجزہ سے اشتباہ نہیں ہوتا
کیونکہ اعجاز میں دعوی نبوت ہوتا ہے اور کرامت میں نہیں اور نبی معجزہ کا دعوی اور یقین
کرتا ہے بخلاف ولی کے اگر ولایت کا دعوی کرے تو کرامت کا یقین نہیں کرتا احتمال ہے
کہ ہو یا نہ ہو اور نبی محکوم ہے ساتھ اظہار کے اور ولی محکوم ہے ساتھ اخفا کے اور نفی
معارضہ کی معجزہ میں لازم ہے اور کرامت میں نفی معارضہ کی واجب نہیں اور بموجب احسان
اور رحمت الٰہی کے ولی کرامت پر خوش اور راضی ہوتا ہے انعام کے شکریہ میں لطائف منن
میں امام شعرانی نے کہا کہ ولی کو اپنی کرامت پر ایمان لازم ہے جیساکہ نبی کو اپنی نبوت پر
واجب ہوتا ہے لیکن اہل تحقیق کہتے ہیں کہ ولی کو جہالت ولایت مضر نہیں اور نہ کفر ہے اور
اوسپر اپنی ولایت کی معرفت بطور ایمان کے لازم نہیں ممکن ہے کہ اوسکو اپنی ولایت پر علم
ہو یا نہ ہو۔ لیکن علما کا جواز اور عدم جواز میں اختلاف ہے کذا فی الکبیر۔ اور ولایت کا مدار
محبت الٰہی پر ہے یعنی خدا تعالی اوسکو دوست رکھتا ہے اور یہ امر مخفی ہے یا مستحق ثواب ہے
اور یہہ موقوف ہے خاتمہ بالایمان پر اور یہہ دونوں امر کو معلوم نہیں جسکو خدائے تعالی علم
دیوے مشکل نہیں۔ اور ظہور خرق عادت امر ممکن ہے عقل سلیم تسلیم کرتی ہے امر
محال نہیں کہ عقل منکر ہو جبکہ بندہ خدائے تعالی کی رضا اور ارادہ میں محو ہے اور شب و روز
تابعداری میں مستغرق ہے عقل بعید نہیں خیال کرتی یہہ کہ ظاہر کرے خدائے تعالی اور پورا
کرے مقصود اور مراد خاص بندے فرمانبردار کی آیت اَوْفُوْا بِعَهْدِیْ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ

سے صاف ظاہر معلوم ہوتا ہے۔ اگر کرامت ممتنع ہوتی تو دو امر سے خالی نہ ہوتی یا یہہ کہ خدا تعالےٰ اوسکو نہیں کر سکتا۔ اسمیں نقصان قدرت لازم آئیگا اور یہہ محال ہے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ عیب و نقصان سے مقدس ہے یا یہ امر ہے کہ بندہ اسکے لائق نہیں پس یہہ بھی باطل ہے کیونکہ جب وہ توفیق دیا گیا ہے اجتناب گناہی سے اور دوام طاعات سے تو نہیں دور کہ اوسے جنگل میں روٹی اور پانی عطا ہو یا سانپ و شیر اوسکا فرمانبردار رہے جب اوسکو خدا نے بموجب قرب فرائض اور نوافل کے ہر برے کام سے محفوظ رکھا ہے تو مشکل نہیں کہ حیوانات اوسکے مطیع ہوں اور رزق غیر موسم کا اوسے عطا کرے چنانچہ ایذا و رنج رسول کا ایذا خدا کی ہے اور رضا مندی رسول کی خدا تعالیٰ کی رضامندی ہے اسیطرح اولیا کو ایذا دینا خدا تعالیٰ سے جنگ کرنا ہے پس معلوم ہوا کہ اولیا کا نہایت بلند درجہ ہے پس مشکل نہیں کہ اوسے خرق عادات عطا ہوں خصوصاً جب روح مقدس ولی کو نہایت قرب ہو تو عطا ان امور کا مشکل نہیں۔ جیسا کہ ملوک دنیا اپنے خادموں پر مہربان ہوتے ہیں تو اونپر گوناگون عطائیں کرتے ہیں خداوند کریم کی بخشش عام ہے شاعر نے کہا ہے ؎ دوستان را کجا کنی محروم ٭ تو کہ با دشمنان نظر داری ٭ اور کرامت کا ثبوت اور وقوع آیات اور احادیث اور آثار صحابہ سے ثابت اور واقع ہے اور تابعین و تبع تابعین اور اماماں دین سے مروی ہے اور صوفیہ متقدمین اور متاخرین اہل تقویٰ سے کثرت کے ساتھ منقول ہے بلکہ بعضوں سے کرامات بطریق تواتر کے منقول ہیں اور منکر کرامت کا گمراہ ہے اور اہل سنت سے خارج ہے مانند معتزلہ وغیرہ کی بعضے جواز سے منکر ہیں اور بعضے وقوع سے اور بعضے کرامت معین سے انکار کرتے ہیں۔ اور ہم عصر کی ولایت سے ہی انکار کرتے ہیں اور اولیائے گذشتہ کی کرامات کی تصدیق کرتے ہیں۔ حالانکہ ثبوت کرامت پر مشائخ اہل معرفت اور علمائے اصول و فروع اور حدیث اور تفسیر کا اہل سنت سے اتفاق ہوا ہے کما فی الیواقیت وغیرہ اور آیۃ قصہ مریم میں دلیل ہے ثبوت وقوع کرامت کی یعنی قولہ تعالیٰ کُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْهَا زَکَرِیَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ یَا مَرْیَمُ اَنّٰی لَكِ هٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَاءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ۔ ترجمہ جب ذکریا بالاخانہ میں مریم کے پاس جاتے رزق یعنی کھانا مریم کے پاس

موجود پاتے۔ کہتے اے مریم یہہ کھانا تیرے لئے کہاں سے آتا ہے مریم جواب دیتی کہ یہہ خدا کیطرف سے
ہے۔ کیونکہ خدا تعالی جسکو چاہتا ہے بغیر حساب کے روزی دیتا ہے۔ اور تواتر اخبار سے منقول
ہے کہ مریم علیہا السلام کے پاس گرمی کے میوے موسم سرما میں اور سرما کے میوے گرمی کی موسم میں
موجود ہوتے تفصیل اسکی تفسیر کبیر سورہ آل عمران میں مفصل ہے۔ آیۃ دوم سورہ کہف قصہ
اصحاب کہف میں ہے کہ تین سو نو سال زندہ خواب میں باقی رہے اور سالم آفات اور گرمی آفتاب سے
خدائے تعالی نے اونکو محفوظ رکھا۔ اور اب بھی اونکے مزار پر پہونچنا مشکل ہے۔ بعض علمانے کہا ہے
کہ آیت سوم قصہ آنے تخت بلقیس کا پہلے پھرنے پلک چشم صاحب سلیمان سے جو آصف بن برخیا ہے
چنانچہ مشہور ہے دو ماہ کی مسافت سے نیز اس میں مذکور ہے کہ امام یافعی مکی نے کہا کہ شیخ
رکن الدین قرشی ملتانی اور نصیر الدین چراغ دہلوی دونو مسجد حرام کعبہ میں نماز گذارتے تھے اور
مانند اسکی تواریخ مشائخ میں بہت ہے اور کلام کرنا سگ اصحاب کہف کا بھی کرامت ہے اور سورہ
مریم قصہ مریم میں یہ مذکور ہے کہ مریم کے پاس پانی کی نہر جاری ہوئی اور درخت کھجور پر میوہ ہوا یہہ
بھی کرامت ہے یا ارہاص ہے واسطے مسیح علیہ السلام کے کما قال فخر الرازی فی الکبیر اور احادیث صحیحہ
وقوع کرامت میں بہت ہیں۔ تہوڑا سا بیان کیا جاتا ہے صحیحین وغیرہ میں مذکور ہے قصہ اصحاب
غار جو نیچے پہاڑ کے واقع ہوئے تھے اور توسل اعمال صالحہ سے اونکی دعا مستجاب ہوئی اور پہاڑ سے
صحیح وسالم باہر آئے اور صحیح بخاری اور مسلم میں ہے کہ اطفال شیر خوار نے کلام کی مانند طفل شاہد
راہب جریج وغیرہ کی فی الیواقیت صحیحین میں مذکور ہے کہ ایک شخص نے گائے پر بوجہ
ڈالا اور گائے نے کلام کی کہ خدا نے مجہکو اسکے واسطے نہیں پیدا کیا بلکہ کشت کاری کے واسطے پیدا
کیا ہے تفسیر کبیر میں اسکے بعد یوں مذکور ہے کہ لوگوں نے گائے کے بولنے سے تعجب کیا
فرمایا رسول علیہ السلام نے کہ میں اور ابو بکر اور عمر اسکے ساتھ ایمان لائے۔ صحیح مسلم میں بروایت
ابی ہریرہ مذکور ہے۔ ابو ہریرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا علیہ السلام نے
کہ ایک آدمی جنگل میں کھڑا تھا اسنے ایک آواز بادل میں سنی کہ فلانے کے باغ کو پانی پلا سیں گیا بادل
اور جہکا اوسکی زمین کے پاس پس میدان میں پانی ڈالا تمام پانی جمع ہوکر اوسکی زمین کیطرف

ایک چھوٹی سی نہر بنکر جاری تھا ہوا اور وہ آدمی پانی کے پیچھے چلا پس ناگہاں ایک شخص کھڑا ہو کر
پانی کو کسی کے ساتھ اپنی زمین میں پھیرتا ہے اوس آدمی نے جو پانی کے ساتھ آیا زمین والے
کا نام پوچھا پس اوس نے جواب دیا اوس نام سے جو بادل میں سنا تھا پھر زمین والے
نے پوچھا کہ تو نے میرا نام کسواسطے پوچھا جواب دیا کہ مینے بادل میں اس نام کی آواز سنی
تھی کہ کہتا تھا کہ پانی دے تو فلانے کی زمین کو پس تم اسمیں کیا کام کرتے ہو کہا زمین والے
نے جبکہ تمنے یہہ امر بیان کیا پس تحقیق میں جو کچھ زمین سے حاصل کرتا ہوں ایک تہائی اوس
سے صدقہ دیتا ہوں اور ایک تہائی اور اپنے عیال کے خرچ کیواسطے رکھتا ہوں اور ایک
تہائی زمین پر صرف کرتا ہوں بخاری میں مذکور ہے کہ اسید بن حضیر اور عباد بن بشر جب
سخت اندھیری رات میں بعد گذرنے ایک ساعت کے حضرتؐ سے بات کر کے رخصت ہوتے
تو اونکے لاٹھی روشن ہو جاتی روشنی میں چلتے پھر جب ایک اپنے گھر کو جاتا تو ہر ایک اپنے
عصا کی روشنی سے چلتا بخاری اور مسلم میں مذکور ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے مہمان
اپنے ساتھ برتن میں کھانا کھایا وہ طعام قلیل تہا بہت ہوا او بچ رہا اور طرف حضرت کی بہیجا
اور حدیث مشکوۃ میں مذکور ہے کہ سفینہ غلام حضرت کا زمین روم میں لشکر سے گم ہو گیا۔
اور شیر نے اوسکی حفاظت کی اور لشکر میں پہونچایا۔ بخاری میں قصہ خبیب میں مذکور ہے کہ جب
اہل مکہ نے اوسکو لوہے کے ساتھ سخت قید کیا تو اوسکے پاس میوہ انگور موجود تھا غیر موسم میں
اور کرامات خلفائے راشدین وغیرہ صحابہ سے بہت صادر ہوئی ہیں باقی دلایل اور آثار صحابہ در
تفصیل اوسکی کتب حدیث او کتب مطولات عقائد میں مذکور ہے اور عمدہ تفصیل دلایل عقلی اور
نقلی سے مع جوابات اعتراضات منکرین کے تفسیر کبیر سورۃ کہف قصہ اصحاب کہف میں مذکور ہے
ازالۃ الخفا میں مع بیان کرامات خلفائے راشدین ذکر کرامات فاروقؓ اور علی کرم اللہ وجہہ کا
بہت ہے اور یواقیت الجواہر میں بھی عمدہ بیان ہے جو چاہے مطالعہ کرے اور کرامت دو قسم ہے
ظاہری اور معنوی مراد معنوی سے بموجب شرع کے استقامت اور تقوی ہے اس کرامت میں
مکر اور استدراج کو دخل نہیں بخلاف خرق عادت کے کہ اسمیں مکر اور استدراج سے امن بخوبی نہیں

بلا خوف ہے اور یہہ خرق عادات واسطے تقویت ایمان کے ہوتا ہے کذا فی الیواقیت **ف** عجیب غریب سوال یہہ بعد رخصت ہونے نبی اور ولی کے دنیا سے اونسے خرق عادت دنیا میں ہوسکتا ہے یا نہ جواب ممکن ہے ہونا اوسکا اور ہوسکتا ہے اگرچہ کتب مرجحہ عقائد میں ذکر نہیں لیکن دلائل اہل سنت سے جواز پایا جاتا ہے کیونکہ خرق عادت ایک امر ممکن ہے نزدیک عقل کے اور نقل کے طور سے واقع ہے اور خداوند کریم ہر ممکن پر قادر ہے چونکہ روح باقی ہے پس جیسا کہ خرق عادت قبل انتقال کے جایز ہے اسیطرح بعد انتقال کے بہی جایز ہے اور کرامت اور ولایت ختم نہیں ہوتی خدا کی قدرت عام ہے علاوہ یہہ کہ احادیث صحاح سے ثابت ہوتا ہے کہ انبیا زندہ ہیں اور نبی اور شہید اور ولی کی زندگی کو علما زندگی معنوی کہتے ہیں یا یون کہا جاوے کہ بقا ہے روح اور زندگی اوسکی اور قوت اوسکی درجہ بدرجہ ہے اور کتب عقائد میں مذکور ہے کہ کرامت ہر ولی کی معجزہ نبی کا ہوتا ہے شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جذب القلوب میں تحریر کرتے ہیں کہ معجزہ عجیبہ و واقعہ غریبہ اعجاز ظاہر سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہہ ہے کہ حجرہ شریفہ میں ۵۵۷ھ ہجری میں نقب لگائی گئی مورخین بیان کرتے ہیں کہ نور الدین بادشاہ شہید بن محمود زنگی اور جمال الدین وسکا وزیر تہا بادشاہ کو ایک رات خواب میں تین بار سرور کائنات کی زیارت ہوئی اور دو آدمی کے ساتھہ اشارہ کرتے ہیں جو اوس جگہ کھڑے تھے اور فرماتے ہیں کہ جلدی پکڑ اونکو اور مجھکو اونکے شر سے نجات دے وزیر نے کہا اوس کر ساتھہ عقل کے معلوم کر کہ مدینہ مطہرہ میں ایک حادثہ غریب واقعہ ہوا ہے جلدی پہونچ سلطان مذکور اوسی ساعت آخر شب کے بیس آدمی خاص مجلس کے ساتھہ لیکر سوار ہوا اور بہت سا مال اپنے ساتھہ لیا سولہ روز میں شام سے مدینہ مطہرہ میں آیا اون دونو ملعونوں کے حاضر کرنے میں حیلہ انعام و اکرام اور خیرات کا جاری کیا اس وجہ سے شہر کے خاص و عام حاضر ہوئے اور باشندگان شہر نے بہت مال حاصل کیا اور سلطان نے اون دو ملعونوں کو جو خواب میں دیکھا تہا حاضر نہ پایا اہل مدینہ سے دریافت کیا اور پوچہا کہ کوئی اور ہے جو حاضر نہیں ہوا اہل شہر نے کہا کہ کوئی باقی نہیں رہا مگر دو مغربی جو نہایت متقی اور صالح ہیں اور نہایت صاحب سخاوت اور سلوک اور فنا سے مشہور ہیں لوگوں سے الگ رہتے ہیں عبادت میں مشغول رہتے ہیں بادشاہ نے

حکم دیا کہ اونکو حاضر کرو جب حاضر ہوئے پس معلوم کیا کہ وہی ہیں بعینہ شکل اور صورت سے جو خواب
میں سرور کائنات نے دکھائے تھے پوچھا کہ تم کہان رہتے ہو اونہون نے جواب دیا کہ فلانی رباط
میں جو حجرہ شریف کے نزدیک ہے شیخ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ اب وہ مقام رباط طرف غربی
حجرہ کے خراب پڑا ہے اور دیوار مسجد بنی ہوئی تھی اونسے سوراخ چھوڑا ہوا ہے بادشاہ مذکور اونکو
وہان چھوڑ کر اونکے مکان کیطرف بموجب نشان کے متوجہ ہوا اوس مقام دو قرآن اور کچھہ کتابیں
وعظ اور رقت کی طاق میں پائیں اور گوشہ میں مال رکھا ہوا پایا جو واسطے خرچ فقرا مدینہ کے
رکھتے تھے اور ایک بوریا اونکی خواب گاہ میں پڑا تھا بادشاہ نے بوریے کو اوٹھایا اور نیچے اوسکے
ایک سوراخ یعنی سرنگ طرف حجرہ سرور کائنات کی دیکھی جو کھودی ہوئی تھی اور اوسکے ایک کنارہ
ایک کنوان کھودا ہوا تھا جسمیں سرنگ کی مٹی ڈالتے تھے دوسری روایت یہہ ہے کہ دو کھالین
چمڑے کی اوس مقام پائی گئیں جنمیں سرنگ کی مٹی بھر کر رات کے وقت بیجا کر نواحی گورستان بقیع
میں ڈالتے تھے۔ پس بادشاہ نے اونکو سخت تہدید اور عذاب شدید کیا تب اون دونون آدمیون نے
اپنا حال بیان کیا کہ دو مرد نصرانی ہیں نصاریٰ نے اونکو بہت مال دیکر بصورت حاجیان ملک مغرب
ارسال کیا تا کہ حیلہ اور فریب سے حجرہ میں داخل ہو کر جسم مبارک سرور کائنات کو لیجاویں اور بے ادبی
کریں اوس رات جو سوراخ نزدیک قبر سرور کائنات کے پہونچا تھا۔ بارش اور رعد اور برق کی کثرت
ظاہر ہوئی اور بھونچال عظیم آیا اور صبح کو بادشاہ صالح ولی اللہ آپہونچا جب یہہ سنا تب بادشاہ
کو ایک حال لاحق ہوا اور بہت رویا پھر تحقیق شروع کی پس اون مجرمونکو حجرہ کے پاس قتل کیا
اور آخر روز میں جلا دیا پھر بادشاہ نے گرداگرد حجرہ شریفہ کے پانی تک خندق کھودوائی اور قلعی
گلا کر اوس خندق میں ڈالی اور اوسکو پر کیا اور روضہ مبارک بنایا تا کہ موضع شریف کی طرف
پہونچنا مشکل ہو انتہی اور جذب القلوب میں دوسرے مقام پر تحریر کرتے ہیں کہ بادشاہ کے ساتھہ
ایک ہزار آدمی تھا پس ممکن ہے کہ اوسکے بعد اور آدمی آئے ہون گے شیخ محدث دہلوی تحریر کرتے
ہیں کہ اس قصہ کو تمام مورخین مدینہ نے بیان کیا ہے مانند شیخ جمال ابن مطری اور مجد الدین
فیروز آبادی صاحب قاموس وغیرہ نے علماسے تصحیح کیا ہے۔ دوسرا واقعہ جذب القلوب میں لکہتے

جو تاریخ بغداد سے منقول ہے بطور اختصار کے نقل کیا جاتا ہے کہ ایک زندیق نے حاکم مصر سے مکر
مصر میں ایک مقام عالیشان بناکے یہہ تجویز کیا کہ جسم مبارک حضرتؐ اور ابوبکرؓ اور عمرؓ کو نکال کر
مصر کے اوس مقام میں دفن کریں تاکہ بہت فائدہ ہو اور ایک آدم ابو الفتح نامی منتظم ہو کر گیا اور
اہل مدینہ نے اس فاسد ارادہ کو پہلے ہی معلوم کر لیا تھا اوسکے قتل کا ارادہ کیا لیکن بموجب نظام
کے باز رہے اور اُس شخص کو ایک خوف پیدا ہوا اچانک ایک اندہیری آئی کہ اسکے سر پر سے
گرد زمین کا درہم وبرہم ہوا۔ پالان اور زین اونٹوں اور گھوڑوں کے مثل گیند کی اُڑ گئے پہرتے
تھے پس وس شخص نے عبرت حاصل کی اور واپس گیا اور صدق نیت سے حاکم کو بند کیا۔ اور بھی عجیب
قصہ جذب القلوب میں مذکور ہے بطور اختصار کے بیان کیا جاتا ہے اور اس قصہ کو محب طبری کتاب ریاض
میں لایا ہے کہ ایک گروہ ملحد قوم رافضیہ سے جو شہر حلب میں رہتے تھے امیر مدینہ کے پاس آنے اور
مال بہت لائے اور عجائب تحفے پیش کئے اس غرض سے کہ وہ ابوبکر اور عمرؓ کو حجرہ شریفہ سے نکالکر
اپہا دیں اور بے ادبی کریں امیر مدینہ نے بموجب بد دلی اور محبت دنیا کے اونکی یہہ بات قبول کی
اور اس فعل بد کے کرنیکا حکم دیا اور دربان حرم کو کہا کہ جب یہہ لوگ حرم میں آدیں تب تم دروازہ کہولنا
یہہ اوس جگہ جو کام کریں انکو منع نہ کرنا۔ دربان کہتا ہے جب نماز عشا کی ادا کی اور دروازے بند
کئے تو چالیس آدمی بہیلے اور کسیان لیکر حاضر ہوئے باب سلام پر اور دروازہ کھٹکایا دربان نے
امیر کے حکم کے بموجب دروازہ کہولدیا اور ایک کنارے میں بیٹھکے رونا شروع کیا تاکہ اچانک ایک
قیامت قائم ہوئی ابھی منبر شریف تک نہ پہونچے تھے کہ سب کے سب مع آلات واسباب کے ستون
عثمان کے نزدیک زمین میں غرق ہوئے امیر بہت منتظر رہا کہ تاخیر کا کیا سبب ہے اور مجھکو بلا کے
دریافت کیا کہ کیا حال ہے اس قوم کا میں نے جو کچھ دیکھا تھا تمام امیر سے بیان کیا کہ ایسا ایسا
واقعہ ہوا ہے۔ امیر نے کہا کہ تو دیوانہ ہے۔ انجام دیکھ کہ تو کیا کہتا ہے میں نے کہا کہ امیر خود تشریف
لیچلیں اور دیکھیں کہ ابھی نشان خسف کا باقی ہے اور کچھ لباس اونکا موجود ہے طبری نے یہہ
حکایت ثقہ سے نقل کی ہے جو ساتھ دینداری اور راستی کے مشہور تھے تاریخ سمہودی نے بھی
ذکر کیا ہے انتہی ان واقعات مذکورہ سے ظاہر ہوا کہ معجزہ اور کرامت بعد انتقال کے بھی

(حاشیہ) ... ...

واقع ہوتی ہے اور مانند ان واقعات کے کتب تصوف اور سیر میں بہت ہے واللہ اعلم بالصواب
شیخ عبدالحق ترجمہ شرح مشکوٰۃ میں بیچ مناقب امام بخاری کے بیان کرتے ہیں کہ بعد مدفون ہونے
امام بخاری کے ایک مدت تک اونکی قبر سے خوشبو آتی رہی ابوداؤد میں بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے
روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب نجاشی بادشاہ حبشہ فوت ہوئے تھے ہم آپسمیں باتیں کرتے اور کہا کرتے
تھے کہ تحقیق اوسکی قبر پر ہمیشہ نور دیکھا جاتا ہے۔ دارمی میں مذکور ہے کہ مدینہ میں سخت قحط ہوا
بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حجرہ مبارک میں آسمان کیطرف ایک سوراخ کریں تاکہ درمیان
قبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آسمان کے سقف نہو پس لوگوں نے ایسا ہی کیا پس بارش ہوئی
اور ارزانی بہت ہوئی اسمیں معجزہ اور کرامت واقع ہوئی ہے۔ تفسیر کبیر سورہ کہف میں مذکور ہے
کہ کرامت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے یہ ہے کہ جب ونکا جنازہ طرف قبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اوٹھایا
گیا اور آواز دیا گیا کہ السلام علیک یا رسول اللہ یہ ابوبکر دروازہ میں ہے پس اچانک دروازہ
کھلگیا اور قبر سے ہاتف نے آواز دی کہ تم حبیب کو حبیب کے پاس داخل کرو انتہی ازالۃ الخفا میں مذکور
ہے کہ سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ زید بن خارجہ زمانہ عثمان رضی اللہ عنہ میں فوت ہوئے پھر کفن
دیا گیا اوسکے سینے سے آواز ظاہر ہوئی اور اوسنے کلام کی کہ احمد احمد ہے کتاب اول میں۔ ابوبکر
صدیق صادق ہے ضعیف ہے ذات میں قوی ہے امر خدا میں بیچ کتاب اول کے۔ صادق اور
صادق ہے عمر بن خطاب قوی امین ہے کتاب اول میں صادق اور صادق عثمان بن عفان ہے
اور طریق اونکے کے۔ چار سال گذرے اور دو سال باقی رہے آویگا فتنہ اور فساد۔ قوی ضعیف
کو کھاویگا اور قیامت قایم ہوگی الخ باقی آثار صحابہ رضی اللہ عنہم بہت ہیں بخوف طول کلام کے نہیں لکھے جو چاہے
تفسیر کبیر اور ازالۃ الخفا اور بزاز میں مطالعہ کرے فقط واللہ اعلم بالصواب۔ ریاضت مشکلہ کے
دوام سے خرق عادت ہوسکتا ہے اگرچہ کافر ہو اور اس خرق عادت میں عوام مسلمین کی گمراہی کا سبب ہے
اور بد اعتقادی شریعت سے ہوگی پس واجب ہے مومن پر کہ بچے اس آفت سے۔ ورنہ اسکا استدراج
ہے جو درجہ بدرجہ دوزخ کی آگ میں پہونچے گا۔ مظاہر حق میں مذکور ہے کہ سخاوی نے کہا کہ جب
فارغ ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ لکھنے مصحف سے تو وہ صحیفے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو پھیر دئے

ف ۱ ۔ مذکرامات ۔۔۔ فاروق اور ۔۔۔ علی اور خالد بن ولید اور علا حضرمی اور ابودرداء اور سلمان فارسی وغیرہ رضی اللہ عنہم کی ۱۲

درسوائے اونکے اور اپنے مصحف کے اور مصحف جلادئے۔ پس دیکھئے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا
کے پاس رہے جب مروان مدینہ کا حاکم ہوا تو منگوایا اون صحیفونکو جلانیکے لئے اونہونے نہ دئے
جب حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو مروان نے اونکے بھائی عبداللہ بن عمر سے منگواکر
جلادئے بخوف اسکے کہ اگر ظاہر ہونگے تو لوگ پھر اختلاف کرینگے۔ اور اختلاف ہے بیچ گنتی ان
مصحفونکے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ہر طرف بھیجے کہ کتنے تھے مشہور ہے کہ پانچ تھے اور ابو
داؤد نے کہا کہ سنا میں نے ابوحاتم سجستانی سے کہ سات مصحف تھے ایک مکہ کو بھیجا ایک شام کو اور
ایک یمن اور ایک بحرین اور ایک بصرہ اور ایک کوفے کو اور ایک مدینہ میں رکھا اور اختلاف کیا ہے
علمانے مصحف کے پرانے ورقون میں کہ جب اوسمیں نفع باقی نہ رہے تو آیا اوسے دہو ڈالنا اولی ہے
یا جلادینا بعضون نے کہا ہے کہ جلادینا بہتر ہے اسلئے کہ دفع کیجاتی ہیں تمام صورتیں ذلت کی بخلاف
دہونے کے کہ روندا جاتا ہے دہوون اوسکا اور بعضون نے کہا کہ دہونا بہتر ہے اور ڈالا جاوے
غسالہ اوسکا پاک جگہ میں بلکہ لائق ہے کہ اوسکا پانی پی جاوے اسلئے کہ وہ دوا ہے ہر بیماری کی
اور شفا ہے امراض سینہ کے لئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جلایا بنا بر مصلحت کے کہ اختلاف
باقی نہ رہے اور طعن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر جب وارد ہو کہ کہین شرع میں آیا ہو کہ جلادینا بے ادبی
ہے۔ جبکہ شرع میں یہہ آیا نہو اور اونہون یہہ فعل مصلحت کے واسطے کیا ہو تو اپنی عادت کے موافق اونپر
طعن کرنا بیجا ہے **تنبیہ** علمانے لکھا ہے کہ قرآن مجید کا جمع ہونا تین بار واقع ہوا۔ ایک بار
روبروئے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ لیکن ایک مصحف میں مرتب نہ تہا دوسری بار حضرت ابوبکر رض
کے روبرو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ کہا بزرگ ترین لوگونکے مقدمہ مصحف میں ازروے
مثوبکے ابوبکر ہیں رحمت کرے اللہ تعالی ابوبکر رض پر اول جمع کرنے والے کتاب خدا عزوجل کے ہیں
ایک مصحف میں ترتیب وار اور تیسری بار حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے وقت میں جمع ہوا اور
جمع کیا کہ صحابیوں کو پہر لکہا مصحفوں میں ساتھ لغت قریش کے جیسا کہ بخاری اور ترمذی میں ہے
یعنی اکثر لغت قریش سے جیسا کہ اتقان میں ہے اور جوانب اور اطراف میں بہیجے یہہ بات ۲۵ سنہ ہجری
میں ہوئی پس فرق درمیان جمع ابوبکر رض اور جمع عثمان رض کے یہہ ہے کہ ابوبکر رض نے جمع کیا تہا اس

ڈر سے کہ مبادا قرآن میں سے کچھ جاتا رہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسواسطے جمع کیا کہ
اختلاف نہ واقع ہو پس حضرت عثمان رضی اللہ حقیقت میں قرآن کے جمع کرنے والے نہیں بلکہ جمع
کرنے والے لوگوں کو لغت قریش پر ع ح ۱۲ - اور زیادہ توضیح حدیث ہشام میں آویگی انشاء اللہ تعالیٰ
ابواب فتن ترجمہ جامع ترمذی میں مذکور ہے کہ قیامت کی جملہ نشانیوں میں سے یہہ ہے کہ نہ جاوینگے لوگ
جب تک کہ نہ کہیں کہ قرآن مخلوق ہے حالانکہ قرآن نہ مخلوق ہے نہ خالق ولیکن کلام خدا ہے کہ
اوسی سے ظاہر ہوا اور اوسیکی طرف عود کریگا رواہ اللالکائی والاصبہانی عن علی کرم اللہ وجہہ اور
یہہ امام احمد بن حنبل کے وقت میں واقع ہوا اور اس امر پر فتنہ عظیم برپا ہوا اور بہت لوگ مقتول
اور محبوس اور مسجون ہوئے انتہی - احادیث فضائل قرآن کتب صحاح ستہ وغیرہ میں بہت ہیں
ثبوت قرآن پر دلائل روشن ہیں اور اجماع خیر امت کا تواتر سے منقول ہے ثبوت نبوت خاتم النبیین
اور ثبوت قرآن مجید پر کسی وجہ سے شک وشبہ نہیں مانند طلوع شمس کی حدیث میں بروایت ترمذی
اور دارمی وارد ہے فَضْلُ كَلَامِ اللّٰهِ عَلٰى سَائِرِ الْكَلَامِ كَفَضْلِ اللّٰهِ عَلٰى خَلْقِهٖ
یعنی خدا کی کلام کی بزرگی تمام کلام پر ایسی ہے جیسے کہ بزرگی خدا تعالیٰ کی تمام مخلوق پر ہے امام
بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب توحید میں ثبوت کلام باری پر بہت عمدہ بیان کیا ہے ابی ہریرہ رضی اللہ
عنہ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خدا تعالیٰ نے سورۃ طٰہٰ اور یٰسٓ
کو آسمان اور زمین کی پیدایش کے ایک ہزار سال پہلے پڑھا - جب فرشتوں نے قرآن کو سنا تو کہا کہ
بہت خوشی ہے اس امت کے واسطے جسپر یہہ قرآن نازل ہوگا اور بہت خوشی ہے اون شکموں کے واسطے
جو اسکو اٹھاوینگے اور بہت خوشی ہے زبانوں کے واسطے جو اسکے ساتھ تلاوت اور تکلم کرینگی روایت
کیا اسکو دارمی نے **ف** یہ حدیث اور دلائل گذشتہ صاف اور ظاہر دلیل ہیں اس بات پر کہ قرآن مجید
کلام آلہی اور الفاظ خداوندی ہیں فقط بخاری اور مسلم میں انس رضی سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چار انصار نے صحابہ سے قرآن کو جمع کیا یعنی یاد کیا حضرت سے بلا واسطہ
کما فی القرطبی ابی بن کعب اور معاذ بن جبل اور زید بن ثابت اور ابو زید عم انس اور ابن عطیہ نے کہا کہ
یہ خیال نہ کیا جاوے کہ سوائے چار کے اور حافظ نہ تھے بلکہ تواتر سے ثابت ہے کہ حضرت عثمان اور حضرت

علی و تمیم داری اور عبادہ بن صامت اور عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم تمام جمع کیا اور یاد کیا
اور اکثر صحابہ ایک دوسرے سے قرآن کو یاد کیا کرتے تھے اور چاروں خلفاء نے حضرت کے
زمانے میں قرآن کو یاد کیا تھا کذا فی القرطبی - حدیث میں وارد ہے کہ قرآن کو چار سے پکڑو
عبد اللہ بن مسعود اور سالم اور معاذ اور ابی بن کعب - کرمانی نے کہا کہ یہہ مراد ہے کہ بعد حضرت کے
یہ باقی رہینگے - اتقان میں مذکور ہے کہ خبر صحیح میں آیا ہے کہ جنگ بیر معونہ میں ستر صحابی حافظ
قرآن شہید ہوئے الغرض صحابہ رضہ میں سے اکثر حافظ قرآن تھے شمار اونکا مشکل ہے واسطے متفرق
ہونے اونکے کے شہروں میں اور تخصیص چار کی واسطے زیادہ تعلق اور شہرت کے تھی اور ستر قاری شہید
ہوئے لڑائی یمامہ میں جیسا کہ ستر شہید ہوئے جنگ بیر معونہ میں حضرت کے زمانہ میں حاصل کلام یہ ہے
کہ قاری قرآن صحابہ میں سے بہت تھے کذا فی الاتقان اور تخصیص بعض کی واسطے مشہور ہونیکے تھی فقط اور تمام
معجزات انبیا علیہم السلام کے حواس سے محسوس تھے اور معجزہ باقیہ خاتم النبیین کا قرآن عقل سے مشہود
ہوتا ہے اور معجزہ باقیہ کی تفصیل تفسیر اتقان میں مع وجوہات اعجاز اور فصاحت و بلاغت کے خوب
بیان ہے فقط جو چیز قرآن سے تواتر کے ساتھہ منقول ہے پس وہ قرآن سے ہے جو تواتر سے
منقول نہیں پس قرآن سے شمار نہیں مانند قرأت شاذہ کی جو دس قرأت کے سوا ہیں پس وہ امر جو کہ مروی
ہے کہ عبد اللہ بن مسعود سورہ فاتحہ اور معوذتین سے انکار کرتے تھے پس بر غلط ہے اور باطل اور یہہ
انکار اونسے صحت کو نہیں پہنچا کیونکہ اونکے قرآن ہونے پر اتفاق کیا اور تواتر سے منقول ہے کہ فاتحہ
اور معوذتین قرآن سے ہے اور بسم اللہ آیت قرآن سے ہے - تواتر سے منقول ہے اور امام
نووی نے شرح مہذب میں کہا کہ صحابہ نے اتفاق کیا کہ فاتحہ اور معوذتین قرآن سے ہے جو منکر ہو پس
وہ کافر ہے اور عبد اللہ بن مسعود سے نقل باطل اور غیر صحیح ہے اور ابن حزم نے کہا کہ عبد اللہ بن
مسعود پر بہتان اور کذب ہے کذا فی الاتقان و تفسیر کبیر اور یہہ بھی ممکن ہے کہ متواتر ہونا اونکو ثابت
نہو اور خطاء اجتہاد سے کہتا ہو بلکہ بعض نے کہا کہ وہ پہلے ختم کرنے قرآن کے فوت ہوئے اور اونکو نہ
لکھ دیا واسطے مختصر ہونے سور تونکے اور نہ وجہ انکار سے یہہ مضمون قرطبی اور اتقان میں مفہوم ہوتا ہے
فقط واللہ اعلم بالصواب - علاوہ یہہ کہ خبر واحد خبر متواتر سے معارض نہیں یعنی سور مذکورہ تواتر سے منقول ہیں

کہ قرآن سے ہیں اور انکا تواتر کو نہیں پہنچا۔

المقدمۃ السابعۃ

ایمان کے پیچھے بزرگ اور جامع عبادات نماز فرضی پنجوقتی ہے پانچ بنائے اسلام کا ثبوت بدیہات سے ہے۔ ایمان اور نماز اور زکوۃ کی شرع میں بہت تاکید وارد ہے۔ اسیطرح صوم اور حج اور کسب حلال اور بچنے کی شہوات اور کبایر سے۔ درمختار میں مذکور ہے کہ تکرار نماز اور زکوۃ کا بیاسی مقام میں تاکید ہے شامی میں مذکور ہے کہ صواب یہہ ہے کہ تیس موضع میں اوسکا بیان اور تاکید ہے۔ منکر پانچ بنائے اسلام اور ضروریات دین کا اسلام سے خارج ہے خاصکر نماز۔ جو تارک نماز پر جو غفلت سے بغیر عذر کے ترک کرے موجب نصوص صحیحہ کے آیت اور حدیث میں اطلاق شرک اور کفر کا آیا ہے اور صحابہ کرام ترک نماز بلا عذر کو کفر جانتے تھے لہذا بعضے امام مانند امام احمد وغیرہ کی حکم کفر کرتے ہیں اور شافعی قتل کا حکم کرتے ہیں نہ حکم کفر اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ قید کا حکم کرتے ہیں توبہ کرنے تک اور اہل تحقیق کے نزدیک گناہ کبیرہ ہے۔ تارک نماز یعنی بے نماز دوزخ میں جایگا لیکن موجب ایمان کے بہشت میں داخل ہوگا دوزخ میں بقدر گناہ کے رہیگا خداتعالی کی معافی اور توبہ خالص سے موجب وعدے کے دوزخ سے محفوظ ہوگا نبراس میں مذکور ہے کہ ایمان جو عبارت ہے تصدیق قلب اور اقرار زبان سے یا مجرد تصدیق سے موجب نجات کا عذاب ابدی سے ہے اور اوسکے مقابل کفر ہے وہ کفر حقیقی موجب عذاب ابدی کا ہے یہہ اصطلاح اہل کلام کی ہے اور نزدیک اہل حدیث کے ایمان ناقص ہے کامل نہیں یعنی روشنی ایمان اور ثمرہ اوسکے سے خالی ہے اور ایمان کامل عبارت ہے مجموع تصدیق اور عمل سے جو موجب نجات کا ہے عذاب سے مقابل اسکے عصیان اور فسق ہے بخلاف دل کے جو مقابل کفر کے ہے اور یہہ اصطلاح اہل حدیث کی ہے فرق درمیان اہل حدیث اور اہل اعتزال اور خوارج کے یہ ہے کہ عمل نزدیک خارجی اور معتزلہ کے جزد حقیقی ہے کہ جسکے انتفا سے نفی کل ہوتی ہے اور نزدیک اہل حدیث کے جزد عرفی ہے جسکی نفی سے نفی کل لازم نہیں آتی ہے مانند انسان کی جو نہونا ناخن اور انگلی اور بیر اور ہاتھ اوسکا اور مانند درخت کی کہ نہو ورق یعنی پتا اور شاخ اوسکی کیونکہ نہونے ان اشیاء سے نہونا درخت اور انسان کا لازم نہیں آتا۔ اور نصوص بموجب نصوص دیگر کے موّل ہیں۔

اس مقدمہ میں صاف بیان کیا جایگا کہ بے نماز درست نہیں ہوتی ۱۲

یعنی محمول تہدید اور استحلال پر ہیں واسطے مطابقت کے درمیان دلائل کے وَهٰكَذَا فِي شَرْحِ
المُسْلِمِ وَالنَّيِّرِ اسی لفظ سے یہ مقام مزلت اقدام ہے پس صاف ظاہر ہوا کہ مراد کفر تارک نماز سے
کفر حقیقی نہیں اور اسپر قیاس اور گناہ کا ہے اور نماز فرض عین ہے ہر مسلم عاقل بالغ پر ثبوت فرضیت
نماز کا الکتاب اللہ اور حدیث اور اجماع سے ہے معراج کی رات پہلے ہجرت اور پیچھے بعثت کے ستائیسویں
رمضان المبارک کی نماز پنجوقتی فرض ہوئی بعضے کہتے ہیں پہلے ہجرت کے ڈیڑھ سال اور اکثر کہتے
ہیں کہ ایک سال اور بعضے کہتے ہیں پانچ سال یہہ مہینے میں اختلاف ہے بعضے ربیع اول کہتے ہیں اور بعضے
رجب اور حافظ عبدالغنی مقدسی نے جزم اور یقین کیا کہ ستائیسویں ۲۷ تاریخ رجب کی تھی اور اسپر عمل ہے
شہر یکا اور منکر فرضیت نماز کا کافر ہوتا ہے کیونکہ ثبوت اسکا دلیل قطعی سے ہے اور تارک نماز کا جان
بوجھ کر بسبب سستی کے قید کیا جاوے اور خون جاری کیا جاوے ضرب شدید سے اور جو شخص نماز
جماعت سے پڑھے اوسپر اسلام کا حکم کیا جاتا ہے اور نیابت نماز میں جاری نہیں ہوتی جیسا کہ حج
بدنفسی سے نیابت ہوتی ہے اور روزے میں مال سے ہوتی ہے کیونکہ نماز عبادت بدنی محض ہے کذا فی
الدر المختار والشامی مختصراً شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے حجۃ اللہ البالغہ میں بیان کیا ہے خلاصہ
مضمون اوسکا یہہ ہے کہ نماز رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ساتھ طریقہ تواتر کے منقول ہے
اور امت نے اسکو بطور وراثت کے پایا ہے وہ یہہ ہے کہ وقت نماز میں ساتھ شرائط اور ارکان کے
جسکی تفصیل یہہ ہے طہارت جسم مکان کپڑے کی ستر عورت استقبال قبلہ نیت خاص توجہ قلب سے
قیام تکبیر اولی قرات سورۂ فاتحہ اور ضم سورہ سے پہلی اور دوسری رکعت میں رکوع مسنون اور قومہ
اور سجود اور جلسہ اور اسیطرح آخر نماز تک پھر قعود آخیر دوگانہ نماز ہو یا چہارگانہ اور پڑھنا تحیات اور
درود اور دعا اور سلام سے باہر آنا ساتھ نیت فرشتوں اور مومنوں کے دونوں طرف سے یا فقط طرف
سے اگر اکیلا ہو یہہ نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جو بغیر عذر کے عمداً کسی چیز کو فرض نفل سے
ترک نہیں کیا یہہ نماز صحابہ کبار اور تابعین و تبع تابعین اور اماماں مجتہدین کی ہے خدا اونپر
راضی ہو اور رحمت کرے اور اہل اسلام کو یہہ وراثت زمانہ بزمانہ پہنچتی آئی ہے ضروریات دین سے
ہے علم فقہ میں اسکی خوب تفصیل ہے ہدایات اسلام میں تلاوت اور تعظیم قرآن واجب ہے نہایت تعظیم قرآن

کی ہے جسکو وہ جزو۔ اُس چیز میں قرار دیا گیا جو اسلام میں نہایت بڑا رکن ہے اور افضل ہر عبادتونکا اور دین کی نشانیوں سے مشہور تر ہے۔ تلاوت قرآن سے نماز کا کمال ہوتا ہے ایک سورۃ ہو یا بعض سورۃ کا بمقدار تین آیت یا ایک آیت دراز کے ادنی درجہ۔ معارضہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا کفار سے تاہم اسکے واقع ہوا ہے۔ حدیث میں وارد ہے کہ نماز میں تسبیح اور پڑھنا قرآن کا ہے۔ اس نماز میں کوئی شے کلام لوگون سے صلاحیت نہیں رکھتی ف نماز میں قول و فعل تعظیم سے ہونا ضرور ہے جسمیں حضور قلب و عاجزی ہو۔ اور نماز اخلاص اور عظمت الٰہی سے ہو ساتھ نہایت تعظیم کے۔ واسطے عامہ نفعمند ہے اور واسطے خاص کے ایک تریاق ہے تاثیر والا اور معراج مومن کا ہے اور سبب تجلی کا حقیقی میں اور سبب محبت اور رحمت کا ہے اور یاد کرنا حکایت خدا کا ہے جو دوزخیون سے خدائے تعالیٰ نے نقل کی ہے۔ کہینگے دوزخی ہم نمازیوں میں سے نہ تھے اور دین کے امور میں ٹھٹھا کرتے تھے اور تکذیب اور خوض کرتے تھے مسکینوں کو کھانا نہ دیتے تھے۔ جب نماز بندونسے صادر ہوتی ہے تو خدا کی رحمت میں داخل ہوتے ہیں اور گناہ اونکے دور ہوتے ہیں اور نہایت شے نفعمند ہے خصوصًا جبکہ صدور اوسکا ساتھ نیت اور حضور قلب ہو اور اگر بطور رسم کے نمازی نے نماز کو ادا کیا تو بھی نفع اوسکا ظاہر ہے۔ شعار اسلام ہے جسکے ساتھ کافر سے ممتاز ہوتا ہے کیونکہ فرق درمیان کفر اور اسلام کے نماز ہے انتہی۔ مع توضیح۔ اور ترجمہ قرآن سے خواہ کسی زبان میں ہو نماز روا نہیں ہوتی اور حضور قلب نماز میں مستحب ہے اگرچہ اولیائے کرام نے اوسکو فرض کہا ہے مگر شریعت میں فرضیت اوسکی دلائل سے ثابت نہیں ہوتی۔ اور ناجایز ہونا نماز کا ترجمہ قرآن سے کتاب اللہ اور حدیث اور اجماع صحابہ اور تابعین و تبع تابعین اور مجتہدین سے ثابت ہے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ قایم کرو تم نماز کو اسکی تشریح رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائی اور آپ نے فرمایا صَلُّوْا کَمَا رَاَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ یعنی تم نماز پڑھو جیسا کہ تم مجکو نماز پڑھتے دیکھتے ہو قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ یعنی تم قرأت کرو اُس چیز کی جو آسان ہو قرآن سے۔ خدا تعالیٰ نے حکم فرضیت قرأت قرآن کا کیا بطریق آسانی سے اور اجماع سے ثابت ہے کہ فرضیت قرأت قرآن کی نماز کے خارج نہیں پس ثابت ہوا کہ قرأت قرآن کی نماز میں فرض ہے اور اسی پر دلالت کرتا ہے قول اللہ تعالیٰ کا وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا یعنی تم قرأت قرآن کو ترتیل سے

پڑہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ترتیل یہہ ہے کہ رعایت وقفونکی اور ادا کرنا
حروف کا مخرج سے یعنی صحت حروف سے ہو اور یہہ فرض ہے نماز میں بغیر اسکے نماز ٹوٹ جاتی ہے
خدایتعالی نے ساتھہ فرض ہونے قرأت قرآن کے امر کیا ہے اور منکر فرضیت کا اسلام سے خارج
ہوتا ہے اور تارک امر کا عاصی اور دوزخی ہوتا ہے۔ اور نماز نہونے فرضیت و شرطیت باطل ہوتی ہے
جیسا کہ نماز بغیر وضو یا تیمم کے روا نہیں ہوتی اور سوائے رکوع اور قیام اور سجود اور قرأت وغیرہ فرائض
کے نماز جایز نہیں ہوتی۔ اور حدیث میں وارد ہے کہ نماز بغیر سورہ فاتحہ کے نہیں ہوتی امام اعظم رحمۃ اللہ
علیہ فرماتے ہیں کہ اگر امام یا اکیلا نماز پڑہے اور سورہ فاتحہ کو نہ پڑہے تو نماز ناقص ہوتی ہے اور امام
شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سورہ فاتحہ پڑہنی فرض ہے ہر نماز میں ہر نمازی پر تفسیر قرطبی میں کہا
ہے کہ ابوداود میں ابو سعید خدری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو حکم
کیا کہ سورہ فاتحہ کتاب کو پڑہیں اور اس چیز کو جو قرآن سے آسان ہو یہہ حدیث دلیل ہے اس بات کی
کہ قرأت قرآن کی سورہ فاتحہ پر زیادہ ہو اور یہہ حدیث تفسیر ہے فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ کی
جو آیت ہے اَيْضًا فِي الْقُرْطُبِي اَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى اَنْ لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِقِرَاءَةٍ یعنی علما کا
اجماع اس بات پر ہے کہ تحقیق سوائے قرأت کے نماز نہیں ہوتی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام عمر
ہمیشہ نماز میں قرآن منزل ساتھہ لفظ عربی کے پڑہا اور خدا نے ہمکو یعنی اہل اسلام پر تابعداری رسول علیہ السلام
کی فرض کی ہے پس جو شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق پر نہ چلیگا وہ مسلمان نہیں اور
ظاہر ہے کہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین وغیرہ سے نماز پڑہنا غیر بولی عربی میں منقول نہیں حالانکہ
سخت ضرورت تھی کیونکہ بعض صحابہ رومی اور بعض فارسی اور بعض حبشی وغیرہ تھے اگر یہہ امر ضروری یا مباح
بھی ہوتا تو ضرور حضرت پر خدا کیطرف سے حکم صادر ہوتا اور اسکی نقل مشہور یا متواتر ہوتی چونکہ اسکی
منقول نہیں بلکہ اونسے نماز کا پڑہنا لغت عربی میں تواتر سے ثابت ہے پس معلوم ہوا کہ یہہ قول ہر کا
کہ ترجمہ سے نماز جایز ہوتی ہے باطل ہے اور بدعت سیئہ حرام ہے خلاف قرآن اور حدیث اور
اجماع کے ہے۔ پہلے مذکور ہوا شرح فقہ اکبر اور عقیدہ طحاوی اور بزازیہ وغیرہ میں کہ رجوع کرا امام اعظم
رحمۃ اللہ علیہ نے رجوع کیا اس قول سے کہ قرأت فارسی میں جایز ہے تمام اماموں کا اتفاق ہوا اس بات پر

کہ قرأت نماز میں سوائے عربی کے جائز نہیں جیسا کہ تفصیل اسکی اب بیان کیجائیگی انشاء اللہ تعالیٰ
فِي الاتقان مسئلة لا تجوز قراءة القرآن بالعجمية مطلقًا سواء أحسن
العربية أم لا في الصلوة أم خارجها وعن أبي حنيفة رح أنه يجوز مطلقًا
وعن أبي يوسف ومحمد رح لمن لا يحسن العربية لكن في شرح البزدوي
أن أبا حنيفة رجع عن ذلك ووجه المنع أنه يذهب إعجازه المقصود
منه وعن القفال من أصحابنا أن القراءة بالفارسية لا يتصور قيل له فإذا
لا يقدر أحد أن يفسر القرآن قال وليس كذلك لأن هناك يجوز
أن يأتي ببعض مراد الله ويعجز عن البعض أما إذا أراد أن يقرأه بالفارسية
فلا يمكن أن يأتي بجميع مراد الله تعالى لأن الترجمة إبدال لفظة بلفظة
تقوم مقامها وذلك غير ممكن بخلاف التفسير ترجمہ اتقان میں مسئلہ مذکور ہے
کہ قرأت قرآن عجمی لغت میں جائز نہیں برابر ہے کہ عربی خوب جانتا ہو یا نہ نماز ہو یا باہر نماز
کے اور ابو حنیفہ رح سے مروی ہے کہ مطلقاً جائز رکھتے ہیں اور ابی یوسف اور محمد سے مروی ہے
کہ جواز واسطے اوسکے ہے جو عربی نہ پڑھ سکتا ہو عاجز ہو لیکن شرح بزدوی میں مذکور ہے کہ ابو حنیفہ رح
نے اس قول سے رجوع کیا اور منع اور نہ جائز ہونیکی وجہ یہہ ہے کہ قرآن کا اعجاز جاتا رہتا ہے
جو قرآن سے مقصود ہے اور قفال سے جو ہمارے اصحابون سے اور شافعی ہیں مروی ہے کہ قرأت
فارسی میں ممکن نہین اوسکو کہا گیا کہ اسوقت کسیکو مقدور نہیں کہ قرآن کی تفسیر کرے جواب دیا کہ
اسطرح نہیں کیونکہ اسجگہ جائز ہے لانا بعض مراد اللہ تعالیٰ کا اور بعض سے عاجز ہونا اور جب
قرأت فارسی کا ارادہ کرے تو اوسکو ممکن نہیں کہ تمام مراد اللہ کو لاسکے کیونکہ ترجمہ تبدیل کرنا لفظ
کا ساتھہ لفظ کے ہے جو قائم مقام لفظ کے ہوتا ہے اور یہہ ممکن نہیں بخلاف تفسیر کے کہ وہ جائز ہے
فِي القرطبي لا تجزئ صلوة من قرأ بالفارسية وهو يحسن العربية
في قول الجمهور وقال أبو حنيفة تجزئه القراءة بالفارسية وهو يحسن
العربية لأن المقصود إصابة المعنى قال ابن المنذر لا يجزئه ذلك لأنه

خِلَافُ مَا اَمَرَ بِهٖ وَخِلَافُ مَا عَلَّمَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخِلَافُ جَمَاعَةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَلَا نَعْلَمُ اَحَدًا وَافَقَهُ عَلٰى مَا قَالَ ترجمہ قرطبی میں جو مالکی مذہب کی تفسیر ہے مذکور ہے کہ نماز اوس شخص کی جو فارسی میں قرأت کرے حالانکہ عربی پڑھ سکتا ہو قول جمہور میں جائز نہیں اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ زبان فارسی میں قرأت جائز ہے اگرچہ عربی بھی پڑھ سکتا ہو کیونکہ مقصود معنی کے پہنچنے سے ہے ابن منذر نے کہا نماز کو قرأت فارسی جائز نہیں کیونکہ خلاف اوس چیز کا ہے جسکے ساتھہ اللہ تعالیٰ نے اوسکو حکم کیا اور خلاف اوس چیز کا ہے جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکی تعلیم کی ہے اور خلاف جماعت مسلمانوں کا ہے اور ہم کسی ایک کو نہیں جانتے کہ ابو حنیفہ رح کے قول پر موافق ہو ف بات صحیح ہوا ہے کہ امام صاحب نے رجوع کیا ہے پس اونپر کوئی اعتراض نہیں کیونکہ امام صاحب نے رجوع کیا پس اعتراضات امام فخر الدین رازی کے بھی اونپر وارد نہیں ہوتے فِي الْاَحْمَدِيِّ قَدْ صَحَّ رُجُوْعُهٗ اِلٰى قَوْلِهِمَا وَعَلَيْهِ الْاِعْتِمَادُ ترجمہ تفسیر احمدی میں مذکور ہے کہ تحقیق رجوع کرنا امام صاحب کا طرف قول صاحبین کی صحیح ہوا ہے اور اسپر اعتماد ہے - قمر الاقمار حاشیہ نور الانوار میں مذکور ہے کہ حاجت صرف عذر کی نہیں کیونکہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے صاحبین کے قول کیطرف رجوع کیا ہے جیساکہ نوح بن مریم نے امام سے اوسکو روایت کیا ہے کذا فی التلویح درمختار میں مذکور ہے کہ صحیح نہ یہہ قول ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے طرف دونوں کے قول کی رجوع کیا ہے اور اسپر فتویٰ ہے مجمع الانہر میں مذکور ہے کہ ابو حنیفہ رح نے رجوع کیا طرف قول صاحبین کی اصل مسئلہ میں اسکو ابوبکر رازی نے روایت کیا اور اسپر اعتماد ہے اور یہہ قایم مقام اجماع کے ہے اور چلپی شرح وقایہ کے حاشیہ میں مذکور ہے کہ تحقیق منقول ہے کہ ابو حنیفہ رح نے طرف اُن دونوں کی رجوع کیا ہے اور یہہ صحیح اور معتمد ہے واسطے قایم مقام ہونے اجماع کے اور مختصر وقایہ میں مذکور ہے کہ قرأت فارسی میں روا نہیں مگر بعذر عجز سے درست ہے - برجندی میں مذکور ہے کہ فارسی میں قرأت جائز نہیں مگر عذر سے اور عذر یہہ ہے کہ عربی پر قادر نہو نزدیک طرفین کے اور ساتھہ اسکے فتویٰ ہے اور یہہ مختار قاضی ابو زید اور شیخ اسلام صاحب ہدایہ اور بہت سے

اہل تحقیق کا ہے شرح مبسوط میں فخر الاسلام نے کہا کہ تحقیق امام ابی حنیفہ کا رجوع طرف قول صاحبین کی صحیح ہوا ہے جیسا کہ کشف اصول بزدوی میں ابن مریم نے اوسکو روایت کیا۔ تفسیر مدارک سورۂ حم دخان میں مذکور ہے کہ رجوع ابی حنیفہ کا طرف قول صاحبین کی مروی ہے اور اسپر اعتماد یعنی عمل ہے۔ شیخ اسلام حاشیہ شرح وقایہ میں مذکور ہے کہ جواز قرأت فارسی سے رجوع امام ابی حنیفہ کا صحیح ہوا ہے اور اسپر فتوی ہے اسی لئے کشف کبیر وغیرہ کتب اصول و فروع میں مذکور ہے اور عدم جواز پر فتوی ہے اور اسپر اعتماد اور عمل ہے کذا فی جامع رموز۔ نہر فائق میں مذکور ہے قدرت ہوتے عربی زبان پر فارسی میں قرأت جائز نہیں اور طرف اسکی امام اعظم ؒ نے رجوع کیا ہے جیسا کہ نوح بن مریم اور رازی نے روایت کیا ہے اور یہی صحیح تر ہے تفسیر احمدیہ میں مذکور ہے کہ صحت حروف سے قرآن پڑھنا ضرور فرض ہے بدون صحت حروف کے نماز درست نہیں ہوتی کیونکہ امر رب کا ساتھ اسکے وارد ہے اور منسوخ نہیں۔ کتب اصول و فروع میں مذکور ہے کہ مراد فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ سے قرأت قرآن کی مفروض ہے اور قرأت قرآن نماز میں فرض ہے اور آیت قرآن کی دلیل قطعی ہے اور مراد آیت سے فرضیت قرأت قرآن نماز میں ہے اور بھی تفسیر میں مذکور ہے کہ صحیح قول ابی حنیفہ کا یہ ہے کہ لفظ قرآن سوائے عربی کے بغیر عذر کے جائز نہیں اور نماز میں تلفظ قرآن رکن لازم ہے اور قرآن نام نظم اور معنی دونوں کا ہے صرف معنی کا نام نہیں اور صاحبین کا قول یہ ہے کہ قرآن نام نظم اور معنی کا ہے اور طرف اسکی امام صاحب نے رجوع کیا ہے اور صحت ہوئی اس قول کی کسطرح ہو صحت قول مذکور کی حالانکہ خدا تعالی نے عربی زبان کے ساتھ قرآن کی صفت کی ہے اور طبیعت حیران اور تعجب کرتی ہے پہلے قول امام اعظم پر حالانکہ کوئی دلیل شافی بیان نہیں فرمائی اور باوجود ہونے دلیل قوی کے فارسی پر دوام اور عادت سے منع کیا ہے اور یہ بھی شرط بیان کی ہے کہ عبارت محتمل معانی اور مؤلہ نہو اور نظم میں خلل نہو جو تغیر سے باطل ہو جاوے اور وہ یہ وہ دانستہ نہو اگر دیوانہ ہے تو دوا کیا جاوے اور اگر زندیق ہے تو قتل کیا جاوے فقط مختصراً اور صرف معنی کا نام قرآن رکھنا دعوی اور تخصیص بلا دلیل ہے اور بعضے فقہا نے کہا کہ دلیل صاحبین کی یہ ہے کہ قرآن نام نظم عربی اور معنی کا ہے خدا تعالی نے فرمایا کہ اِنَّا

أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا یعنی تحقیق ہمنے قرآن کو زبان عربی میں اُتارا اور نماز میں ساتھ
قرات قرآن کے امر وارد ہے اور وہ امر ساتھ اتفاق علما کے واسطے فرض کے ہے اس آیت کریمہ
میں فَاقْرَؤُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ اور یہہ مقتضی ہو کہ قرات حال عاجزی میں بھی متروک
نہو مگر حالت عجز میں سعی سے کفایت کیجاتی ہے تاکہ تکلیف مالا یطاق لازم نہ آوے اور ہو وہ
شخص مانند اوسکی جو رکوع سجود سے عاجز ہوتا ہے اشارے سے نماز گذارتا ہے شامی میں
مذکور ہے کہ امام صاحب نے رجوع کیا طرف قول امام ابو یوسف اور امام محمد رح کی یعنی قرآن
کی عربی زبان میں قرات شرط ہے کیونکہ امر ساتھ اسکے آیا ہے اور قرآن نام ہے اوس منزل
کا جو ساتھ نظم خاص عربی کے نازل ہوا۔ مصاحف میں ثابت ہے ہماری طرف تواتر سے
منقول ہے اور عجمی زبان میں نام قرآن کا مجازی ہوگا اور صحیح ہے نفی کرنی قرآن کی اوسسے
یعنی زبان عجمی پر نام قرآن درست نہیں واسطے دلیل ہونے قول صاحبین کے اور امام صاحب
نے طرف قول صاحبین کی رجوع کیا ہے **ف** پس قول فارسی وغیرہ باطل ہے واسطے مخالف
ہونے قرآن اور حدیث اور اجماع کے وَأَيْضًا فِيهِ الْقُرْآنُ الَّذِي يَجُوزُ بِهِ الصَّلٰوةُ
بِالِاتِّفَاقِ وَهُوَ الْمَضْبُوطُ فِي مَصَاحِفِ الْأَئِمَّةِ الَّتِي بَعَثَ بِهَا عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ
إِلَى الْأَمْصَارِ وَهُوَ الَّذِي أَجْمَعَ عَلَيْهِ الْأَئِمَّةُ الْعَشَرَةُ وَهٰذَا هُوَ الْمُتَوَاتِرُ
جُمْلَةً وَتَفْصِيلًا فَمَا فَوْقَ السَّبْعَةِ إِلَى الْعَشَرَةِ غَيْرُ شَاذٍّ وَإِنَّمَا الشَّاذُّ
مَا وَرَاءَ الْعَشَرَةِ وَهُوَ الصَّحِيحُ وَتَمَامُ تَحْقِيقِ ذٰلِكَ فِي فَتَاوَى الْعَلَّامَةِ قَاسِمٍ
انْتَهٰى **سوال** اگر کوئی کہے کہ مدارک اور کشاف اور ہدایہ میں مذکور ہے کہ ترجمہ قرآن
قرآن ہے اگرچہ لغت غیر عرب میں ہو اور نماز میں قرات فارسی جائز ہے اور دلیل اوسکی یہہ
قول اللہ تعالیٰ کا ہے وَإِنَّهُ لَفِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ یعنی تحقیق وہ قرآن البتہ پہلی کتابوں
میں ہے اور پہلی کتابوں میں قرآن عربی زبان میں نہ تھا **جواب** اسکا کئی وجہوں پر ہے
اول یہہ کہ قول مذکور سے امام صاحب نے رجوع کیا دوسری یہہ کہ آیت میں کئی احتمال ہیں اور
دلیل محتمل لائق تمسک کے نہیں ہوتی تیسری یہہ کہ قول مذکور خلاف قرآن اور حدیث اور اجماع کے ہے

اور ضمیر انہ کی راجع ہوتی ہے طرف نعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی یا راجع ہوتی ہے طرف معانی قرآن کی یا طرف قرآن کے اور قرآن کا عربی ہونا بسبب محکم سے ہے اور آیت مذکور محتمل ہے اور قواعد کیو نکہ متشابہ محتمل کو محکم کیطرف رد کیا جاتا ہے بس نماز میں قرأت عربی کے سوائے جائز نہیں کذا فی الاحمدی یا ضمیر راجع ہوتی ہے طرف صفت اور نعت اور امر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یا قرآن کی جیسا کہ عبد اللہ بن سلام سے مروی ہے اور ظاہر اور اکثر کا میلان یہہ ہے کہ ضمیر طرف تنزیل قرآن کی ہے معالم میں ہے کہ یہہ مذہب اکثر کا ہے اور مقاتل نے کہا کہ ضمیر راجع ہوتی ہے طرف ذکر اور نعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی چنانچہ اہل مکہ نے یہود یوں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حال پوچھا اہل کتاب نے جواب دیا کہ نعت اوسکی توریت میں موجود ہے انتہی مختصرا اور کشاف میں مذکور ہے کہ ذکر رسول کتب سماوی میں ثابت اور موجود ہے اور بعض نے کہا کہ مراد معانی ہیں اور بعض نے کہا کہ مراد رسول ہے صاحب کشف نے کہا کہ وجہ اول قوی ہے کذا فی العلوی اور یہہ حق ہے کیونکہ ثبوت نبوت مقصود ہے اور ما بعد کی آیت بہی مساعد ہے اور مدارک میں ہے کہ قرآن کا ذکر کتب سماویہ سابقہ میں موجود ہے۔ اور تفسیر کبیر میں موجود ہے کہ اخبار مثل میں احتمال ہے کہ مراد صفت قرآن ہو اور احتمال ہے کہ مراد نعت رسول ہو اور احتمال ہے کہ مراد وجوہ تخویف ہو۔ پس ظاہر ہوا کہ مرجع میں احتمال ہیں بعض ضعیف اور بعض قوی مقبول اور جب یہہ احتمال وارد ہو پس استدلال باطل ہوا اور اسی پر قیاس کیا جاوے قول اللہ تعالی کا اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُولٰى یعنی تحقیق یہ ذکر قرآن۔ یا یہہ مضمون البتہ پہلے صحیفوں میں ثابت ہی علاوہ یہہ کہ بعض علمانے یہہ ذکر کیا کہ تمام کتب منزلہ سماوی بلغت عرب یا نازل ہوئیں پہر ہر ایک نبی نے اپنی زبان میں ترجمہ کیا اگرچہ مخالف اسکے جمہور ہیں لیکن یہہ قول حنفیہ کا استدلال کو منع کرتا ہے کذا فی الاتقان۔ جبکہ قرآن نماز میں فرض ہے اور قرآن نام مجموع نظم اور معنی کا ہے اور خدا تعالی نے خبر دی اور صفت کی کہ قرآن عربی زبان ہے کتاب اللہ میں بہت مقامات پر مذکور ہے سورۃ یوسف میں اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ترجمہ تحقیق ہمنے اوسکو عربی قرآن اوتارا ہے

تاکہ تم سمجھو یعنی ہمنے اس سورہ کو لغت عربی میں اتارا ہے بعض قرآن کو قرآن کہا گیا بنا بر بزرگی سورہ کے
جیسا کہ سورۂ فاتحہ میں وارد ہے کہ قرآن عظیم ہے سورہ طٰہٰ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا
اور اسی طرح ہمنے قرآن کو عربی لغت میں اوتارا۔ اور سورۂ شعرا میں لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ
بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ترجمہ تاکہ تم ڈرانے والونسے ہو ساتھ زبان عربی ظاہر کے سورۂ
زمر قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ ترجمہ تاکہ وہ نصیحت پکڑیں قرآن عربی ہے کجی والے
سے سورہ حم سجدہ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ترجمہ یہ منزل
کتاب ہے اوسکی آیات مفصل ہیں در آنحالیکہ قرآن لغت عربی میں ہے واسطے اوس قوم کے جو فہم کریں او
جانیں کہ نزول اوسکا خدا کی طرف سے ہے سورہ حم سجدہ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا
لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ الآیہ ترجمہ اگر ہم اوسکو قرآن عجمی بولی کا کرتے
یعنی غیر لغت عرب میں اوتارتے البتہ وہ کفار کہتے کیوں نہ آیات اوسکی جدا جدا بیان کی گئیں یا
عجمی ہے اور مخاطب عربی کہہ تو اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ وہ قرآن واسطے مومنوں کے ہدایت او
شفا ہے سورۂ شوریٰ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى
وَمَنْ حَوْلَهَا ترجمہ اور اسی طرح وحی کی ہمنے سوی تیری کہ اوسکی قوم کی زبان میں وحی آیا
قرآن عربی یعنی اوسکی قوم کی لغت میں تاکہ ڈراوے تو اہل مکہ کو اور انکو جو اوسکے گرد و نواح میں ہیں سورۂ
حم زخرف اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ترجمہ تحقیق ہمنے اوتارا قرآن
کو عربی زبان میں اوتارا تاکہ تم سمجھو سورہ احقاف وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ
الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَبُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ ترجمہ یہ قرآن کتاب ہے تصدیق کرنے والی بیچ
زبان عربی میں تاکہ ڈراوے ظالمون کو اور خوشخبری ہے نیکوں کے واسطے۔ اور قرآن مجید تواتر سے منقول ہے
کہ عربی زبان ہے اور نماز میں قرأت قرآن عربی زبان میں تواتر سے منقول ہے اور کسی حدیث صحیح سے ثبوت
نہیں کہ خیر قرون میں قرأت قرآن نماز میں غیر زبان عرب سے ہو اور جو دعوی اسکا کرے اسکو لازم ہے
اوسپر کہ ثبوت اسکا کتب معتبرہ حدیث سے ساتھ صحت حدیث کے بموجب قواعد محدثین کے کرے پھر یہ
کہ وہ حدیث صحیح معارضہ متواتر قرآن کا نہیں کرسکتی پس قول تنبیہ الاخوان اور رہبر کا باطل ہو

مردود ہے اور حدیث جو ہدایہ سے تنبیہ الاخوان نے نقل کی ہے بے اصل ہے یعنی شمس الاخبار میں
ایک رسالہ تنبیہ الاخوان طبع ہوا ہے جسمیں یک حدیث کتاب ہدایہ کی نقل کی جسکا مضمون یہہ ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسی کو حکم کیا کہ نماز ترجمہ فارسی میں پڑہے جاوے اور سلمان
نے اہل فارس کیو اسطے ترجمہ سورہ فاتحہ کا مع بسم اللہ کرکے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش کیا
پہر اہل فارس کو ارسال کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار نہ کیا تو یہ نقل بے اصل ہے ثبوت
اسکا کتب حدیث سے اور صحت اسکی بیان کرے ورنہ کچھہ چیز نہیں اور توضیح اسکی تفسیر کبیر سے
معلوم ہوگی۔ ملا علی قاری رہ نے تذکرۃ الموضوعات میں لکہا کہ نقل صاحب ہدایہ وغیرہ شارحین ہدایہ پر
اعتبار نہیں اور محدث نہ تھے اور سند سے حدیث بیان نہیں کرتے تھے الخ رسالہ مختصر موضوعات قاری
میں یا ہی ہے اور مولوی عبد الحی نے بہی ذکر کیا کہ صاحب ہدایہ اگرچہ بڑا فقیہ ہے مگر مراتب محدثین
کو نہیں پہونچا۔ بلا صحت اور بلا سند حدیث معتبر نہیں ہوتی اور اسپر قیاس باقی اقوال خرفات دونو
رسالونکا کیا جاوے جو دونو باطل و مردود ہیں کوئی مسلمان انپر اعتقاد نہ کرے کیونکہ وہ گمراہ
کرنے والے ہیں اور اذکار مانند اذان و تکبیر اقامۃ و تحریمہ و قنوت و خطبہ میں نزدیک اکثر اماموںکے عجمی
تو ہانہیں جائز نہیں اور نزدیک امام اعظم رہ کے جواز مع الکراہت اور خلاف سنت ہے اور بدعت سیئہ
اور حدیث صحیح میں وارد ہے کہ مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ تنکہ
وَتَكَایَتُوْ اور اذکار میں کور ہے کہ امام اعظم رہ نے رجوع کیا پس یہی صحیح ہے او صحیح یہہ ہے کہ بدعت
مقابلہ سنت کا نہیں کرسکتی کیونکہ خیر کتاب اللہ اور احسن ہدی رسول اللہ کو ترک کرکے شر الامور کو
اختیار کیا جاوے عقل اور نقل سے بعید ہے۔ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎ خلاف پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید؛ صاحب نام حق فرماتے ہیں ؎ شکر حق راکہ پیشوا داریم؛ پیشوائے
چو مصطفےٰ داریم؛ مولوی عبد الحی مرحوم لکھنوی ادا و اذکار میں لکھتے ہیں کہ قرأت فارسی میں علما کے
تین قول ہیں امام شافعی رح کا قول عدم جواز ہے مطلق خواہ عاجز ہو یا نہ اور امی بغیر قرأت کے
نماز ادا کرے جو عاجز ہو اور فارسی میں نماز فاسد ہوگی اور تسبیح اور تحمید پر کفایت کرے جیسا کہ حدیث میں
ہے اور ابو حنیفہ رہ کا قول جواز مع الکراہت ہے اگر عربی پڑہ سکتا ہو اور جواز بلا کراہت ہے اگر عربی سے عاجز

ہو یہ قول اول پھر یہ قول جواز سے رجوع کیا طرف عدم جواز کی امام محمد اور امام ابو یوسف رح نے
کہا کہ سوائے عجز کے درست نہیں اور امام صاحب نے بھی طرف انکی رجوع کیا یعنی بعد معلوم کرنے
ضعف قول اول کے پھر صفحہ (۱۶) کتاب اذکار میں کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رح پر کوئی طعن نہیں کیونکہ
خطاء اجتہاد میں معذور ہے خدا تعالیٰ اونکو رحمت سے اجر دیوے اور مقلد پر شکر یہ گذاری ہے
کہ جب امام صاحب کی دلیل ضعیف ہوئی تو چھوڑ کر امام نے طرف دلیل قوی صاحبین کی رجوع کیا
اسیطرح مناسب ہے کہ لوگ عمل و رغبت کریں۔ قَالَ ابْنُ مَلَكٍ فِي شَرْحِ الْمَنَارِ اَلْاَصَحُّ اَنَّهُ
رَجَعَ عَنْ هٰذَا الْقَوْلِ كَمَا رَوَاهُ ابْنُ اَبِي مَرْيَمَ لِاَنَّهُ يَلْزَمُ مِنْهُ اَحَدُ الْاَمْرَيْنِ
اِمَّا بُطْلَانُ تَعْرِيْفِ الْقُرْاٰنِ لِاَنَّ الْفَارِسِيَّةَ غَيْرُ مَكْتُوْبَةٍ فِي الْمَصَاحِفِ اَوْ جَوَازُ
الصَّلٰوةِ بِدُوْنِ الْقُرْاٰنِ اِنْتَهٰى وَفِي التَّحْدِيْدِ شَرْحِ مُنْتَخَبِ الْحُسَامِيِّ وَقَدْ صَحَّ رُجُوْعُ
اَبِي حَنِيْفَةَ اِلٰى قَوْلِ الْعَامَّةِ رَوَاهُ نُوْحٌ ذَكَرَهُ فَخْرُ الْاِسْلَامِ فِي شَرْحِ كِتَابِ الصَّلٰوةِ
وَهُوَ اخْتِيَارُ قَاضِي اَبِي زَيْدٍ وَعَامَّةِ الْمُحَقِّقِيْنَ اِنْتَهٰى وَفِي الْهِدَايَةِ يُرْوٰى رُجُوْعُهُ
اِلٰى قَوْلِهِمَا وَعَلَيْهِ الْاِعْتِمَادُ ۱۲ وَفِي الْكِفَايَةِ مَشَائِخُ بَلْخَ اَخَذُوْا فِي هٰذِهِ الْمَسْئَلَةِ
بِقَوْلِهِمَا وَهُوَ مُخْتَارُ الْفَقِيْهِ اَبِي اللَّيْثِ وَكَذَا ذَكَرَهُ الْاِمَامُ فَخْرُ الدِّيْنِ قَاضِيْخَانْ
فِي الْجَامِعِ وَذَكَرَ اَبُوْ بَكْرٍ الرَّازِيُّ اَنَّهُ رَجَعَ اِلٰى قَوْلِهِمَا ۱۲ وَفِي مَبْسُوْطِ السَّرَخْسِيِّ
ذَكَرَ اَبُوْ بَكْرٍ الرَّازِيُّ اَنَّهُ رَجَعَ اِلٰى قَوْلِهِمَا فِي الْقِرَائَةِ وَعَلَيْهِ الْاِعْتِمَادُ وَفِي التَّلْوِيْحِ رَوَاهُ اَيْ
الرُّجُوْعَ نُوْحُ بْنُ اَبِي مَرْيَمَ قَالَ فَخْرُ الْاِسْلَامِ لِاَنَّ مَا قَالَهُ يُخَالِفُ كِتَابَ اللّٰهِ
ظَاهِرًا حَيْثُ وُصِفَ الْمُنَزَّلُ بِالْعَرَبِيِّ اور ابو الیسر نے کہا کہ قول امام اعظم رح کا مشکل ترجیح
نہیں ہوتا اور کرخی نے کوئی دلیل شافی بیان نہیں کی اور کلام کو طول بہت دیا ہے تمام ہوئی کلام صاحب
اذکار کی۔ اگر جنب اور نفسا اور حائض ترجمہ فارسی کی تلاوت کرے تو جائز ہے کیونکہ نظم سے
نہ نکلنے کی وجہ سے فارسی کو قرآن نہیں کہا جاتا یعنی یہ جواز متقدمین کے نزدیک ہے اور متاخرین
منع کرتے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ امام صاحب نے رجوع کیا ہے اپنے قول سے طرف قول صاحبین کی
کذا فی التوضیح اور عینی شرح کنز اور برہان شرح مواہب الرحمن میں مذکور ہے کہ امام صاحب نے

صاحبین کے قول کیطرف رجوع کیا اور مراقی الفلاح میں مذکور ہے رجوع امام صاحب کا اور رسالہ درالکنوز میں بہی مذکور ہے اور عینی شرح ہدایہ اور سغناقی اور مجتبی اور بزازیہ اور مجمع اور محیط اور ذخیرہ وغیرہ میں مذکور ہے کہ امام صاحب نے رجوع کیا ہے - اور ادرالاذکار میں مذکور ہے کہ آیات اور احادیث سے یہہ ثابت ہے کہ قرآن عربی زبان ہے اور نفی قرآن کی غیر عربی میں خواہ کوئی زبان ہو درست ہے اور تلاوت قرآن کی نظم عربی میں ہے اور فارسی اور ہندی میں تلاوت درست نہیں اور جو شخص عربی زبان سے عاجز ہے اوسپر فرض یہہ ہے کہ نماز تسبیح اور تہلیل اور تحمید اور جو قلیل ذکر اور دعا سے ادا کرے بموجب وارد اخبار کے ساتہہ اسکے یعنی یوں کہے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ وَارْزُقْنِيْ وَعَافِنِيْ وَاهْدِنِيْ كَمَا فِيْ اَبِيْ دَاوٗدَ وَغَيْرِهٖ اِنْتَهٰى مُلَخَّصًا اور صاحب اذکار نے کہا کہ حق یہہ ہے کہ یہہ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ جسکو عربی پر قدرت نہو قرآن نہ پڑہ سکے تو بدل قرآن کے تسبیح وغیرہ ذکر پر نماز ادا کرے اور وہ نماز اوسکی درست ہے ابن حجر مکی نے شرح حدیث ترمذی میں کہا کہ جو نہ جانے قرآن سے کوئی شے تو اوسکو لازم ہے کہ ذکر سے تسبیح وغیرہ نماز ادا کرے بموجب اتفاق علما کے عینی شرح ہدایہ میں مذکور ہے کہ محمد بن فضل بخاری نے کہا کہ خلاف اوس صورت میں ہے یعنی بموجب قول امام کے جو بلا قصد زبان پر جاری ہو لیکن اگر جان بوجہہ کر کوئی زندیق کہے تو قتل کیا جاوے اگر دیوانہ ہے تو علاج کیا جاوے یعنی دیدہ و دانستہ کلام الٰہی کو تغیر نہ کرے - پس اے مومن خبردار ہو کہ قول مہر وغیر کا باطل اور مردود ہے اور مولوی عبدالحی مرحوم اذکار میں تحریر کرتے ہیں کہ جیسے سلمان فارسی کی روایت کیواسطے بہت جستجو کی اب تک سند اوسکی کتب حدیث میں نہیں پائی - بالفرض اگر ثبوت اوسکا ہو تو محمول ہے صورت عاجزی پر زبان عربی سے بلکہ ظاہر صورت عجز میں یہہ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ جواز صورت قدرت میں نہیں ہو سکتا - اور صفحہ ۷۲ - اذکار میں تحریر کرتے ہیں کہ دعا نماز میں سوائے لغت عربی کے حرام ہے اور خارج نماز کے مکروہ تنزیہہ ہے واسطے حدیث ضعیف منع کے اور واسطے منع کرنے خلیفہ ثانی کے اور دلیل حرمت کی نماز میں یہہ ہے کہ خلاف ہے سنت موکدہ کے

ابن حجر مکی شارح مشکوٰۃ ۱۲

جو بمنزلۂ وجوب ہے قوی تر عید وغیرہ واجبات سے حضرتؐ سے ابتک طریق نماز عربی زبان میں
ہے اور غیر عربی میں حرام اتفاقی ہے انتہی مختصراً۔ فتاوی قاضیخان میں مذکور ہے کہ نزدیک
صاحبین کے جو شخص عربی پڑھ سکتا ہو نماز اوسکی قرأت فارسی سے فاسد ہوتی ہے اور شارح ہدایہ
عبد الواحد سکندری ہدایہ کے قول کو رد کرکے بیان کرتے ہیں کہ کتاب غایۃ البیان میں مذکور ہے
کہ فارسی میں قرأت کرنی قرآن کی قرأت نہیں ہوتی جب قرأت قرآن نہ ہوئی تو لوگونکی کلام ہوئی
جو مفسد نماز ہے فقط مگر صورت عجز میں درست ہوگی فتح القدیر میں مذکور ہے کہ کلام قصہ یا امر اور
نہی ہے غیر عربی میں تو فاسد ہوگی اور ثنا ہے تو مفسد نہیں۔ ظاہر اور واضح ہو کہ یہ خلاف بموجب اول
قول کے ہے اور بموجب قول اخیر کے اتفاقاً نماز فاسد ہوتی ہے کما لا یخفی علی من لہ عقل سلیم۔ مولوی
عبد الحی مرحوم اذکار میں لکھتے ہیں کہ تمام ذکر نماز کے سوائے لغت عربی کے مکروہ ہیں سخت کراہت سے
کیونکہ رسول علیہ السلام کو اور صحابہ اخیار نے عربی زبان پر ہمیشگی کی ہے اور حالانکہ بعض اونسے فارسی تھے
اور بعضے رومی اور بعضے سریانی اور بعضے عجمی تھے اور کسی سے منقول نہیں کہ نماز میں ذکر فارسی وغیرہ
لفظ سے کیا ہو پس ذکر نماز لغت عجمی میں سنت موکدہ بلکہ واجب کے برخلاف ہے جو سخت کراہت ثابت کرتا
ہے فقط فتفکر ثم تدبر یعنی بموجب اول قول کے جواز مع الکراہت ہے جواز چیزے دیگر و کراہت چیزے
دیگر ہے اور بموجب قول اخیر کے عدم جواز ہے اور فساد فتاوی قاضیخان میں مذکور ہے کہ اگر نماز میں یارب یا اللہ
کہے تو صاحبین کے نزدیک فاسد ہوتی ہے اور امام کے نزدیک بھی یعنی بموجب قول اخیر کے امام صاحب
سے پس تمام اماموں کے نزدیک نماز فاسد ہوئی اور حدیث طویل معاویہ بن حکم میں جو ساتھ روایت صحیح مسلم
کے مروی ہے وارد ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق یہ نماز ہے نہیں لائق ہے اس میں کوئی
چیز کلام آدمی سے سوائے اسکے نہیں کہ وہ نماز تسبیح اور تکبیر اور قرأت قرآن ہے اور بخاری اور
مسلم میں آیا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق نماز میں البتہ شغل ہے یعنی شغل رہنے
نماز کا اور تسبیح اور دعا اور مناجات کا کہ کلام کرنے سے ساتھ لوگونکے مانع ہے کذا فی مظاہر حق کتب فقہ
میں مذکور ہے کہ کلام لوگونسے مطلقاً سہواً ہو یا عمداً مفسد نماز ہے ابوداؤد میں حدیث آئی ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق اللہ تعالی اپنے حکم سے جو چاہتا ہے ظاہر کرتا ہے اور تحقیق اس

چیز سے جو ظاہر کیا یہ ہے کہ نہ بولا کرو تم نماز میں پہر جواب سلام دیا اور فرمایا کہ سوائے اسکے نہیں ہے
کہ نماز قرآن پڑھنے اور خدا کا ذکر کرنیکے واسطے ہے پس جسوقت تو نماز میں ہووے پس چاہیے کہ تیرا یہی شان
ہووے جنی ذکر اور تلاوت میں ظاہر ہوا عدم صحت اور ضعف اوس روایت کا جو درمختار وغیرہ میں
مذکور ہے کہ قرأت قرآن کی فارسی میں یا توریت اور انجیل پڑہی اگر قصہ ہے تو نماز باطل ہوئی اور اگر ذکر
تو فاسد نہیں ہوتی اور بعضوں نے کہا اگر قدر ما یجوز بہ الصلوٰۃ قرآن عربی زبان سے مع فارسی کے پڑھا
نہ جایز ہے اور اگر نہیں تو نہیں اور قرأت شاذ میں بھی اختلاف ہے بعضوں صاحب بہر نے شاذ میں عدم فساد
کہا ہے کیونکہ کلام فقہا ان بموجب قول اول امام کے ہے حالانکہ غلطی اسکی ظاہر ہوئی اور امام صاحب نے
اوس سے رجوع کیا علاوہ یہ کہ وہ مکروہ تحریمی ہے بموجب قول اول اور بعد وم اور باطل ہے بموجب قول
اخیر کے مارغیمی تفکر تم تنبکرف اور فارسی وغیرہ میں ایمان لانا درست ہے جیسا کہ مرتد ہونا دین اسلام
سے ساتھ کسی زبان کے ہو ثابت ہوتا ہے اور نزدیک امام خدا ہی فارسی زبان میں درست ہے۔ کذا فی الاذکار
اور خدا اور رسول کے کلام کتاب اور سنت کی تبلیغ کرنی بموجب اتفاق علما کے درست ہے خواہ کسی زبان
... اذکری شرح صحیح بخاری بَابُ مَا یَجُوْزُ مِنْ تَفْسِیْرِ التَّوْرَاۃِ وَ
غَیْرِہَا مِنْ کُتُبِ اللّٰہِ تَرجمہ یہ باب ہے بیچ بیان اوس چیز کے کہ روا ہے تفسیر کرنی توریت اور دوسری
کتابوں الہیہ کی یعنی تعبیر کرنی عربی سے ساتھ سریانی یا عبرانی کے اور برعکس قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی
فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰیۃِ فَاتْلُوْھَا اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ترجمہ فرمایا اللہ تعالی نے پس تم توریت
کو لاؤ پس پڑھو اوسکو اگر تم سچے ہو وجہ دلیل کی یہ ہے کہ توریت عبرانی بولی تھی اور خداتعالی نے حکم کیا
ہے کہ توریت عرب پر پڑہی جاوے اور وہ عرب زبان عبرانی سے ناواقف تھے پس یہی طلب ہے اجازت
کے لانے کا مضمون ترجمہ کرنے ... عربی زبان کے معلوم کرو اور امام بخاری آمیں تین احادیث لائے
ہیں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرقل کیطرف عربی زبان میں کتاب ارسال کی تھی اور اوسکی زبان
رومی تھی تو اوس سے معلوم ہوا کہ حضرت نے اس امر پر اعتماد کیا کہ مترجمین اوسکو ابلاغ اور تفہیم کرینگے
قَوْلُہٗ تَعَالٰی لِاُنْذِرَکُمْ بِہٖ وَمَنْۢ بَلَغَ یَعْنِیْ وَمَنْ اَسْلَمَ مِنَ الْعَجَمِ وَغَیْرِہِمْ ترجمہ
تاکہ میں قرآن کے ساتھ ڈراؤں تمکو اور انکو ڈراؤں جو پہنچے اون سے یعنی جو اسلام لاویں عجم وغیرہ

سے قَالَ الْبَیْهَقِیُّ وَقَدْ یَکُوْنُ مَنْ لَّا یَعْرِفُ الْعَرَبِیَّةَ فَاِذَا اَبْلَغَهُ مَعْنَاهُ بِلِسَانِهِ فَهُوَ
لَهُ نَذِیْرٌ ترجمہ بیہقی نے کہا کہ کبھی ہوتے ہیں وہ لوگ جو عربی نہیں جانتے پس جب قرآن کے معنی
اونکو اونکی زبان میں پہونچے پس وہ معنی اونکے واسطے نذیر ہیں یعنی ڈرانے والے عذاب رب سے اور یہی
فتح الباری میں ہے پیچھے اختلاف قرأت فارسی کے کہا۔ وَالَّذِیْ یَظْهَرُ لِیَ التَّفْصِیْلُ فِیْهِ
فَاِنْ کَانَ الْقَارِیُّ قَادِرًا عَلَی التِّلَاوَةِ بِاللِّسَانِ الْعَرَبِیِّ فَلَا یَجُوْزُ لَهُ الْعُدُوْلُ
عَنْهُ فَلَا تُجْزِیُٔ صَلٰوتُهُ وَاِنْ کَانَ عَاجِزًا فَاِنْ کَانَ خَارِجَ الصَّلٰوةِ فَلَا نَمْنَعُ عَلَیْهِ
الْقِرَاءَةَ بِلِسَانِهِ لِاَنَّهُ مَعْذُوْرٌ وَبِهِ حَاجَةٌ اِلَی فَهْمِ مَا یَجِبُ عَلَیْهِ فِعْلُهُ وَتَرْکُهُ
وَاِنْ کَانَ دَاخِلَ الصَّلٰوةِ فَقَدْ جَعَلَ الشَّارِعُ لَهُ بَدَلًا مِّنَ الذِّکْرِ وَکُلُّ کَلِمَةٍ مِّنَ
الذِّکْرِ لَا یَعْجِزُ عَنِ النُّطْقِ بِهَا مَنْ لَّیْسَ بِعَرَبِیٍّ فَیَقُوْلُهَا وَیُکَرِّرُهَا فَیُجْزِیُٔ عَنِ الَّذِیْ
یَجِبُ عَلَیْهِ قِرَاءَتُهُ فِی الصَّلٰوةِ حَتّٰی یَتَعَلَّمَ وَعَلٰی هٰذَا فِیْ مَنْ دَخَلَ فِی الْاِسْلَامِ اَوْ
اَرَادَ الدُّخُوْلَ فِیْهِ فَقُرِیَٔ عَلَیْهِ الْقُرْاٰنُ فَلَمْ یَفْهَمْهُ فَلَا بَأْسَ اَنْ یُعَرَّفَ لِیَتَفَهَّمَ
اَحْکَامَهُ ترجمہ اور وہ جو مجھکو ظاہر ہوا اوسمیں تفصیل ہے پس اگر قاری عربی زبان کے ساتھہ
تلاوت پر قادر ہے تو اوسکے واسطے عربی زبان سے عدول کرنا روا نہیں پس نماز اوسکی جائز نہوگی
اور اگر عاجز ہے تلاوت عربی سے پس اگر خارج نماز کے ہے پس ہم قرأت کو اوسکے ساتھہ زبان اوسکی کے
منع نہیں کرتے کیونکہ وہ معذور ہے یعنی واسطے عاجز ہونیکے زبان عربی سے اور بضرورت ہونیکے اوسپر
اور اوسکو حاجت ہے طرف یاد کرنے اوس چیز کی جو اوسپر اوسکا کرنے اور چھوڑ دینے کے واجب
اور لازم ہے اور اگر داخل نماز کے ہے پس تحقیق شارع نے واسطے اوسکے طریق نماز کا ذکر سے مقرر کیا
ہے اور ہر کلمہ ذکر سے متکلم کلام سے ساتھہ اوسکے عاجز نہیں ہوتا جو شخص کہ عربی نہیں پس کلمہ ذکر کو
کہیگا اور تکرار کریگا پس کافی ہوگا اوسقدر سے کہ قرأت اوسکی اوسپر نماز میں واجب ہے یہانتک کہ
کہ قدر واجب سیکھہ لے بنا بر اس قول کے اوس شخص کے حق میں جو اسلام میں داخل ہو یا نیت داخل
ہونیکی رکھتا ہو پس قرآن مجید اوسپر پڑھا لیا پس اوسنے اوسکو نہ جانا پس کچھ خوف اور گناہ نہیں کہ
عربی بنا کر بیان کیا جاوے یا تفسیر ظاہر بیان کیا وے واسطے سمجھانے اوسکے واسطے احکام قرآن کے

تمام ہوا مضمون فتح الباری کا فی المشکوٰۃ عن عبد اللہ بن ابی اوفی قال جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی لا استطیع ان اخذ من القرآن شیئا فعلمنی ما یجزئنی قال قل سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ قال یا رسول اللہ ہذا للہ فما ذا لی قال قل اللہم ارحمنی وعافنی واہدنی وارزقنی فقال ہکذا بیدیہ وقبضہما فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما ہذا فقد ملأ یدیہ من الخیر رواہ ابو داؤد وانتہت روایۃ النسائی عند قولہ الا باللہ ترجمہ مشکوٰۃ میں ہے کہ روایت ہے عبد اللہ بن ابی اوفی سے کہا کہ آیا ایک شخص طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پس کہا کہ تحقیق میں نہیں طاقت رکھتا یہ کہ سیکھوں میں قرآن میں سے کچھ یعنی ایک وقت پس سکھلاؤ مجھکو وہ چیز کہ کفایت کرے مجھکو فرمایا کہہ پاک ہے اللہ اور سب تعریف واسطے اللہ کے ہے اور نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے اور بہت بڑا ہے اور نہیں پھرنا گناہ سے اور نہیں قوت عبادت پر مگر ساتھ توفیق اللہ کے کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو واسطے اللہ کے ہے پس کیا ہے میرے لئے فرمایا کہہ اے الٰہی رحم کر مجھپر اور عافیت سے رکھ مجھکو اور ہدایت کر مجھکو اور روزی دے مجھکو پس اشارہ کیا اوسنے اسطرح سے اپنے دونو ہاتھوں کے ساتھ اور بند کیا انکو پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایپر اس شخص نے بھرے دونو ہاتھ اپنے نیکی سے روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور تمام ہوئی روایت نسائی کی قول انکے الا باللہ تک مظاہر حق میں مذکور ہے کہ ملا علی قاری اور شیخ عبد الحق نے کہا کہ مصنف یہہ حدیث باب قراءت میں لایا ہے اس قرینہ سے معلوم ہوا کہ مراد یہہ ہے کہ وہ شخص قرآن میں سے اسقدر نہ پڑھ سکتا تھا کہ جس سے نماز درست ہو سکے یہہ تعجب ہے کہ ایک شخص عربی زبان ہو کر اسقدر نہ یاد کر سکے اگر بقدر ان کلمات کے آیت قرآن کی یاد کرتا تو کافی تھی جواب اس شبہ کا یہہ ہے کہ وہ شخص ابھی مسلمان ہوا تھا اور وقت نماز کا آگیا تھا اور قرآن اوتنا یاد نہیں کر سکتا تھا آسانی کے لئے یہ سکھا دیا یا حمل کیا دے گی یہ حدیث ابتدائے اسلام پر کہ ان دنوں میں بنا امر کی آسانی پر تھی یہی توجیہہ اولی ہے **ف** اور ابن حبان اور حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے اور پرشرط بخاری اور ابن سکن کے اور میرک شاہ نے ابن ملقن کو

صحیح نقل کیا اور نووی نے اسکو حسن کہا اور بعض علما نے اسکو ضعیف کہا اور ہمیشہ لوگ ایک طرح نہیں ہوتے کبھی ذہین اور ذکی اور کبھی غبی اور کند ذہن لوگ ہوتے ہیں ہر ملک میں یہ حال ہے خواہ عرب ہو یا غیر عرب پس ممکن ہے کہ سائل اس قسم کا ہو۔ بنائے دین کی آسانی پر ہے باقی رکھنے حکم حدیث کو عام طور پر عاجز کے حق میں کچھ قباحت نہیں کذا فی الاذکار مختصراً۔ امام احمد اور دارقطنی اور ابن جارود اور نسائی اور ابن حبان اور حاکم نے اس حدیث کو باسناد تک روایت کیا ہے تفسیر قرطبی سورہ فاتحہ کے بیان میں مذکور ہے کہ مسئلہ ۱۶۔ اوس شخص کے حق میں جسپر قرأت مشکل ہو طاقت اور نہایت مشقت سے تعلیم سورہ فاتحہ اور کسی چیز قرآن سے یاد کی قدرت نہیں تو لازم ہے اوسپر کہ ذکر اللہ کا کرے موضع اور مقام قرأت قرآن کے بموجب مقدور کے تکبیر اور تہلیل اور تحمید اور تسبیح اور تمجید اور حوقلہ سے جب نماز پڑھے اکیلا یا نماز سریہ میں یعنی چنانچہ امام مالک رح کا مذہب ہے کیونکہ ابوداؤد وغیرہ نے عبداللہ بن ابی اوفی سے روایت کی ہے یعنی آخر حدیث تک جیسا کہ گذرا تفسیر کبیر میں مذکور ہے کہ جو سورۂ فاتحہ نیک ورخوب نہیں جانتا ہو وہ دو وجہ سے خالی نہیں ایک یہ کہ بعض جانتا ہے پس صورت میں وہی بعض سورت کے ساتھ پڑھا کرے دوسری وجہ یہ کہ وہ شخص الحمد سے کچھ نہیں جانتا تو لازم ہے اوسکو کہ ذکر سے نماز ادا کرے تکبیر اور تحمید سے اور ابوحنیفہ رح کا یہہ قول ہے کہ اوسکو کچھ لازم نہیں اور دلیل امام شافعی کی یہہ ہے کہ روایت ہے رفاعہ بن مالک سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ایک تمہارا نماز کے قیام کا ارادہ کرے پس وضو کرے بموجب امر کے پھر تکبیر کہے پس اگر ہے ساتھ اوسکے کوئی شے قرآن سے پس لازم ہے اوسکو کہ پڑھے وہ اسکو اور اگر اوسکو قرآن سے کوئی شے یاد نہیں تو حمد وہ تحمید اور تکبیر سے نماز ادا کرے اور باقی رہی یہاں ایک صورت اور وہ یہہ ہے کہ سورہ فاتحہ اور کوئی چیز قرآن سے اوس شخص کو یاد نہیں اور نہ کوئی چیز اسکو اذکار سے یاد ہے تو اس صورت میں میرے نزدیک یہ ہے کہ وہ شخص ذکر خدائے تعالی کے ساتھ حکم کیا جاوے ساتھ کسی زبان کے جو مقدور رکھتا ہو واسطے فرمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے إِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَخُذُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ (ابن ماجہ) یعنی جب میں تمکو کسی چیز کا حکم کروں پس تم اوسپر عمل کرو جسقدر کہ تم مقدور رکھتے ہو۔ درمختار میں مذکور ہے کہ لازم نہیں اوس شخص کو جو عاجز ہو نطق یعنی کلام کرنے سے ہلانا زبان کا مانند اخرس یعنی گونگے اور آن پڑہ کی قرأت کے حق میں واسطے امتناع ادائے واجب کے پس لازم ہوگا غیر اوسکا سوائے دلیل کے چونکہ امام اعظم رح وغیرہ

ماہو نسے یہہ ثابت ہے کہ جب حدیث صحیح ہو اوسپر عمل واجب ہے اور اکثر علما نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے اور حکم اور علیہ اسواسطے اکثر کے ہوتا ہے تفکّر وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغَافِلِيْنَ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کبیر جلد اول تفسیر سورہ فاتحہ میں بندرہ دلیلیں عدم جواز نماز کی ساتھ ترجمہ قرآن کے بیان کی ہیں عبارت اوسکی یہہ ہے قَالَ الشَّافِعِيُّ رح تَرْجَمَةُ الْقُرْآنِ لَا تَكْفِي فِي صِحَّةِ الصَّلٰوةِ لَا فِي حَقِّ مَنْ يُحْسِنُ الْقِرَاءَةَ وَلَا فِي حَقِّ مَنْ لَا يُحْسِنُهَا وَقَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ رح اِنَّهَا كَافِيَةٌ فِي حَقِّ الْقَادِرِ وَالْعَاجِزِ وَقَالَ اَبُوْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٌ رح اِنَّهَا كَافِيَةٌ فِي حَقِّ الْعَاجِزِ وَغَيْرُ كَافِيَةٍ فِي حَقِّ الْقَادِرِ وَاعْلَمْ اَنَّ مَذْهَبَ اَبِي حَنِيْفَةَ فِي هٰذِهِ الْمَسْئَلَةِ بَعِيْدٌ جِدًّا فَلِهٰذَا السَّبَبِ فَاِنَّ الْفَقِيْهَ اَبَا اللَّيْثِ السَّمَرْقَنْدِيَّ وَالْقَاضِيَ اَبَا زَيْدٍ الدَّبُوْسِيَّ صَرَّحَا بِتَرْكِهِ - لَنَا حُجَجٌ وَوُجُوْهٌ ترجمہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ترجمہ قرآن صحت نماز میں کفایت نہیں کرتا ہے عام نفی ہے یعنی نہ اوسکے حق میں جو قرأت نیک اداکرتا ہے اور نہ اوسکے حق میں جو ادا نہیں کر سکتا ہے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ترجمہ قرآن کافی ہے قادر اور عاجز دونوں کے حق میں اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہما نے کہا کہ ترجمہ قرآن اوسکے حق میں کفایت کرتا ہے جو زبان عربی سے عاجز ہو اور نہیں کافی ہے اوسکے حق میں جو زبان عربی پر قادر ہو۔ اور جان تو کہ قول ابو حنیفہ رح کا حق سے بہت بعید ہے اس مسئلہ میں نہایت دور اور اسیوجہ سے فقیہ ابی لیث سمرقندی اور قاضی ابو زید دبوسی نے ساتھہ ترک اس قول کے تصریح کی ہے اور ہمارے واسطے بہت دلیلیں اور وجہیں ہیں یعنی مذہب شافعی میں (اَلْحُجَّةُ الْاُوْلٰى) اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا صَلّٰى بِالْقُرْآنِ الْمُنَزَّلِ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ بِاللَّفْظِ الْعَرَبِيِّ وَوَاظَبَ عَلَيْهِ طُوْلَ عُمْرِهٖ فَوَجَبَ اَنْ يَّجِبَ عَلَيْنَا مِثْلُهٗ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَاتَّبِعُوْهُ وَالْعَجَبُ اَنَّهُ احْتَجَّ بِاَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَسَحَ عَلٰى نَاصِيَتِهٖ مَرَّةً عَلٰى كَوْنِهٖ شَرْطًا فِي صِحَّةِ الْوُضُوْءِ وَلَمْ يَلْتَفِتْ اِلٰى مُوَاظَبَتِهٖ طُوْلَ عُمْرِهٖ عَلٰى قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ بِاللِّسَانِ الْعَرَبِيِّ پہلی دلیل یہ ہے کہ ضرور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں نماز ادا کی مگر ساتھہ قرآن کے جو ساتھہ عربی زبان کے خدا تعالیٰ کیطرف سے اوتارا گیا ہے اور اپنی تمام عمر میں ہمیشگی کی ہے پس لازم ہے کہ ہمپر مانند اوسکی فرض ہو واسطے فرمانے خدا تعالیٰ کے کہ پس تم اوسکی تابعداری کرو اور عجب حال امام ابو حنیفہ رح کا ہے کہ تمسک کرتا ہے فعل رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اوپر شرط مسح کے وضو میں اسلئے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایکبار پیشانی پر مسح کیا ہے اور نہ توجہ کی طرف اس امر کی کہ رسول

علیہ السلام نے اپنی تمام عمر میں عربی زبان میں قرآن پڑھنے پر دوام کیا ہے (الحجۃ الثانیۃ) اَنَّ الْخُلَفَاءَ الرَّاشِدِیْنَ صَلَّوْا بِالْقُرْاٰنِ الْعَرَبِیِّ فَوَجَبَ اَنْ یَّجِبَ عَلَیْنَا ذٰلِکَ لِقَوْلِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِقْتَدُوْا بِالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ رض وَلِقَوْلِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ عَضُّوْا عَلَیْہَا بِالنَّوَاجِذِ دوسری دلیل یہہ کہ خلفاے راشدین نے ساتھہ قرآن عربی زبان کے نماز ادا کی ہے پس ضرور لازم ہوا ہم پر یہہ حکم واجب و لازم ہو واسطے فرمان علیہ السلام کے کہ تم تابعداری کرو اُن دو کی پیچھے میرے جو ابی بکر اور عمر رض ہیں اور واسطے فرمان علیہ السلام کے کہ تم لازم پکڑو میری سنت اور میرے خلفا کے طریق کو جو ہدایت والے رہنما ہیں بعد میرے مضبوط پکڑو واوسے ساتھہ دانتوں کے (الحجۃ الثالثۃ) اَنَّ الرَّسُوْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَجَمِیْعَ الصَّحَابَۃِ مَا قَرَءُوْا فِی الصَّلٰوۃِ اِلَّا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ الْعَرَبِیَّ فَوَجَبَ اَنْ یَّجِبَ عَلَیْنَا ذٰلِکَ لِقَوْلِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ سَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی نَیِّفٍ وَّسَبْعِیْنَ فِرْقَۃً کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا فِرْقَۃً وَّاحِدَۃً قِیْلَ وَمَنْ ھُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ وَجْہُ الدَّلِیْلِ اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ ھُوَ وَجَمِیْعُ اَصْحَابِہٖ کَانُوْا مُتَّفِقِیْنَ عَلَی الْقِرَاءَۃِ فِی الصَّلٰوۃِ بِھٰذَا الْقُرْاٰنِ الْعَرَبِیِّ فَوَجَبَ اَنْ یَّکُوْنَ الْقَارِیْ بِالْفَارِسِیَّۃِ مِنْ اَھْلِ النَّارِ تیسری دلیل یہہ ہے کہ رسول علیہ السلام اور تمام اصحاب علیہم الرضوان نے نماز میں قرأت نہیں کی مگر اس قرآن عربی لسان سے پس ہم پر یہہ حکم واجب اور لازم ہوگا واسطے فرمان علیہ السلام کے کہ نزدیک ہے کہ میری امت ستر اور چند گروہ پر متفرق ہوگی تمام اونکے اہل دوزخ ہیں یعنی بموجب اعتقاد کے مگر ایک گروہ یعنی بموجب اعتقاد کے نجات والا ہے سوال کیا گیا یعنی رسول سے پوچھا گیا اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ کون لوگ ہیں فرمایا وہ لوگ ہیں جو اس پر اعتقاد رکھتے ہیں جس پر میں اور میرے اصحاب ہیں وجہ استدلال یہہ ہے کہ رسول علیہ السلام اور تمام اصحاب اُنکے قرأت نماز پر ساتھہ اُس قرآن عربی کے متفق تھے پس یہہ لازم آیا کہ جو شخص نماز میں قرأت فارسی پڑھے وہ اہل دوزخ سے ہوگا (الحجۃ الرابعۃ) اَنَّ اَھْلَ دِیَارِ الْاِسْلَامِ مُطْبِقُوْنَ بِالْکُلِّیَّۃِ عَلٰی قِرَاءَۃِ الْقُرْاٰنِ فِی الصَّلٰوۃِ کَمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی فَمَنْ عَدَلَ عَنْ ھٰذَا الطَّرِیْقِ دَخَلَ تَحْتَ قَوْلِہٖ تَعَالٰی وَمَنْ یَّتَّبِعْ

غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيْرًا چوتھی دلیل یہ کہ تمام
علمائے اہل اسلام کہ قرأت قرآن عربی زبان پر نماز میں متفق ہیں جیسا قرآن کو خدا تعالیٰ نے نازل کیا ہے پس جو شخص
اس طریق سے عدول کریگا پس وہ نیچے اس وعید کے داخل ہوگا خدا تعالیٰ نے فرمایا اور جو سوائے راہ اہل ایمان
کی تابعداری کریگا ہم سونپ دیں گے اوسے وہ چیز جسے وہ دوست رکھتا ہے اور ہم اوسے دوزخ میں داخل
کرینگے اور وہ بری بازگشت ہے (اَلْحُجَّةُ الْخَامِسَةُ) اَنَّ الرَّجُلَ اُمِرَ بِقِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ
فِي الصَّلٰوةِ وَمَنْ قَرَءَ بِالْفَارِسِيَّةِ لَمْ يَقْرَءِ الْقُرْاٰنَ فَوَجَبَ اَنْ لَّا يَخْرُجَ عَنِ
الْعُهْدَةِ اِنَّمَا قُلْنَا اَنَّهٗ اُمِرَ بِقِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ
الْقُرْاٰنِ وَلِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِلْاَعْرَابِيِّ ثُمَّ اقْرَءْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ
وَاِنَّمَا قُلْنَا اِنَّ الْكَلَامَ الْمُرَتَّبَ بِالْفَارِسِيَّةِ لَيْسَ بِقُرْاٰنٍ لِوُجُوْهٍ اَلْاَوَّلُ
قَوْلُهٗ تَعَالٰى وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اِلٰى قَوْلِهٖ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ اَلثَّانِيْ
قَوْلُهٗ تَعَالٰى وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ اَلثَّالِثُ قَوْلُهٗ تَعَالٰى وَلَوْ
جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا وَكَلِمَةُ لَوْ تُفِيْدُ اِنْتِفَاءَ الشَّيْءِ لِانْتِفَاءِ غَيْرِهٖ وَهٰذَا يَدُلُّ
عَلٰى اَنَّهٗ تَعَالٰى مَا جَعَلَهٗ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا فَيَلْزَمُ اَنْ يُّقَالَ اَنَّ كُلَّ مَا كَانَ اَعْجَمِيًّا فَهُوَ
لَيْسَ بِقُرْاٰنٍ اَلرَّابِعُ قَوْلُهٗ تَعَالٰى قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ
هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا فَهٰذَا الْكَلَامُ
الْمَنْظُوْمُ بِالْفَارِسِيَّةِ اِمَّا اَنْ يُّقَالَ اِنَّهٗ عَيْنُ الْكَلَامِ الْعَرَبِيِّ اَوْ مِثْلُهٗ اَوْ لَا عَيْنُهٗ
وَلَا مِثْلُهٗ وَالْاَوَّلُ مَعْلُوْمُ الْبُطْلَانِ بِالضَّرُوْرَةِ وَالثَّانِيْ بَاطِلٌ اِذْ لَوْ كَانَ هٰذَا
النَّظْمُ الْفَارِسِيُّ مِثْلًا لِّذٰلِكَ الْكَلَامِ الْعَرَبِيِّ لَكَانَ الْاٰتِيْ بِهٖ اٰتِيًا بِمِثْلِ الْقُرْاٰنِ
وَذٰلِكَ يُوْجِبُ تَكْذِيْبَ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ فِيْ قَوْلِهٖ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَمَّا ثَبَتَ اَنَّ هٰذَا
الْكَلَامَ الْمَنْظُوْمَ بِالْفَارِسِيَّةِ لَيْسَ عَيْنَ الْقُرْاٰنِ وَلَا مِثْلَهٗ ثَبَتَ اَنَّ قَارِئَهٗ لَمْ
يَكُنْ قَارِئًا لِّلْقُرْاٰنِ وَهُوَ الْمَطْلُوْبُ فَثَبَتَ اَنَّ الْمُكَلَّفَ اُمِرَ بِقِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ وَلَمْ
يَاْتِ بِهٖ فَوَجَبَ اَنْ يَّبْقٰى فِي الْعُهْدَةِ دلیل پنجم یہ کہ آدمی عاقل بالغ مسلمان حکم کیا گیا ساتھ

اور کو کا ذکر کیا شیخ ودرستان شیخ جیلی نے ذکر کرتے ہیں کہ جبکہ رسول علیہ السلام نے زیادتی کی اور شیخ سوال کیا تھا امام رازی نے آپ نے جواب فرمایا کہ یہ آدمی مقصود کو پہونچ گیا کذا فی ابن

قرأت قرآن کے نماز میں۔ اور جو شخص فارسی وغیرہ میں پڑھیگا تو مزور اوسنے قرآن کو نہ پڑھا پس لازم آیا یہہ کہ جہنڈ
نماز سے باہر نہیں ہوا اور نہیں ہمنے کہا مگر یہہ کہ وہ شخص قرأت قرآن کے ساتھہ محکوم ہے واسطے قول اللہ تعالی
کے پس تم وہ چیز جو قرآن سے آسان ہے پڑہو اور واسطے قول علیہ السلام کے جو ایک اعرابی کو فرمایا کہ پہر تو پڑہ
وہ چیز جو قرآن سے تجہے آسان ہو۔ اور کلام فارسی کی ترتیب دی ہوئی کلام قرآن نہیں کئی وجہونسے وجہ
اول یہہ کہ خدا نے فرمایا کہ قرآن اوتارا ہوا پیدا کرنے والے تمام عالم کا ہے ساتھہ زبان عربی ظاہر کے وجہ
دوسری یہہ قول اللہ تعالی کا ہے کہ نہیں بہیجا ہمنے کوئی رسول مگر اوسکی قوم کی زبان کے ساتھہ وجہ تیسری
یہہ قول خدا تعالی کا ہے وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا أَعْجَمِيًّا یعنی اگر ہم اوسکو قرآن عجمی زبان میں کرتے الخ اور
کلمہ لو کا فائدہ نفی چیز کا دیتا ہے بموجب نفی ہونے غیر اوس چیز کے یعنی خدا تعالی نے فرمایا کہ اگر ہم اوس قرآن
کو عجمی زبان میں کرتے تو البتہ کافر لوگ یوں کہتے کہ کیوں نہ اوسکی آیات تفصیل کی گئیں آیا قرآن عجمی ہے
اور نبی عربی پس نفی قرآن عجمی کی بموجب نفی قول اونکے ہے پس جب قول کفار معدوم ہوا تو قرآن کا عجمی
ہونا بہی معدوم ہوا کیونکہ کلمہ لو واسطے نفی چیز اول کے ہوتا ہے یعنی شرط بسبب نفی چیز ثانی کے یعنی جزا پس یہ
قانون اس امر کی دلیل ہے کہ قرآن کو خدا تعالی نے عجمی نہیں کیا پس لازم آیا یہہ کہ تمام وہ چیز جو عجمی زبان میں ہے
یعنی غیر عربی پس وہ قرآن نہیں وجہ چوتھی یہہ قول خدا تعالی کا ہے ۔ تو کہہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم البتہ اگر
آدمی اور جن اس امر پر اتفاق کریں کہ مثل قرآن کی لاویں تو ضرور مثل اوسکی نہ لاوینگے اگرچہ بعض اونکا واسطے
بعض کے مددگار ہو۔ پس کلام فارسی یا عین کلام عربی ہوگی یا مثل اوسکی امر اول باطل ہے اور مثل ہونا
بہی باطل ہے کیونکہ اگر یہہ نظم فارسی مثل کلام عربی کی ہو تو البتہ لانیوالا اوسکا لانے والا مثل قرآن کا ہوگا
اور یہہ واجب کرتا ہے تکذیب کلام الہی کو کیونکہ خدا نے تعالی نے فرمایا ہے کہ مثل قرآن کی جن اور آدمی نہ لاسکینگے
جبکہ ثابت ہوا یہہ کہ کلام فارسی عین قرآن اور مثل قرآن نہیں پس ثابت ہوا یہہ امر کہ قاری ترجمہ فارسی کا قرآن
کا قاری نہیں اور یہی مطلوب ہے۔ چونکہ مکلف ساتھہ قرأت قرآن کے مامور ہے جب اوسنے نماز میں قرأت
قرآن نہ کی تو نماز اوسکے ذمہ باقی رہیگی پس نظم فارسی نہ عین قرآن اور نہ مثل قرآن ہے (الحجۃ السادسۃ)
مَا رَوَاهُ ابْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَا تُجْزِئُ
صَلٰوةٌ لَا يُقْرَأُ فِيهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَنَقُولُ هٰذِهِ الْكَلِمَاتُ الْمَنْظُومَةُ بِالْفَارِسِيَّةِ

وَاِمَّا اَنْ يَقُوْلَ اَبُوْحَنِيْفَةَ اِنَّهَا قُرْاٰنٌ اَوْ يَقُوْلَ اِنَّهَا لَيْسَتْ بِقُرْاٰنٍ اَلْاَوَّلُ جَهْلٌ
عَظِيْمٌ وَخُرُوْجٌ عَنِ الْاِجْمَاعِ وَبَيَانُهٗ مِنْ وُجُوْهٍ اَلْاَوَّلُ اَنَّ اَحَدًا مِنَ الْعُقَلَاءِ لَا يُجَوِّزُ
فِيْ عَقْلِهٖ وَدِيْنِهٖ اَنْ يَقُوْلَ اِنَّ قَوْلَ الْقَائِلِ دوستان دربهشت قُرْاٰنٌ اَلثَّانِيْ يَلْزَمُ
اَنْ يَكُوْنَ الْقَادِرُ عَلٰى تَرْجَمَةِ الْقُرْاٰنِ اٰتِيًا بِقُرْاٰنٍ مِثْلِ الْاَوَّلِ وَذٰلِكَ بَاطِلٌ
دلیل چھٹی وہ حدیث ہے جسکو ابن منذر نے ابوہریرہ سے روایت کیا ہے ابوہریرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز روا نہیں ہوتی جسمیں فاتحہ کتاب نہ
پڑھی جاوے امام فخر رازی تحریر کرتے ہیں کہ ہم پوچھتے ہیں کہ یہ کلمات فارسی ترجمہ دو حال سے خالی نہیں
یا اونکو ابوحنیفہ قرآن قرار دیگا یا نہیں امر اول بہت بڑی جہالت ہے اور اجماع کے خلاف اور باہر جانا ہے
اور بیان اسکا کئی وجہوں سے ہے وجہ اول یہ کہ کوئی عقلمند اپنی عقل اور دینداری میں یہ تجویز نہیں کرسکتا
کہ کہے یہ کہ قول قایل دوستان دربہشت قرآن مجید ہے دوسری وجہ یہ کہ لازم آتا ہے کہ قدرت والا
ترجمہ قرآن پر مثل قرآن منزل کی لانے والا ہوا اور یہ باطل ہے **ف** کلام میں ثابت ہوا کہ ترجمہ قرآن
قرآن نہیں خواہ کوئی زبان ہو (الحجۃ السابعۃ) رَوٰی عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ اَوْفٰی اَنَّ رَجُلًا
قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ لَا اَسْتَطِيْعُ اَنْ اَحْفَظَ الْقُرْاٰنَ كَمَا يَحْسُنُ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اِلٰى اٰخِرِ هٰذَا الذِّكْرِ وَجْهُ الدَّلِيْلِ اَنَّ الرَّجُلَ
لَمَّا سَأَلَهٗ عَمَّا يُجْزِئُهٗ فِي الصَّلٰوةِ عِنْدَ الْعَجْزِ عَنْ قِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ الْعَرَبِيِّ اَمَرَهُ الرَّسُوْلُ
عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالتَّسْبِيْحِ وَذٰلِكَ يُبْطِلُ قَوْلَ مَنْ يَقُوْلُ اِنَّهٗ يَكْفِيْهِ اَنْ يَقُوْلَ دوستان
دربہشت ۔ ساتویں دلیل یہ کہ مروی ہے عبداللہ بن ابی اوفی سے کہ ایک آدمی نے کہا اے رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم مجھکو یہ قدرت نہیں کہ میں قرآن سے یاد کروں اسقدر کہ نماز میں مجزی ہووے پس رسول
علیہ السلام نے فرمایا کہ کہہ سبحان اللہ والحمد للہ آخر اس ذکر تک وجہ تمسک کی یہ کہ آدمی مذکور نے جب حضرت
سے سوال کیا اسقدر قرآن سے کہ وقت عاجز ہونیکے قرآن عربی سے کفایت کرے رسول علیہ السلام نے اسکو حکم
ساتھ تسبیح کے دیا اور یہ حدیث باطل کرتی ہے قول اوس شخص کے کو جو قایل ہو کہ دوستان دربہشت کہنا کافی
ہے (الحجۃ الثامنۃ) يُقَالُ اِنَّ اَوَّلَ الْاِنْجِيْلِ هُوَ قَوْلُهٗ بِسْمِ اِلٰهًا رَحْمَانًا و

مرحیانا وهذا هو عين ترجمة بسم الله الرحمن الرحيم فلو كانت ترجمة القرآن
نفس القرآن لقالت النصارى إن هذا القرآن إنما أخذته من عين الانجيل ولما لم
يقل أحد هذا علمنا أن ترجمة القرآن لا تكون قرآنا دلیل آٹھویں یہ کہ منقول ہے
کہ پہلے انجیل کے یوں عبارت ہے بسم الالٰہ رحمانا و مرحیانا اور یہ بعینہ ترجمہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کا ہے پس
ترجمہ قرآن اگر میں قرآن ہوتا تو نصاری حضرت سے کہتے کہ تمنے اس قرآن کو عین انجیل سے لیا ہے حالانکہ
اسکا کوئی بھی قائل نہیں پس معلوم ہوا کہ ترجمہ قرآن قرآن نہیں (الحجة التاسعة) إنا إذا ترجمنا
قوله تعالى فابعثوا أحدكم بورقكم هذه إلى المدينة فلينظر أيها أزكى طعاما
فليأتكم برزق منه كان ترجمته بفرستید یکے از شما باین نقرہ خود بشہر پس بنگرد کہ کدام طعام بہترست پس
پارہ ازان بیارد ومعلوم أن هذا الكلام من جنس كلام الناس لفظا ومعنا فوجب
أن لا تجوز الصلوة به لقوله عليه الصلوة والسلام إن صلوتنا هذه لا يصلح
فيها شيء من كلام الناس وإذا لم تنعقد الصلوة بترجمة هذه الآية فكذا
بترجمة سائر الآيات لأنه لا قائل بالفرق وأيضا فهذه الحجة جارية في ترجمة
قوله تعالى هماز مشاء بنميم إلى قوله تعالى ذلك زنيم فإن ترجمتها تكون شتما
من جنس كلام الناس في اللفظ والمعنى وكذلك قوله تعالى ادع لنا ربك يخرج لنا
مما تنبت الأرض من بقلها وقثائها فإن ترجمة هذه الآية تكون من جنس كلام
الناس لفظا ومعنا وهذا بخلاف ما إذا قرأنا عين هذه الآية بهذه الألفاظ
لأنها بحسب تركيبها المعجز ونظمها البديع تمتاز عن كلام الناس والعجب من
الخصوم أنهم قالوا إنه لو ذكر في آخر التشهد دعاء يكون من جنس
كلام الناس فسدت صلوته ثم قالوا تصح الصلوة بترجمة هذه الآيات
مع أن ترجمتها عين كلام الناس لفظا ومعنى نویں دلیل یہ کہ جب ہم ترجمہ آیت فابعثوا
الخ کا کریں تو فارسی میں یہ ہوگا - بفرستید یکے از شما باین نقرہ خود بشہر پس بنگرد کہ کدام بہترست از روے
طعام پارہ ازان بیارد اور ظاہر معلوم ہے کہ یہ کلام باعتبار معنی اور لفظ کے جنس کلام لوگوں سے ہے

پس ضرور ہو یہہ کہ نماز اس کلام کے ساتھہ جایز نہو اسواسطے فرمان علیہ السلام کے کہ تحقیق ہماری نماز یہہ ہے
اسمیں کوئی چیز کلام لوگونسے صلاحیت نہیں رکھتی۔ جب ساتھہ ترجمہ ایک آیت کے نماز منعقد نہوئی تو
تمام آیات کے ترجمات سے بھی منعقد نہوگی کیونکہ کوئی شخص ساتھہ فرق کے قایل نہیں اور یہی یہی دلیل جاری
ہے ترجمہ آیۃ ہمّاز مشّاء بنمیم میں آخر آیہ زنیم تک کیونکہ ترجمہ اسکا بھی جنس کلام لوگونسے بموجب لفظ اور
معنی کے دشنام ہوگا اور اسیطرح ترجمہ آیت اُدْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْبِتُ الْاَرْضُ مِنْ بَقْلِهَا
وَقِثَّائِهَا کا کیونکہ اس آیت کا ترجمہ بھی جنس کلام لوگونسے از روے لفظ اور معنی کے ہوگا اور مخالف ہے
اسکے وہ چیز کہ جب کہ ہم اس آیت کو ساتھہ الفاظ منزلہ کے تلاوت کریں۔ کیونکہ وہ کلام باعتبار اعجاز
ترکیب ونظم بدیع عجیب کے کلام لوگونسے ممتاز ہے اور تعجب خصوم مخالفین سے ہے جو قایل ہیں کہ اگر آخر تشہد کے
دعا جنس کلام لوگون سے ذکر کیجاوے تو نماز فاسد ہوتی ہے یہہ کہتے ہیں کہ ترجمہ ان آیات سے نماز صحیح
ہوتی ہے باوجود اس امر کے کہ ترجمہ انکا باعتبار لفظ اور معنی کے عین کلام لوگونکا ہے۔ (اَلْحُجَّةُ الْعَاشِرَةُ)

قَوْلُهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اُنْزِلَ الْقُرْاٰنُ عَلٰى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ كُلُّهَا شَافٍ كَافٍ
وَلَوْ كَانَتْ تَرْجَمَةُ الْقُرْاٰنِ بِحَسْبِ كُلِّ لُغَةٍ قُرْاٰنًا لَكَانَ قَدْ اُنْزِلَ الْقُرْاٰنُ عَلٰى
اَكْثَرَ مِنْ سَبْعَةِ اَحْرُفٍ لِاَنَّ عَلٰى مَذْهَبِهِمْ قَدْ حَصَلَ بِحَسْبِ كُلِّ لُغَةٍ قُرْاٰنٌ عَلٰى
حِدَةٍ وَحِيْنَئِذٍ لَا يَصِحُّ حَصْرُ حُرُوْفِ الْقُرْاٰنِ فِي السَّبْعَةِ۔ دسویں دلیل یہہ کہ حدیث
میں وارد ہے کہ قرآن سات حرفون پر اُتارا گیا ہے ہر ایک حرف شافی کافی ہے اور اگر ترجمہ قرآن
کا باعتبار ہر لغت کے قرآن ہوتا تو ضرور وہ زیادہ پر سات حرف سے اُتارا گیا ہوتا کیونکہ بموجب مذہب
خصوم کے باعتبار ہر لغت کے قرآن علیحدہ حاصل ہوگا اور اسوقت حصر قرآن کا سات حرف میں صحیح نہوگا
ف تفصیل حدیث کی دوسرے مقام میں کیجاویگی انشاء اللہ تعالی۔ (اَلْحُجَّةُ الْحَادِيْ عَشَرَ)

اِنَّ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ تَصِحُّ الصَّلٰوةُ بِجَمِيْعِ الْاٰيَاتِ وَلَا شَكَّ اَنَّهُ قَدْ حَصَلَ فِي التَّوْرٰيةِ
اٰيَاتٌ كَثِيْرَةٌ مُطَابِقَةٌ لِمَا فِي الْقُرْاٰنِ مِنَ الثَّنَاءِ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَمِنْ تَعْظِيْمِ اَمْرِ الْاٰخِرَةِ
وَتَقْبِيْحِ الدُّنْيَا فَعَلٰى قَوْلِ الْخَصْمِ تَكُوْنُ الصَّلٰوةُ صَحِيْحَةً بِقِرَاءَةِ الْاِنْجِيْلِ وَالتَّوْرٰيةِ
وَبِقِرَاءَةِ زَنْدٍ وَاِبِسْتَانٍ وَلَوْ اَنَّهُ دَخَلَ الدُّنْيَا وَعَاشَ مِائَةَ سَنَةٍ وَلَمْ يَقْرَاْ حَرْفًا

مِنَ الْقُرْاٰنِ بَلْ كَانَ مُوَاظِبًا عَلٰى قِرَاءَةِ زَنْدٍ وَاِنْسَانٍ فَاِنَّهُ يَلْقَى اللهَ تَعَالٰى مُطِيْعًا وَ
مَظْلُوْمًا بِاَنْفُسٍ وَرَتَّهِ اَنَّ هٰذَا الْكَلَامَ لَا يَلِيْقُ بِدِيْنِ الْمُسْلِمِيْنَ گیارہویں دلیل یہہ کہ نزدیک
ابی حنیفہ رح کے تمام آیات کے ساتھہ نماز صحیح ہوتی ہے اور بیشک توراۃ اور انجیل میں بہت سی آیات حاصل
ہیں کہ موافق قرآن کے ہیں تعریف خدا اور بزرگی آخرت اور قباحت دنیا سے پس بنا بر قول خصم کے ساتھہ
قرأت توریت اور انجیل اور زند اور انسان کے نماز صحیح ہوگی اور اگر آدمی دنیا میں داخل ہوا تو مسلمان [illegible]
رہے اور قرآن منزل سے کوئی حرف نہ پڑہا۔ بلکہ اوسنے قرأت زند اور انسان پر دوام کیا [illegible]
زنا [illegible] ہوکر خدا کی ملاقات کریگا۔ بداہت سے معلوم ہوا کہ یہہ کلام ساتھہ دین اہل اسلام کے لایق نہیں (الحجۃ
الثانیۃ عشرۃ) اَنَّهُ لَا تَرْجَمَةَ لِلْفَاتِحَةِ اِلَّا اَنْ نَقُوْلَ الثَّنَاءُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَرَازِقِ
الْمُحْتَاجِيْنَ وَالْقَادِرِ عَلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ اَنْتَ الْمَعْبُوْدُ وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ اِهْدِنَا اِلٰى
طَرِيْقِ اَهْلِ الْعِرْفَانِ لَا اِلٰى طَرِيْقِ اَهْلِ الْخِذْلَانِ وَاِذَا ثَبَتَ اَنَّ تَرْجَمَةَ الْفَاتِحَةِ لَيْسَتْ
اِلَّا هٰذَا الْقَدْرَ اَوْ مَا يَقْرُبُ مِنْهُ فَمَعْلُوْمٌ اَنَّهُ لَا خُطْبَةَ اِلَّا وَقَدْ حَصَلَ فِيْهَا هٰذَا
الْقَدْرُ فَوَجَبَ اَنْ يُقَالَ الصَّلٰوةُ صَحِيْحَةٌ بِقِرَاءَةِ جَمِيْعِ الْخُطَبِ لَمَّا كَانَ ذٰلِكَ بَاطِلًا
عَلِمْنَا فَسَادَ هٰذَا الْقَوْلِ بارہوین دلیل کہ ترجمہ سورہ فاتحہ کا نہیں مگر کہ یہہ کہیں ہم ثنا واسطے خدا پیدا کرنے والے
تمام جہان کے رحمان محتاجونکے جو قادر دن جزا پر ہے تو معبود اور تو مستعان ہے۔ ہمکو اہل عرفان کی راہ
ہدایت کر نہ طرف راہ اہل خذلان کی پس جب ثابت ہوا کہ ترجمہ سورہ فاتحہ کا نہیں ہے مگر اسقدر یا وہ چیز کہ
نزدیک ہے اس سے اور معلوم کیا گیا ہے کہ کوئی خطبہ کلام کا نہیں ہوتا مگر اسمیں اسقدر حاصل ہوتا ہے پس لازم آیا یہہ کہ کہا
جاوے کہ نماز ساتھہ قرأت تمام خطبونکے صحیح ہے جب یہہ باطل ہے پس فاسد ہونا اس قول کا معلوم کیا ہمنے
(اَلْحُجَّةُ الثَّالِثَةَ عَشَرَةَ) لَوْ كَانَ هٰذَا جَائِزًا لَكَانَ قَدْ اَذِنَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِسَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ اَنْ يَقْرَاَ الْقُرْاٰنَ بِالْفَارِسِيَّةِ وَيُصَلِّيْ بِهَا وَلَكَانَ
قَدْ اَذِنَ لِصُهَيْبٍ فِيْ اَنْ يَقْرَاَ بِالرُّوْمِيَّةِ وَلِبِلَالٍ فِيْ اَنْ يَقْرَاَ بِالْحَبَشِيَّةِ وَلَوْ كَانَ
هٰذَا الْاَمْرُ مَشْرُوْعًا لَاشْتَهَرَ جَوَازُهُ فِي الْخَلْقِ فَاِنَّهُ يَعْظُمُ فِيْ اَسْمَاعِ اَرْبَابِ اللُّغَاتِ
بِهٰذَا الطَّرِيْقِ لِاَنَّ ذٰلِكَ يُزِيْلُ عَنْهُمْ اِتْعَابَ النَّفْسِ فِيْ تَعَلُّمِ اللُّغَةِ الْعَرَبِيَّةِ وَيَحْصُلُ بِكُلِّ

قومٍ فخرٌ عظیمٌ فی ان تحصل لھم قراٰن بالغتھم الخاصۃ ونعلوم ان تجویزہ یفضی الی انہ اس القراٰن بالکلیۃ وذالک لایقولہ مسلم تیرھویں دلیل یہ کہ اگر یہ جائز ہوتا تو یقینًا اس امر پر نص ہوتا کہ تحقیق اذن دیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسی کو سانہہ پڑہنے قرآن اور نماز کے فارسی زبان میں اور البتہ صہیب رومی کے واسطے رومی زبان میں پڑہنے کا اذن دیا ہوتا اور بلال کو حبشی زبان میں اور اگر ضرور یہ امر مشروع ہوتا تو البتہ جواز اسکا صحابہؓ میں مشہور رہتا کیونکہ یہ امر بہت بزرگی کا ہے یعنی سننے اہل لغت کے اس طریق کو کیونکہ یہ رستہ رنج اور مشقت نفس کو جو تعلیم اور تعلم لغت عربی میں ہوتی ہے اوسے دور کرتا ہے اور ہر قوم کو فخر بزرگ حاصل ہوتا کیونکہ اونکی خاص لغت میں اونکے واسطے قرآن حاصل ہوتا اور ظاہر معلوم کہ جائز رکھنا اسکا ہر وجہ سے قرآن کے مٹ جانیکی طرف پہونچاتا ہے اور اس بات کا کوئی مسلمان قائل نہیں (الحجۃ الرابعۃ عشرۃ) لو جازت الصلوۃ بالقراءۃ بالفارسیۃ لما جازت بالقراءۃ بالعربیۃ وھذا جائزٌ وذاک غیر جائزٍ بیان الملازمۃ ان الفارسی الذی لایفھم من العربیۃ شیئًا لم یفھم من القراٰن العربی شیئًا البتۃ اما اذا قرء القراٰن بالفارسیۃ فھم المعنی واحاط بالمقصود وعرف ما فیہ من الثناء علی اللہ ومن الترغیب فی الاٰخرۃ والتنفیر عن الدنیا ومعلوم ان المقصد الاقصی من اقامۃ الصلوۃ حصول ھذہ المعانی قال تعالی اقم الصلوۃ لذکری وقال تعالی افلا یتدبرون القراٰن ام علی قلوب اقفالھا فثبت ان قراءۃ الترجمۃ تفید ھذہ الفوائد العظیمۃ وقراءۃ القراٰن باللفظ العربی تمنع حصول ھذہ الفوائد فلو کانت القراءۃ بالفارسیۃ قائمۃ مقام القراءۃ بالعربیۃ فی الصحۃ ثم ان القراءۃ بالفارسیۃ تفید ھذہ الفوائد العظیمۃ والقراءۃ بالعربیۃ مانعۃ منھا لوجب ان تکون القراءۃ بالعربیۃ محرمۃ وحیث لم یکن الامر کذالک علمنا ان القراءۃ بالفارسیۃ غیر جائزۃ چودھویں دلیل یہ کہ اگر نماز فارسی میں روا ہوتی تو ضرور عربی زبان میں نماز نا جائز ہوتی حالانکہ عربی میں جائز ہے اور فارسی میں روا نہیں بیان لزوم اور ملازمت کا یہ ہے کہ فارسی زبان والا جو لغت عربی سے کچھ نہیں جانتا تو ضرور یقینًا کوئی

چیز قرآن عربی سے نہ سمجھے گا لیکن جب وہ فارسی والا قرآن کو فارسی لغت میں پڑھیگا تب معنی کو خوب سمجھیگا اور مقصود کو نگہیر اکریگا اور یہی نتیجا جو کچھ اوسمیں ہے تعریف خدا او ترغیب آخرت اور نفرت دنیا سے اور یہہ بات معلوم ہے کہ نہایت مقصود نماز کے قایم کرنیسے حصول ان معانی کا ہے کیونکہ خدا نے فرمایا ہے کہ تم نماز کو قایم کرو میرے یاد کرنیکے وقت اور فرمایا ہے کہ آیا پس وہ قرآن میں تدبر نہیں کرتے یا اُنکے دلونپر قفل ہیں پس ثابت ہوا یہہ امر کہ ترجمہ کی قرأت ان بزرگ فوایدکی مفید ہے اور قرأت قرآن کی لفظ عربی میں حصول ان فوایدسے مانع ہے پس اگر قرأت فارسی قایمقام قرأت عربی کے صحت نماز میں ہو پہر قرأت فارسی ان بزرگ فوایدکی مفید ہو اور قرأت عربی اُن فوایدسے مانع ہو تو البتہ واجب ہے کہ قرأت عربی حرام ہو جبکہ حکم حرمت عربی کا ایسا وارد نہیں تو ہمنے معلوم کیا کہ ضرور قرأت فارسیہ جایز نہیں **ف** پس ہم زبان عجمی کا یہی حکم ہے (اَلْحُجَّةُ الْخَامِسَةُ عَشَرَةَ) اَلْمُقْتَضِي لِبَقَاءِ الْاَمْرِ بِالصَّلٰوةِ قَائِمٌ وَالْفَارِقُ ظَاهِرٌ اَمَّا الْمُقْتَضِي فَلِاَنَّ التَّكْلِيْفَ كَانَ ثَابِتًا وَالْاَصْلُ فِي الثَّابِتِ الْبَقَاءُ وَاَمَّا الْفَارِقُ فَهُوَ اَنَّ الْقُرْاٰنَ الْعَرَبِيَّ كَمَا اَنَّهٗ يُطْلَبُ قِرَاءَتُهٗ لِمَعْنَاهُ كَذٰلِكَ تُطْلَبُ قِرَاءَتُهٗ لِاَجْلِ لَفْظِهٖ وَذٰلِكَ مِنْ وَجْهَيْنِ الْاَوَّلُ اَنَّ الْاِعْجَازَ فِي فَصَاحَتِهٖ وَفَصَاحَتُهٗ فِي لَفْظِهٖ وَالثَّانِي اَنَّ تَوْقِيْفَ صِحَّةِ الصَّلٰوةِ عَلٰى قِرَاءَةِ لَفْظِهٖ يُوْجِبُ حِفْظَ تِلْكَ الْاَلْفَاظِ وَكَثْرَةُ الْحِفْظِ مِنَ الْخَلْقِ الْعَظِيْمِ يُوْجِبُ بَقَاءَهٗ عَلٰى وَجْهِ الدَّهْرِ مَصُوْنًا عَنِ التَّحْرِيْفِ وَذٰلِكَ يُوْجِبُ تَحْقِيْقَ مَا وَعَدَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِقَوْلِهٖ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ اَمَّا اِذَا قُلْنَا اِنَّهٗ لَا يَتَوَقَّفُ صِحَّةُ الصَّلٰوةِ عَلٰى قِرَاءَةِ هٰذَا النَّظْمِ الْعَرَبِيِّ فَاِنَّهٗ يَخْتَلُّ هٰذَا الْمَقْصُوْدُ فَثَبَتَ اَنَّ الْمُقْتَضِيَ قَائِمٌ وَالْفَارِقُ ظَاهِرٌ۔ پندرہویں دلیل یہہ کہ چیز طالب واسطے باقی رکھنے حکم نماز کے قایم اور موجود ہے اور چیز فارق کا وجود ظاہر ہے۔ لیکن مرطالب کا وجود اسلیے ہے کہ تکلیف کا ثبوت ہے اور قانون چیز ثابت میں باقی رہنا اوسکا ہے لیکن امر فارق پس وہ یہہ ہے کہ قرآن عربی جیسا کہ بموجب معنی کے قرأت اوسکی مطلوب اور مقصود ہے ایسا ہی اوسکی قرأت بموجب لفظ کے مطلوب ہے اور یہہ دو وجہ سے ہے وجہ اول یہ کہ اعجاز قرآن اوسکی فصاحت میں ہے اور اوسکی فصاحت اوسکے الفاظ میں ہے دوسری وجہ یہہ کہ موقوف ہونا صحت

نماز کا قرات لفظ قرآن پر یاد کرنے الفاظ قرآن کو واجب کرتا ہے اور کثرت حفظ کی مخلوق عظیم سے اوسکی بقا کو تمام زمان میں واجب کرتی ہے اور وہ قرآن تحریف سے صیانت اور نگاہ رکھا گیا ہے اور یہہ موجب ہے نبوت اوس چیز کا جسکا خدا تعالی نے ساتھ قول اپنے کے حفظ سے وعدہ کیا ہے۔ فرمایا کہ ہمنے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم البتہ واسطے اوسکے نگاہ رکھنے والے ہیں اور جب ہم یہہ کہیں کہ صحت نماز کی اس قرآن منزل عربی پر موقوف نہیں تو قرآن میں خلل واقع ہوگا اور مطلوب ومقصود حفظ نہ ہوگا پس ثابت ہوا یہہ کہ مقتضی دائم ہے اور فارق ظاہر ہے **ف** چونکہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا رجوع ثابت ہوا پس وجہہ تمام وجوہ اعتراض وارد نہوئے۔ اب فصل جواب مقدمات سے ختم ہوا اور جواب بعضے اقوال مراہبا اور دلیل اونکا شروع ہوا باحسان اللہ وتوفیق اللہ وعونہ۔ **قولہ** جو نمازی مشہور ہیں در بلا فہم معانی عربی نماز خوانی کر رہے ہیں اونسے بھی گئے گذرے ہیں جو نماز کو نہیں ادا کرتے الخ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نقل کرتے ہیں الخ کسلیے حکم کی تعمیل کرتے ہیں الخ قرآن مجید میں حکم نہیں اور نہ کتب صحاح ستہ میں اور نہ کسی امام سے اور نہ خلفا سے کہ بلا فہم معانی نماز گذاری ہو سالخ مختصراً۔ اَقُوْلُ بِتَوْفِیْقِ اللّٰہِ وَعَوْنِہٖ خدا تعالی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم نہیں فرمایا کہ بلا فہم معانی نماز جایز نہیں ہوتی اور نہ حکم کیا عدم جواز کا کسی صحابی اور نہ کسی مجتہد نے اگر مدعی کے پاس کوئی دلیل شرعی ہے تو ظاہر کرے، تو تعمیل حکم اور اطاعت قرآن اور سنت کو استہزا کرنا قدیمی طریق اہل کفر کا ہے کہ کفار بانگ اور نماز اور قرآن پر تمسخر یا اور طعن کرتے تھے۔ فہم معانی رکن اور شرط صحت نماز سے نہیں ہے، اور نہ کسی مجتہد نے اوسکی رکنیت اور شرطیت بیان کی ہے اور نہ کتاب اللہ اور حدیث میں اوسکا ذکر ہے بلکہ قرآن مجید اور حدیث میں یہہ ہے کہ حکم شارع کا بجالاؤ واسطے رضامندی اوسکی کے کیا خوب قول ہے رضائے مولی از ہمہ اولی شرح عقاید اور نبراس اور شرح فقہ اکبر اور عالمگیری وغیرہ میں ثابت ہے کہ اہانت واستخفاف واستہزا وانکار شریعت کفر ہے۔ مخلص اہل اسلام اسپر اعتقاد کرتے ہیں اور ملحد مرتد زندیق منافق احکام شریعت پر انکار اور طعن کرتے ہیں اور فرق اہل اسلام کا جو پابند نماز کے ہیں غیر اہل اسلام سے ہے نماز سے انکار کرتے ہیں اور نمازی اور غیر نمازی کو برابر جانتے ہیں یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ قَلِّبْ قُلُوْبَهُمْ عَلَى الْاِرْشَادِ ہم کیا مناسب اور خوب ہے یہ قول۔ اے بسا ابلیس آدم روے ہست + پس بہر دستے نباید داد دست + کار شیطان میکند نامش ولی + گر ولی این ست لعنت بر ولی + فقیر غیر شرع اور عالم بے عمل عوام کو گمراہ کرتے ہیں اور احکام شریعت کی

بیان جواب اقوال مرہم

جائز نہیں کرتے ان لوگوں نے وہ لوگ بری حالت میں ہیں جو اپنے خیالات اور اوہام کو حکم خدا و رسول پر مقدم کرتے ہیں عوام اپنے قصور سے گنہگار رہتے ہیں اور یہہ لوگ اونکے درجہ سے بڑہ جاتے ہیں: خلاصہ حدیث ترمذی کہ اول دین غریب تھا پھر نزدیک ہے کہ غریب ہو جاویگا۔ اسمیں پیش گوئی ہے کہ لوگ اسلام سے نکلکر غیر اسلام میں داخل ہونگے ملحد کرشتان وغیرہ ہو جاینگے عقل سلیم کو اسمیں اشارہ کافی ہے اس حدیث شریف میں بہی کچہہ ثابت نہیں کہ عوام کی نماز درست نہیں جو شرایط اور ارکان سے ادا کیجاتی ہے کہ جسکی صحت میں فقہا کو کچہہ کلام نہیں جیسا کہ اسکی تفصیل آویگی ہو نہ تعالی قولہ پہلا قاعدہ مرد عاقل کوئی فعل یا گفتگو بغیر سوچے سمجھے نہیں کرتا الخ اَقُوْلُ بِتَوْفِیْقِ اللّٰہِ وَعَوْنِہٖ اس قانون کو دعوے سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ مدعی کا دعوی یہہ ہے کہ نماز غیر لولی عرب میں پڑہی جاوے علاوہ یہہ کہ نماز بغیر نیت کے نہیں ہوتی۔ پس اسمیں علم اجمالی اور نیت مع شرط اور رکن کے کافی ہے جیسا کہ ایمان میں علم اجمالی کافی ہے قطع نظر دلایل اور براہین سے۔ البتہ مزید یہہ ثابت ہے کہ فعل فاعل مختار کا بلا قصد اور ارادے کے نہیں ہوتاہے قولہ۔ دوسرا قاعدہ اگر کسی شخص سے ناواقفی کے حال میں کوئی برا کام سرزد ہوا الخ اَقُوْلُ بِعَوْنِہٖ تَعَالٰی یہہ قانون بہی دعوے کے مخالف اور قیاس مع الفارق ہے کیونکہ یہہ عجمی زبان میں نماز پڑہنا ثابت نہیں علاوہ یہہ کہ علم اجمالی نماز میں اور ارادہ اور شرائط و ارکان کافی ہے کیونکہ نماز عبارت ہے افعال و اقوال مخصوصہ سے۔ اور ظاہر ہے کہ یہہ افعال و اقوال بغیر علم کے صادر نہیں ہوتے جیسا کہ نائم یا مجنون کا فعل غیر معتبر ہوتا ہے واسطے عدم قصد کے توضیح اسکی یہہ ہے کہ نیت لغت میں عزم کرنا دلکا ایک چیز پر اور اصطلاح میں قصد کرنا عبادت اور نزدیکی کا ہے طرف اللہ کی بیچ پیدا کرنے فعل کے یا ترک کی جو موافق ہو واسطے کہینچنے نفع یا دفع ضرر کے حالا ہو یا بطور مآل کے ہو دنیاوی ہو یا اخروی اور حکم دو قسم ہے دنیوی اور اخروی دنیاوی حکم یہہ ہے کہ صحیح ہونا شے کا یا فاسد ہونا۔ اخروی یہہ کہ اوسپر ثواب یا عذاب کا ہونا اور عبادات میں نیت شرط ہے اور دلیل اسکی اجماع ہے اور دوسری آیت ہے وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ اور تیسری حدیث ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ اور یہہ حدیث صحاح ستہ میں موجود ہے کذا فی الحموی لیکن شامی میں مذکور ہے کہ دلیل فقط اجماع ہے اور نہ آیت کیونکہ عبادت سے مراد توحید ہے اور نہ حدیث کیونکہ مراد اوس سے حکم اخروی ہے جو ثواب اور عذاب ہے اور اسمیں تعرض صحت اور فساد کا نہیں مجرد حکم دنیوی ہے اسیواسطے

فقہانے اتفاق کیا ہے کہ نہیں عذاب ورنہ ثواب مگر ساتھ نیت کے لیکن حدیث میں وارد ہے کہ نیک کام کے ارادہ
کرنیسے ایک نیکی کا ثواب حاصل ہوتا ہے جب وہ نیک کام وقوع میں آوے تو دس نیکی کا ثواب حاصل ہوتا ہے اور
بُرے کام کے قصد سے گناہ نہیں لکھا جاتا ہے مگر وقوع ہوگا تو ایک گناہ ہوتا ہے۔ ظاہر او ثابت ہے کہ حسد اور
بخل و کبر گناہ ہیں لکا ہر بس ممکن ہے کہ مراد نیت سے قول فقہا میں نیت جازمہ ہو اور حدیث میں غیر جازمہ ہو کافی
شرح المشکوٰۃ ۔ فِي الْحَمَوِيّ اَلْاِجْمَاعُ عَلٰى اَنْ لَا ثَوَابَ وَلَا عِقَابَ اِلَّا بِالنِّيَّةِ فِي الْاِعْتِبَارِ
الْاُخْرَوِيُّ هُوَ الثَّوَابُ وَاسْتِحْقَاقُ الْعِقَابِ وَالدُّنْيَوِيُّ هُوَ الصِّحَّةُ وَالْفَسَادُ اَيْضًا فِي الْاَشْبَاهِ
اَمَّا فِي الْعِبَادَاتِ كُلِّهَا هِيَ شَرْطُ صِحَّتِهَا اِلَّا الْاِسْلَامَ فَاِنَّهُ يَصِحُّ بِدُوْنِهَا لیکن وہ عبادت جو نہ مشتبہ
ہو ساتھ غیر اپنے کے اوسمیں نیت شرط نہیں مثل ایمان اور خوف و رجا اور نیت و قرأت قرآن کی کیونکہ وہ متمیز ہیں اپنے
غیر کے ساتھ مشتبہ نہیں ہوتے یعنی جو چیز عبادت متمیز ہیں محتاج طرف نیت کی اور نہ نیت نیت کی طرف محتاج ہے
فِي الْاَشْبَاهِ وَمَا لَا يَلْتَبِسُ بِغَيْرِهِ لَا تُشْتَرَطُ فِيْهِ كَالْاِيْمَانِ بِاللّٰهِ تَعَالٰى كَمَا قَدَّمْنَاهُ وَالْمَعْرِفَةِ
وَالْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ وَالنِّيَّةِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ وَالْاَذْكَارِ لِاَنَّهَا مُتَمَيِّزَةٌ لَا تَلْتَبِسُ بِغَيْرِهَا وَمَا
عَدَّ الْاِيْمَانَ لَمْ اَرَهُ صَرِيْحًا وَلٰكِنَّهُ يَتَخَرَّجُ عَلَى الْاِيْمَانِ الْمُصَرَّحِ بِهٖ ثُمَّ رَاَيْتُ ابْنَ
وَهْبَانَ فِي شَرْحِ الْمَنْظُوْمَةِ قَالَ اِنَّ مَا لَا يَكُوْنُ اِلَّا عِبَادَةً لَا يَحْتَاجُ اِلَى النِّيَّةِ وَذَكَرَ اَيْضًا
اَنَّ النِّيَّةَ لَا تَحْتَاجُ اِلٰى نِيَّةٍ وَنَقَلَ الْعَيْنِيُّ فِي شَرْحِ الْبُخَارِيِّ الْاِجْمَاعَ عَلٰى اَنَّ التِّلَاوَةَ وَالْاَذْكَارَ
وَالْاَذَانَ لَا تَحْتَاجُ اِلَى النِّيَّةِ اور حموی میں ہے کہ یہ بات گذر چکی کہ اذان میں نیت شرط ہے واسطے حاصل کرنے ثواب کے
اشباہ میں مذکور ہے کہ آدمی نمازی چند قسم ہیں بعض وہ جو جانتے ہیں فرائض کو اور سنتوں کو اور جانتے ہیں معنی فرض کے
کہ اوسکے کرنے پر ثواب ہوتا ہے اور نہ کرنیسے عذاب ہوتا ہے اور سنت کے کرنیسے ثواب ہوتا ہے اور نہ کرنے
سے عذاب نہیں ہوتا۔ اور نیت کرے تعیین وقت کی یعنی فرض میں اوسکی نماز جائز ہوتی ہے۔ دوسرا وہ کہ جا
نتا ہے مذکور کو اور نیت کرے فرض کی فرض جانکر لیکن نہیں جانتا جو کچھ اسمیں ہے فرائض اور سنن سے جائز
ہوتی ہے نماز اوسکی تیسرا یہہ کہ نیت کرے فرض کی اور نہ معلوم کرے معنی اوس فرض کے نہیں جائز ہوتی
نماز اوسکی۔ چوتھا یہہ کہ جانتا ہے جو چیز کہ نماز پڑھتے ہیں وہ سب لوگ اوسمیں فرض و نفل ہیں ایسا شخص لوگوں
کی نماز پڑھتا ہے اور تمیز نہیں کرتا فرضوں کو نفلوں سے نہیں جائز ہوتی نماز اوسکی کیونکہ تعیین نیت کی فرض

میں شرط ہے بعض کہتے ہیں جماعت سے پڑھیگا جائز ہوگی اگر نیت میں قصد اقتدا امام کا کیا ہو۔ پانچواں یہہ کہ
استعداد کرتا ہے کہ تمام نمازیں فرض ہیں جائز ہے نماز اوسکی جیسی صورت ذکر نہیں ہوئی۔ اس سے صاف ظاہر
ہوا کہ علم اجمالی کافی ہے جیسا کہ ایمان میں ایمان اجمالی کافی ہوتا ہے۔ کتب فقہ میں مقرر ہے کہ نماز میں نیت شرط
ہے اور علم دو قسم ہے ایک یہ کہ ساتھ ارادہ کے ہو یعنی ارادہ کرے نماز کا واسطے رضامندی اللہ کے اخلاص میں
دل سے دوسرا یہ کہ معلوم کرے شے کو بلا ارادہ کے جیسا کہ علم کفر کا کفر نہیں ہوتا اور نیت جازمہ کفر کی
کفر ہوتا ہے فِی الدُّرِّ الْمُخْتَارِ وَالْمُعْتَبَرُ فِیْھَا عَمَلُ الْقَلْبِ لِاَنَّہٗ ھُوَ الْاِرَادَۃُ لیکن جب عاجز ہو حضور
قلب سے بسبب غم اور فکر کے جو اسکو پہنچے پس اوسوقت ذکر زبانی کفایت کرتا ہے اور عمل قلب کا یہہ ہے
کہ وقت ارادہ کے بغیر فکر کے معلوم کرے کہ فلانی نماز پڑھتا ہوں اور شامی میں مذکور ہے کہ معتبر نیت میں
ارادہ شروع کے علم شے کا ہے بغیر فکر کے جو ارادہ جازمہ سے پیدا ہو یعنی بلا فکر معلوم کرسکے کہ میں
فلانی نماز پڑھتا ہوں۔ اور درست نماز ہو جائیگی اور جسکو یہہ علم ممکن نہیں وہ دیوانہ ہے فِی الشَّامِیِّ مَنْ لَا
یَعْلَمُ مَا یُصَلِّیْ ... اِنَّمَا ھُوَ بِمَنْزِلَۃِ الْمَجْنُوْنِ درمختار باب المریض میں مذکور ہے وَلَوْ
اشْتَبَہَ عَلَی مَرِیْضٍ اَعْدَادُ الرَّکَعَاتِ وَالسَّجَدَاتِ لِنُعَاسٍ یَلْحَقُہٗ لَا یَلْزَمُہُ الْاَدَاءُ
یعنی جس نمازی بیمار پر رکعتیں اور سجدوں کی شمار مشتبہ ہو بسبب اونگھ کے جو اوسکو لاحق ہو نہیں لازم اوسکو ادا کرنا وَ
لَوْ اَدَّاھَا بِتَلْقِیْنِ غَیْرِہٖ یَنْبَغِیْ اَنْ یُجْزِئَہٗ یعنی اگر اوسکو ادا کرے اس حالت میں ساتھ سکھانے
غیر کے تو بھی جائز ہے۔ فقہا نے تصریح کی ہے کہ نماز گونگے کی بغیر تحریمہ اور قرأت کے درست ہے اور نماز
اُمی یعنی ان پڑھ کی صرف تکبیر تحریمہ سے بغیر قرأت کے درست ہے۔ مگر اوسے قاریوں کا امام ہونا درست نہیں ہے
امامت اُمی کی امی سے درست ہے اور عامی کی صرف قرأت سے بغیر علم کے نماز درست ہے اور کتب فقہ میں
مذکور ہے کہ امامت غلام اور اعرابی اور جو جنگل میں سکونت کرے اگرچہ خواہ عربی ہو یا عجمی اور عامی اور فاسق
کی مکروہ ہے اور سبب کراہت کا عامی اور غلام اور اعرابی میں غلبہ جہالت یعنی بے علمی کا ہے اور یہی تصریح
کی ہے کہ لائق تر امامت کے واسطے وہ شخص ہے جو زیادہ علم رکھتا ہو احکام نماز سے از روئے صحت اور فساد
اور بچنے کے فواحش سے اور یاد کرنا اوسکا قرآن سے بقدر جواز نماز کے فرض واجب سنت سے یعنی علم جو
متعلق ہو ساتھ نماز کے صحت اور فساد سے جو کہ ضروری ہو واسطے نماز کے بہتر جو زیادہ نیک ہو اور رونے

تلاوت اور کھڑا ہونے قرات کے پہر پرہیزگار الخ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ فقہا نے جو فرمایا ہے کہ لائق تر ہے
فرض نہیں کہ علم نماز کا واسطے کمال ثواب کے نہ واسطے جواز نماز کے کیونکہ اگر قوم اس ترتیب کو تبدیل کرے تو نماز جائز
ہوگی۔ باقی کلام کراہت میں ہے تنزیہہ یا تحریمہ کذا فی الکبیری و شامی وغیرہ۔ درمختار میں مذکور ہے کہ تلفظ کرنا
ساتھہ نیت کے بہتر ہے بعضوں نے کہا کہ بدعت ہے کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اور تابعین سے
منقول نہیں اور ہدایہ میں مستحب ہے کذا فی الکبیری درمختار میں مذکور ہے کہ مقدم کرنا نیت کا تکبیر پر جائز
ہے اگرچہ پہلے وقت سے ہے اور بدائع میں مذکور ہے کہ ایک شخص اپنے مکان سے نکلا ارادہ جماعت
نماز کیلئے جب وہ پہونچا تکبیر کہکر شروع ہوا اور نیت اوسوقت دل میں نہ گذری تو جائز ہے نماز اوسکی تو اوس سے
فائدہ جو انتقدیم اقتدا امام کا یہی حال ہوتا ہے لیکن مقارنت تکبیر کی بہتر ہے اور نیت موخر تکبیر سے معتبر نہیں
اور تقدیم نیت میں یہہ شرط ہے کہ شروع تک عمل منافی نماز نہ کرے شامی میں مذکور ہے کہ علامہ قہستانی
نے کہا کہ واجب ہے حضور قلب کا وقت تحریمہ کے اگر اسکا دل مشغول ہوا ساتھہ فکر مسئلہ کے درمیان ارکان
نماز کے تو اعادہ اوس نماز کا مستحب نہیں اور بقالی نے کہا کہ ثواب اوسکا کم نہیں ہوتا مگر جبکہ قصد کرے
اور بعضوں نے کہا کہ حضور قلب ہر رکن میں لازم ہے اور سہو سے ماخوذ نہیں ہوتا کیونکہ وہ معاف ہے
لیکن مستحق ثواب کا نہیں ہوتا کما فی المنیۃ اور قول اوس شخص کا جو قائل ہے کہ نہیں قیمت نماز کی جسمیں
حضور قلب نہ ہو غیر معتبر ہے۔ مراد حضوری قلب سے فارغ ہونا قلب کا غیر اوس چیز سے کہ واسطے جسکے
واسطے اوسکے اوس مقام میں یعنی نماز میں معلوم کرنا عمل فعلی اور قولی کو ہے جو نمازی سے صادر ہوتے
ہیں اور یہہ علم غیر تفہیم کا ہے کیونکہ علم ساتھہ لفظ کے اور ہے ساتھہ معنی لفظ کے اور ہے۔ جب قرات او
تلاوت الفاظ قرآن اور اذکار میں نیت شرط نہیں تو اوس کے معنی کی نیت بھی شرط نہیں جسمیں تفکر اور تدبر
ہوتا ہے۔ کتب فقہ میں مذکور ہے کہ نیت وسائل میں نہیں بلکہ سنت مستحب ہے جیسا کہ وغیرہ میں ہے
فِی الْحَمَوِیِّ اِعْلَمْ اَنَّ الْاَقْوَالَ تَحْتَاجُ اِلَی النِّیَّۃِ فِیْ ثَلٰثَۃِ مَوَاطِنَ اَحَدُھَا التَّقَرُّبُ
اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی فِرَارًا مِّنَ الرِّیَاءِ۔ اَلثَّانِیْ التَّمْیِیْزُ بَیْنَ الْاَلْفَاظِ الْمُحْتَمَلَۃِ لِغَیْرِ الْمَقْصُوْدِ
وَالثَّالِثُ قَصْدُ الْاِنْشَاءِ لِیَخْرُجَ سَبْقُ اللِّسَانِ یَعْنِیْ فِیْ غَیْرِ الْاَیْمَانِ وَالطَّلَاقِ ترجمہ پہلی
تو یہہ بات کہ بیشک الفاظ طرف نیت کی تین مقام میں محتاج ہوتے ہیں ایک تو یہہ کہ اوس سے مقصود عبادت

اور قرب الہی ہو جیسا کہ اذکار میں اور نذر میں واسطے دور ہونیکے ریا سے دوسرا یہ کہ تمیز ہو الفاظ میں جو محتمل
غیر مقصود کے ہیں جیسا کہ طلاق کنائی میں جو محتاج نیت کی ہے تیسرا یہ کہ مقصود لفظ سے انشا ہو تاکہ خارج ہو
لفظ جو زبان سے بے قصد نکلا ہے اور ایمان و طلاق صریح محتاج نیت کی نہیں اشباہ و نظائر میں ہے کہ
نمازی نماز میں طرف نیت اخلاص کی محتاج ہوتا ہے لیکن اسکی وضاحت دیکھی نہیں مگر خلاصہ میں تصریح
ہے کہ فرضوں میں ریا نہیں۔ بزازیہ میں مذکور ہے کہ ایک شخص نے اخلاص سے یعنی نیت خالص سے نماز
شروع کی پھر اوسکو ریا لاحق ہوا پس پہلی نیت معتبر ہے وَلَا رِيَاءَ فِي الْفَرَائِضِ فِيْ حَقِّ سُقُوْطِ
الْوَاجِبِ یعنی فرضوں میں ریا نہیں بیچ حق ادا ہونے واجب کے الخ پھر صاحب اشباہ بیان کرتے ہیں
کہ قول بزازیہ سے یہہ فائدہ معلوم ہوا کہ فرض ساتھہ ریا کے درست ہیں اور وجوب سے برارت حاصل
ہوتی ہے الخ پھر صاحب اشباہ تاتارخانیہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نیت خالص سے نماز شروع
کی یعنی صرف رضامندی خدا کیلئے نہ دکھانے سنانیکے واسطے پھر اوسکے دل میں ریا داخل ہوا پس وہ نماز باعتبار
شروع کے ہے یعنی نیت پہلی معتبر ہے۔ مراد ریا سے یہہ ہے کہ اگر لوگوں سے اکیلا ہو تو نماز نہیں پڑہتا اگر
آدمیونکے ساتھہ ہو تو نماز پڑہتا ہے۔ اور یہہ صورت کہ ساتھہ لوگونکے خوب وجہ سے ادا کرتا ہے اور تنہائی میں
اچھی وجہ سے ادا نہیں کرتا تو اس صورت میں اوسکے واسطے اصل نماز کا ثواب ہے نہ ثواب احسان کا
یعنی جیسا کہ حدیث جبرئیل میں وارد ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال
کیا کہ احسان کیا چیز ہے آپ نے فرمایا کہ احسان یہہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت کر گویا کہ تو اوسکو دیکھتا ہے
پس اگر تو اوسکو نہیں دیکھتا ہے پس تحقیق وہ تجکو دیکھتا ہے یعنی حضور قلب و توجہ دل سے عبادت کر قَالَ
اللّٰهُ تَعَالٰى وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا یعنی دنیا سے روگردانی کر اور طلب اوس چیز کی جو پاس اللہ کے ہے
اور بعضوں نے کہا ہے کہ توکل کر طرف اللہ کی اور بعضوں نے کہا ہے کہ غیر سے منقطع اور ساتھ اللہ کیطرف
متوجہ ہو متوجہ ہونا۔ ابن عباس وغیرہ رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ مخلص ہو طرف اللہ کی مخلص ہونا پس فقہا نے
فرمایا ہے کہ حضور قلب سے جو مراد احسان سے ہے ثواب دونا ہوتا ہے کیونکہ وہ مستحب ہے یعنی احسان
ارکان و شرائط نماز سے نہیں کہ جسکے نہونے سے نماز نہ ہو اور شامی میں بہت مقام پر مذکور ہے کہ فرائض
میں ریا نہیں اسکی تفصیل اپنے موقع پر ذکر کیجاویگی انشاء اللہ تعالی فِي الْاَشْبَاهِ وَاَنَّ الْخُشُوْعَ فِيْهَا بِظَاهِرِهٖ

وَبَاطِنِهٖ مُسْتَحَبٌّ وَفِي الْقُنْيَةِ شَرَعَ فِي الْفَرْضِ وَشَغَلَهُ الْفِكْرُ فِي التِّجَارَةِ وَالْمَسْئَلَةِ حَتّٰى
اَتَمَّ صَلٰوتَهٗ لَا تُسْتَحَبُّ اِعَادَتُهَا وَفِي بَعْضِ الْكُتُبِ لَا يُعِيْدُ وَفِي بَعْضِهَا لَمْ يَنْقُصْ اَجْرُهٗ
اِذَا لَمْ يَكُنْ مِنْ تَقْصِيْرٍ مِنْهُ ترجمہ اشباہ میں ہے اور اپنے خشوع نماز میں ساتھ ظاہر اور باطن اپنے
کے پس وہ مستحب ہے قنیہ میں ہے کہ ایک آدمی فرضوں میں شروع ہوا حضور قلب کو فکر نے روکا فکر جو اوسکو لاحق
ہوا تجارت میں یا مسئلہ میں یہاں تک کہ اوسنے اپنی نماز پوری کی اوس نماز کا اعادہ مستحب نہیں اور بعض کتابوں میں مذکور
ہے کہ اعادہ نہ کرے اور بعض کتابوں میں ہے کہ اوسکا ثواب کم نہیں ہوتا جو اوس سے کوئی قصور نہ ہوا ہو اصل ثواب
نماز سے محروم نہیں ہوتا اگرچہ زیادتی سے محروم ہوتا ہے اور فرضیت اوسکے ذمہ سے ساقط ہوتی ہے فی
الْاَشْبَاهِ اِذَا تَفَكَّرَ الْمُصَلِّيْ فِيْ غَيْرِ صَلٰوتِهٖ كَتِجَارَتِهٖ وَدَرْسِهٖ لَمْ تَبْطُلْ وَاِنْ شَغَلَهٗ
هُمُوْمُهٗ عَنْ خُشُوْعِهٖ لَمْ يَنْقُصْ اَجْرُهٗ اِنْ لَمْ يَكُنْ عَنْ تَقْصِيْرٍ وَلَا تُسْتَحَبُّ
اِعَادَتُهَا لِتَرْكِ خُشُوْعِهٖ ترجمہ جب نمازی نے غیر نماز میں فکر کیا اپنی تجارت یا اپنے پڑھنے میں تو
اوسکی نماز باطل نہیں ہوتی اور اگر اوسکے غموں نے روکا اوسکے حضور قلب سے تو ثواب اوسکا کم نہ ہوگا اگر اوس
سے قصور عمداً نہ ہوا اور اوس نماز کا دوبارہ پڑھنا مستحب نہیں ترک ہونے حضور قلب سے۔ حموی میں ہے کہ اسکی تفصیل
میں مذکور ہے پھر صاحب قنیہ نے کہا صلوٰۃ قاضی القضاۃ (نام کتاب ہے) میں ہے کہ نمازی کو نیت ہر جزو عبادت کی لازم
نہیں اور اسکو لازم ہے مجمل نیت اوس چیز کی جسکو کرتا ہے ہر حال میں یعنی قیام قرأت رکوع سجود وغیرہ میں
پس جب ثابت ہوا قول اور فعل تعظیم والا جو نیت دونوں میں کی ہے تقرب اور عبادت سے تو کفایت کرتا ہے اگر ہر ایک
کو ایسے ہی کیا ساتھ نیت کے تو بہتر ہے اور حالت نسیان میں ماخوذ نہیں اور نماز اوسکی جائز ہے کیونکہ منع
ہے اگر جان بوجھ کے افعال نماز کی نیت نہ کرے تو مستحق ثواب کا نہیں ہوتا پھر اگر ہے وہ فعل کہ نہیں نماز
ہوتی بغیر اوسکے تو نماز فاسد ہوتی ہے قولہ لَا تُسْتَحَبُّ اِعَادَتُهَا الخ یعنی نہ باطل ہونے نماز میں شک
نہیں اگر حضور قلب ہو مگر علامہ ابن صیغانی نے شرح مجمع البحرین میں نقل کیا ہے کہ حضور قلب کسی جزو
نماز میں فرض ہے اور یہ قول اوسکا نہایت مشکل ہے سوائے اسکے کسی سے محفوظ اور منقول نہیں۔
ملتقط میں ہے قَوْلُ بَعْضِ الزُّهَّادِ مَنْ لَمْ يَكُنْ قَلْبُهٗ فِي الصَّلٰوةِ مَعَ الصَّلٰوةِ لَا قِيْمَةَ
لِصَلٰوتِهٖ لَيْسَ بِشَيْءٍ لِاَنَّ الْاَمْرَ مَعْنَاهُ يَتَنَاوَلُ هٰذِهِ الْاَفْعَالَ الظَّاهِرَةَ وَكَذٰلِكَ

قَوْلُهُمْ اِذَا كَانَ الْمُصَلِّيْ يَعْلَمُ مَنْ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ فَلَا صَلٰوةَ لَهٗ لِاَنَّ نَبِيَّنَا عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلِمَ اِبْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ كَانَ عَلٰى يَسَارِهٖ ثُمَّ اَقَامَهٗ عَلٰى يَمِيْنِهٖ ترجمہ قول بعض فقرا کا کہ جو شخص کہ اوسکا دل نماز میں ساتھہ نماز کے نہو یعنی حضور قلب سے نہ پڑہے تو نہیں قیمت واسطے نماز اوسکی کے پس یہہ کچہہ شے مقبول نہیں کیونکہ امر نماز کا کہ خدا تعالی نے کیا ہے کہ قایم کرو نماز کو یعنی تکبیر اور نیت اور قیام اور قرأت قرآن مجید جو کلام منزل رب کی ہے رکوع او سجود وغیرہ کرو تو معنی اُس امر کے انہیں افعال ظاہرہ کو شامل ہیں یعنی تحصیل حکم کی ان افعال و اقوال ظاہرہ میں خالص نیت سے ادا کرو اور یہہ حکم نہیں فرمایا کہ دل پر قبضہ کرو حالانکہ یہہ دل قبضۂ خدا میں ہے جیساکہ حدیث میں وارد ہے اور اسیطرح یہہ قول فقرا کا بہی غیر معتبر ہے کہ جبکہ نمازی اپنے دہنے بائیں سے معلوم کرے کسی شخص کو تو نہیں ہے نماز اوسکی کیونکہ پیغمبر ہمارے علیہ الصلوۃ والسلام نے ابن عباس کو معلوم کیا کہ تہا وہ کھڑا بائیں طرف انکی پس کہڑا کیا حضرتؐ نے اوسکو اپنی دہنی طرف **ف** حضور قلب کا بموجب قدرت کے افعال و اقوال نماز میں کیا جاوے تا اُسکو ثواب کامل دوگنا حاصل ہو۔ اخلاص نیت سے بطور تعظیم قول و فعل نماز کا بجا لاوے حضور قلب اور توجہ الی اللہ محتاج طرف الفاظ و معنی کی نہیں کما لایخفی بلکہ یہہ حضور افعال نفس سے نہ بدان سے اور معنی لفظ کے معلوم کرنا۔ نہ رکن نماز کا ہے اور نہ شرط ہے اور جو دعوے کرے اوسپر لازم ہے کہ دلیل شرعی بیان کرے کہ صحت نماز کی جاننے معنی لفظ پر موقوف ہے لیکن عمدہ اور بہتر چیز ہے اگر معانی الفاظ جانتا ہے اور بہتر افضل ہے کہ تعلم معانی الفاظ میں سستی اور غفلت اور شرم نہ کریں بحسب مقدور کوشش کریں فِی الْاَشْبَاهِ وَلَا تُشْتَرَطُ لِلثَّوَابِ صِحَّةُ الْعِبَادَةِ بَلْ يُثَابُ عَلٰى نِيَّتِهٖ وَاِنْ كَانَتْ فَاسِدَةً بِغَيْرِ تَعَمُّدٍ كَمَا لَوْ صَلّٰى مُحْدِثًا عَلٰى ظَنِّ طَهَارَتِهٖ ترجمہ ثواب کیلئے ... عبادت کی شرط نہیں بلکہ اوسکے خلوص نیت پر ثواب دیاجاتا ہے اگرچہ وہ عبادت فاسد ہی ہو سوائے تعمد ... جیساکہ کوئی ... ہو ... وضو کے گمان سے نماز پڑہے۔ حموی میں مذکور ہے کہ صحت نماز کی اخلاص ... جیساکہ ریاکی شرط میں نہ درست ہوتی ہے مگر ثواب نہیں ہوتا۔ فِی الْاَشْبَاهِ قَالُوْا ... لَا ... النِّيَّةِ فِی ... فِی النِّهَايَةِ فَكَذَا فِیْ بَقِيَّةِ الْعِبَادَاتِ وَفِی ... الْعِبَادَةِ ... اِنَّمَا ... فِیْ جُمْلَةِ مَا يَفْعَلُهٗ فِیْ كُلِّ حَالٍ

ترجمہ فقہا کہتے ہیں آخیر نماز تک بباعث حرج کے نیت شرط نہیں ایسا ہی نہایہ میں ہے پس اسیطرح باقی عباد توں میں۔ قنیہ میں مذکور ہے کہ عبادت کی ہر جزو میں نیت لازم نہیں سوائے اسکے نہیں کہ لازم ہوتی ہے نیت تمام اوس جز میں کہ کرتا ہے اوسکو ہر حال میں جیسا کہ ایک شخص نے فرض شروع کئے پہر اوسکو نفلوں کا گمان ہوا اور نفلونکی نیت پر پورا کر دیا پس وہ سنے فرض ادا کئے اسلئے کہ اوسکی پہلی نیت معتبر ہے کذا فی النہایہ

فِي الدُّرِّ الْمُخْتَارِ وَشُرِطَ فِي اَدَائِهَا اَيْ هٰذِهِ الْفَرَائِضِ الْاِخْتِيَارُ اَيِ الْاِسْتِيقَاظُ اَمَّا لَوْ رَكَعَ اَوْ سَجَدَ ذَاهِلًا كُلَّ الذُّهُوْلِ اَجْزَاَهُ فَاِنْ اَتَى بِهَا اَوْ بِاَحَدِهَا بِاَنْ قَامَ اَوْ قَرَأَ اَوْ رَكَعَ اَوْ سَجَدَ اَوْ قَعَدَ الْاَخِيْرَ نَائِمًا لَا يُعْتَدُّ بِمَا اَتَى بِهِ بَلْ يُعِيْدُهُ وَلَوِ الْقِرَاءَةَ اَوِ الْقَعْدَةَ عَلَى الْاَصَحِّ وَاِنْ لَمْ يُعِدْهُ تَفْسُدُ لِصُدُوْرِهِ لَا عَنِ اخْتِيَارٍ فَكَانَ وُجُوْدُهُ كَعَدَمِهِ وَالنَّاسُ عَنْهُ غَافِلُوْنَ ترجمہ درمختار میں مذکور ہے کہ ادا کرنے ان فرائض میں اختیار یعنی بیدار ہونا شرط کیا گیا ہے اگر رکوع کیا یا سجدہ کیا بیخبر ہو کر تمام بیخبر ہونا تو جائز ہوتی ہے ~~غلط~~ یعنی یہہ نماز درست ہے (شامی میں مذکور ہے کہ دل اوسکا مشغول ہے ساتھہ کسی شے کے تو بیشک رکوع سجود اوسنے اپنے اختیار سے ادا کیا لیکن وہ بسبب فکر کے بیخبر ہے نظیر اوسکی یہ ہے کہ جو شخص چلے پاؤں سے تو ضرور حرکت اوسکی ارادہ اور اختیار سے ہوتی ہے حالانکہ اوسکو شعور چلنے میں نہیں اور ظاہر ہے کہ حکم نعاس والیکا مثل نیند والے کی ہے اس سے صاف ثابت ہوا کہ صحت نماز کی فہمید معانی پر نہیں قاعدہ کلیہ اور مسلم ہے نزدیک تمام کے کہ فعل فاعل مختار کا سوا ارادہ کے نہیں ہوتا لیکن افعال غیر اختیاریہ سوائے ارادہ کے ہوتے ہیں) پس اگر بجا لایا ان تمام فرائض کو یا ایک ونسے سے کہ قیام کیا یا قرأت کی یا رکوع یا سجدہ یا قعدہ کیا حالت خواب میں تو اوسنے جو کچھہ ادا کیا وہ معتبر نہیں بلکہ اس ہر ایک رکن کا اعادہ کرے اگرچہ قرأت یا قعدہ ہو صحیح مذہب پر۔ اگر اوسکو اعادہ نکرے گا تو نماز ٹوٹ جاویگی واسطے صدور اُس فعل کے بغیر اختیار سے پس وجود اُس فعل کا مثل عدم اوسکے کی ہے اور لوگ اس سے بیخبر ہیں تمام ہوا ترجمہ درمختار کا۔ فِي الدُّرِّ الْمُخْتَارِ لَوْ لَمْ يَعْلَمْ مَا فِي الصَّلٰوةِ مِنْ فَرَائِضَ وَسُنَنٍ اَجْزَاَهُ قُنْيَةٌ درمختار میں ہے اگر جو کچھہ نماز میں فرضوں اور سنتوں سے ہے نہ جانے تو نماز اوسکی جائز ہے (یہہ قنیہ میں ہے) اس سے صاف ظاہر ہوا کہ علم اجمالی کافی ہے یعنی بعد ایمان کے جو بے

مقدم ہے جو شخص فرض کو فرض جانتا ہے عبادت جانکر اور فرضوں میں تعیین وقت کا لحاظ کرتا ہے
اور فرائض اور ارکان بجالاتا ہے تو اوسکی نماز فقہا عظام کے نزدیک درست ہے فہمید معانی پر موقوف
نہیں۔ مظاہر حق میں ہے ۔ مسئلہ صحیح نیت کے کئی چیزیں شرط ہیں ایک تو اسلام یعنی مسلمان کی عبادت
مقبول ہے اور کافر کی نہ صحیح نہ مقبول ہے دوسرے امتیاز یعنی اتنی عقل رکھتا ہو کہ عبادت اور غیر عبادت
میں فرق سمجھتا ہو اسواسطے عبادت دیوانے اور لڑکے غیر تمیز والے کی صحیح نہیں تیسرے جس چیز کو کرتا ہے اسکا
علم چاہئے پس اگر ایک شخص نماز کی فرضیت سے جاہل ہوا اگرچہ نیت کرے نماز اوسکی صحیح نہیں ہوتی اور چوتھے
یہ کہ منافی نیت کے کوئی چیز نہ کرے جیسا کہ کوئی شخص بعد اسلام لانے اور عبادت کرنیکے مرتد ہوا تو سب
عبادت باطل ہوئی الخ مسئلہ نماز فرض میں چار طرح کی نیت چاہئے ایک تو یہ کہ نماز پڑھتا ہوں یعنی واسطے
رضامندی اللہ کے قطع نظر ریا سے دوسرے یہ کہ فرض پڑھتا ہوں اور تیسرا یہ کہ تعیین وقت ظہر یا
عصر یا مغرب کا چوتھا یہ کہ اگر مقتدی ہو تو نیت اقتدا کی کرے ان چاروں باتوں کو وقت شروع نماز
کے دل میں ٹھہرا دے اگر ان چاروں میں سے ایک بھی دھیان نہ ہوگا تو نماز نہیں ہونیکی مسئلہ عبادت واجب
حکم نیت میں مانند فرض کی ہے یعنی تعیین واجب کا ضرور ہے جیسا کہ تعیین فرض کا ف فرض کے انکار
سے کافر ہوتا ہے اور فرض نہونے میں نماز جائز نہیں ہوتی بخلاف واجب کے کہ انکار سے فاسق ہوتا ہے
نہ کافر اور نہ ہونیسے نماز ناقص ہوتی ہے نہ کامل اگر واجب بھول کر ترک کیا نماز میں تو سجدہ سہو لازم ہوتا ہے
اگر واجب کو عمداً ترک کیا تو گنہگار ہوتا ہے اور اس نماز کا اعادہ واجب ہوتا ہے نہ فرض عالمگیری میں چھ طرحکے
نمازی بیان کئے ہیں جیسا کہ پہلے اشباہ سے اوسکا ذکر کیا گیا یعنی جو جانتا ہے فرض کو کہ جسکا ثواب کرنیسے ہوتا ہے
اور نیت فرض کی فرض جانکر کرتا ہے لٰکن لا یعلم ما فیہ من الفرض والسنن تجزئہ ومن
لا یعلم الفرض من النفل وینوی الفرض فی کل ما یصلی یجزئہ لا تتدائیہ فی صلوۃ
لیس قبلہا مثلہا کصلوۃ العصر والمغرب والعشاء ولا یصح فی کل
صلوۃ قبلہا سنۃ مثلہا کصلوۃ الفجر والظہر ہکذا فی شرح المنیۃ لابی الحاج
فتاوی قاضی خان تمام ہوا کلام عالمگیری کا اور اسیطرح کبیری شرح منیہ میں ہے اور اسیطرح حموی
میں مذکور ہے ف موی میں مذکور ہے ولا یحصل للانسان الریاضۃ بتقلیل الاکل

حَتّٰی یَضْعُفَ عَنْ اَدَاءِ الْعِبَادَاتِ الخ ترجمہ اور واسطے آدمی کے ریاضت کرنی ساتھ قلت کھانیکے تاکہ ادائے عبادت سے ضعیف ہو جائز نہیں یعنی مراتب کھانیکے تین قسم ہیں ایک تو فرض وہ اسقدر ہے کہ اوسکے ساتھ ہلاکی دور ہو۔ اور نماز کا ادا کرنا کھڑا ہو کر اوسکے ساتھ ہو سکے دوسرا مرتبہ اباحت کا ہے جو زیادہ ہو کفایت پر نزدیک پیٹ بھرنیکے تیسرا مرتبہ حرام ہے وہ یہہ کہ زیادہ کھاوے سیری سے مگر دو محل میں اجازت ہے ایک تو یہہ کہ صبح کو نیت روزہ کی کرے دوسرا یہہ کہ مہمان کے ساتھ کھاوے تاکہ وہ شرم سے بند نہ ہووے کیونکہ بدسلوکی مہمان کی فعل مذموم ہے۔ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ حق اللہ کا ادا کرے اور حق زوجہ کا ادا کرے اور حق نفس کا ادا کرے اور اوسکی تائید یہہ آیت کرتی ہے وَلَا تَقْتُلُوْا اَنْفُسَکُمْ زیادہ تحقیق معالم میں ہے تحت تفسیر لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبَاتِ مَا اَحَلَّ اللّٰہُ لَکُمْ جو پہلے رکوع پارہ سات میں ہے حموی میں مذکور ہے کہ اگر کھانا پینا چھوڑ دینگے تو گنہگار ہونگے کیونکہ باز رہنا کھانے مردار سے وقت ہلاکی کے یہانتک کہ فوت ہو گنہگار کرتا ہے پس کیا گمان ہے تیرا ساتھ اون لوگونکے جو حلال کو چھوڑکر ہو کا مرنا وَمِنْہُ یُعْلَمُ حُرْمَۃُ مَا یَفْعَلُہٗ جَہَلَۃُ الصُّوْفِیَّۃِ مِنَ الرِّیَاضَۃِ حَتّٰی یَضْعُفَ عَنْ اَشْغَالِہٖ ترجمہ اس مذکور سے حرمت اوس چیز کی جسکو جاہل صوفی کرتے ہیں مشقت اور ریاضت سے ساتھ چھوڑنے کھانیکے تاکہ ضعیف ہوتے ہیں اپنے شغلوں کا موسے صاف معلوم ہوئی **ف** اشباہ میں مذکور ہے کہ نیت لغت میں قصد کو کہتے ہیں اور شرع میں قصد طاعت اور تقرب کا طرف اللہ کی پیدا کرنے فعل میں حموی میں مذکور ہے کہ قاضی بیضاوی نے ذکر کیا ہے کہ نیت شرع میں ارادہ کرنا ہے جو متوجہ ہو طرف فعل کی واسطے رضا مندی اللہ کے اور بجالانے حکم اوسکے اور لغت میں توجہ قلب کی طرف اوس چیز کی جو غرض کے موافق ہے کھینچنے نفع اور دفع ضرر میں فِی الْاَشْبَاہِ اَنَّ الْمَذْہَبَ الْمُعْتَمَدَ اَنَّ الْعِبَادَۃَ الَّتِیْ ذَاتُ اَفْعَالٍ تَکْتَفِیْ بِالنِّیَّۃِ فِیْ اَوَّلِہَا وَلَا یُحْتَاجُ اِلَیْہَا فِیْ کُلِّ فِعْلٍ ترجمہ مذہب معتمد یہہ ہے کہ عبادت جو صاحب افعال کی ہو اوسکے اول میں نیت کافی ہے ہر فعل میں نیت کیطرف حاجت نہیں و اشباہ میں مذکور ہے کہ نیت میں چند شرطیں ہیں پہلی شرط یہہ ہے کہ اسلام ہو اسیواسطے کافر کی عبادت صحیح نہیں ہوتی۔ دوسری یہہ کہ تمیز عقل ہو اسلئے لڑکے غیر تمیز اور دیوانیکی عبادت صحیح نہیں ہوتی تیسری یہہ کہ اوسکا علم ہو جسکی نیت کرتا ہے فَمَنْ جَاہَلَ فَرْضِیَّۃَ الصَّلٰوۃِ لَمْ تَصِحَّ مِنْہُ اور جو نہیں جانتا فرضیت نماز کو اوسکی نماز صحیح نہیں ہوتی

چوتھی یہہ کہ منافی فعل درمیان نیت اور منوی کے نہوا سیواسطے مرتد کی عبادت باطل ہوتی ہے کہ جو نیت کیبعد مرتد ہوا اور یہی بنی ہونا اوسکا باطل ہوتا ہے جبکہ ردت کے بعد ردت پر مرجاوے مراد فعل منافی سے وہ فعل ہے جس سے نماز باطل ہوتی ہے۔ متعلق صفحہ (۶) قَوْلُہٗ ایک شخص کسی ایک غیر زبان مثلاً انگریزی یا ترکی یا روسی یا عربی کو مطلق نہیں سمجہتا ہے مگر چند الفاظ اوس غیر زبان کے اوسنے طوطی کیطرح یاد کرلئے ہیں اونکو اپنے سامعین کے روبرو جو کہ مثل اوسکی ناواقف ہیں نہایت ہی مبارک سمجہکر ادا کرتا ہے تو ایسی تقریریں اوس شخص کو نیز اوسکے سامعین کو سوا تضیع وقت کے اور کیا فائدہ بخش ہوسکتے ہیں الخ اَقُوْلُ بِتَوْفِیْقِ اللّٰہِ وَعَوْنِہٖ ظاہر ہے کہ حروف مقطعات کو سوائے شارع کے کوئی نہیں جانتا ہے اسپر رہبر مثل طوطی کی ہے علاوہ یہہ کہ دیکہو عوام میں بعض الفاظ شہرہ پارہے ہیں اور اونکو اونکے معنونسے علم نہیں ہوتا جیسا کہ لفظ حضرت اور السلام علیکم یا الحمد للہ اور دنیاوی کاموں میں لفظ اپیل ڈگری تسلیم وغیرہ معانی الفاظ سے علم نہیں ہوتا۔ متعلق صفحہ (۶-۷) مختصر قولہ جب کوئی محکوم اپنے حاکم کے سامنے یا کوئی رعایا میں سے اپنے بادشاہ کے حضور میں نیاز بانی اظہار یا کسی امر کا دعوی یا زبانی اقرار وغیرہ بیان کرتا ہے تو وہ اپنی مادری زبان میں یا ایسی زبان میں جسپر وہ بخوبی حاوی ہوتا ہے اپنے اوس بیان کو ادا کرتا ہے آغاز دنیا سے اجتک ہمکو کوئی نظیر کسی شخص کی ایسی نہیں ملتی ہے جو کسی حاکم کے اجلاس میں کسی نے ایسے الفاظ کیساتہہ نیاز زبانی اظہار وغیرہ دیا ہو جسکو وہ مطلق نہ سمجہتا ہو کیونکہ اوسکا ایسا اظہار قانون کے برخلاف ہوگا اور مسخر گنا جائیگا الخ اَقُوْلُ بِتَوْفِیْقِ اللّٰہِ وَعَوْنِہٖ تَعَالٰی چونکہ ملوک دنیا مخلوق اور مملوک خدا کے ہیں اور چون وچگون سے مکیف اور محتاج ہیں اونکو علم سوائے اسباب اور بیان زبان کے حاصل نہیں ہوتا بخلاف خالق بیچون اور بیچگون کے کہ وہ محتاج ان اسباب کا نہیں بلکہ وہ ضمائر قلوب اور نیات سے عالم ہے کوئی چیز اوس پر مخفی نہیں پس علم مخلوق کو علم خالق پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق باطل ہے اور نہایت گمراہی اور مخلوق میں بہی یہہ قانون رہبر کا قاعدہ کلیہ نہیں جیسا کہ اس مقام ذکر کیا جاتا ہے۔ فِی الْاَشْبَاہِ لَوْطَلَّقَ غَافِلًا اَوْسَاھِیًا اَوْمُخْطِیًا وَقَعَ حَتّٰی قَالُوْا اِنَّ الطَّلَاقَ یَقَعُ بِالْاَلْفَاظِ الْمُصَحَّفَۃِ ترجمہ اگر ایک شخص نے طلاق دی بیخبر ہو کر یا بہول کر یا غلطی سے یعنی خطا سے پڑجائیگی یہانتک کہ فقہا کہتے ہیں کہ طلاق واقع ہوتی ہے ساتہہ لفظ بدل کئے گئے کے جیسا کہ طلاق۔ تلاغ۔ طلاغ۔ تلاک۔ طلاک۔ حموی میں

مذکور ہے لَا فَرْقَ بَیْنَ الْعَالِمِ وَالْجَاهِلِ عَلَيْهِ الْفَتْوٰى كَذَا فِي الْبَحْرِ ترجمہ طلاق دینے میں درمیان عالم اور جاہل کے فرق نہیں اسیپر فتوی ہے ایساہی بحرالرائق میں ہو۔ بہت چیزیں ہیں کہ انسان کو علم نہیں ہوتا بلکہ بعض ایسی چیزیں ہیں کہ تمام مخلوق کو علم نہیں ہوتا جیسا کہ مخلوق کو علم ذاتی خالق کا نہیں ہوتا اگرچہ علم آثار صفات سے ہے یعنی بالوجہ ہے بالکنہ نہیں تمام مخلوق اسمائے الہی کو ہر زبان میں پکارتے ہیں لیکن دیکھا وسکی ذات کا علم نہیں ہوتا ایساہی بھید تقدیر کا علم کسی کو نہیں صرف ایمان پر مدار ہے اسی طرح علم کیفیات صفات خالق کا مخلوق کو نہیں ہے کہ کس طرح جانتا ہے کسطرح سنتا ہے کسطرح کلام کرتا ہے الخ اور اسیطرح علم روح اور اُن پانچ چیزونکا جو قرآن میں وارد ہے کسیکو معلوم نہیں۔ حدیث میں وارد ہے کہ تین چیزیں ہیں کہ قصد اونکا و عدم قصد اونکا قصد ہے نکاح طلاق آزاد کرنا خواہ قصداً ہو یا بلا قصد ہو یہ تینوں چیزیں شرع میں معتبر ہیں خواہ حاکم کے روبرو اظہار کرے یا گھر میں فِي الْحَمَوِيِّ قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ ثَلَاثٌ جِدُّهُنَّ جِدٌّ وَهَزْلُهُنَّ جِدٌّ اَلنِّكَاحُ وَالطَّلَاقُ وَالْعِتَاقُ۔ حموی نے نقل کیا ہے کہ کتاب بسیط میں مذکور ہے کہ بعض واعظین نے حاضرین سے کوئی چیز طلب کی اور انہون نے اُنکو نہ دی پس اُنکو جھڑک کر فرمایا کہ تمکو تینے تین طلاق دیں اور اُن میں اُس واعظ کی زوجہ بھی موجود تھی اور اُس واعظ کو اپنی زوجہ کا علم نہ تھا پس امام الحرمین نے ساتھہ واقع ہونے طلاق کے فتوی دیا اور اکثر علما کے نزدیک کفر کا لفظ بولنے سے کافر ہوتا ہے اور جہالت عذر نہیں جبکہ اپنے اختیار سے کہا ہو اور بعض علما کے نزدیک کافر نہیں ہوتا کیونکہ جہالت عذر ہے کذا فی الحموی (صفحہ) قَوْلُهٗ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ الخ ترجمہ گمراہی اور عذاب ہے واسطے نماز پڑھنے والونکے وہ جو اپنی نماز سے بیخبر ہیں الخ اَقُوْلُ بِتَوْفِيْقِ اللّٰهِ تَعَالٰى اس آیت کریمہ کا ترجمہ اور شان نزول کتب تفسیر سے بیان کیا جاتا ہے تاکہ حسن و قبح مستدل کا ظاہر ہو جاوے در تفسیر حسینی مذکور ست فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ پس سختی عذاب برائے نماز گذارندگان ریائی یعنی ابن ابی و اصحاب او الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ آنانکہ ایشان از نماز خود بیخبرانند و غفلت ورزندگان یعنی از ان حساب نگیرند و جز حضور مردم نگذارند مراد آنست کہ اہل نفاق در خلوت پروائے نماز ندارند و چون بصحبت رسند بشرائط و آداب میگذارند بیت کلید در دوزخ است آن نماز کہ در چشم مردم گذاری دراز۔ اَلَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ

ازانکہ ایشان ریا میکنند در کرد ار خود و امید ستائش بر دلند اور معالم التنزیل میں مذکور ہے تفسیر اس آیت کریمہ کی
کہ مصعب بن سعد کا اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ میرے باپ نے سوال کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
سے تفسیر اس آیت اَلَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلٰوتِهِمْ سَاهُوْنَ سے تو فرمایا سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے کہ مراد اس سے ضایع کرنا وقت کا ہے یعنی وقت میں تاخیر کرتے ہیں تنگ وقت پڑھتے ہیں۔
ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مراد اس سے منافق ہیں جو نماز کو چھوڑتے ہیں جب لوگوں سے غایب ہوتے ہیں اور
پڑھتے ہیں جب لوگوں کے پاس ہوتے ہیں جیسا کہ خدا نے فرمایا وہ لوگ جو ریاکار ہیں اور منافقوں کی صفت میں
وارد ہے وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى يُرَآءُوْنَ النَّاسَ ترجمہ اور جب کھڑے
ہوتے ہیں طرف نماز کی سست ہو کر کھڑے ہوتے ہیں لوگوں کو دکھاتے ہیں قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا
کہ پروا نہیں کرتا نماز پڑھی نہ پڑھی پر بعضوں نے کہا اگر نماز پڑھیں تو اوسکے ثواب کی امید نہیں کرتے اگر
نماز کو ترک کریں تو اوسکے عذاب سے نہیں ڈرتے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا نماز سے غافل ہیں اور سستی کرتے ہیں حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ
نے کہا کہ اگر نماز پڑھتا ہے تو پڑھتا ہے ریا سے اگر اوسکو فوت کرتا ہے تو پشیمانی اور افسوس نہیں کرتا کہ
ابو العالیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نہیں نماز پڑھتے وقتوں میں اور نہ رکوع سجود پورا کرتے ہیں **ف** اس آیت کریمہ
سے یہہ ثابت ہوا کہ منافق لوگ نماز ریا کی پڑھتے تھے واسطے خوف مال اور جان کے لوگوں کے روبرو پڑھتے
تھے نہایانہ نہیں پڑھتے تھے اللہ کا ذکر قلیل کرتے تھے قولہ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا
ترجمہ اور یہہ لوگ خدا کو یاد نہیں کرتے مگر تھوڑا یعنی یہہ ذکر قلیل خالص واسطے اللہ کے نہ کرتے تھے بلکہ ریا کے
طور سے لوگوں کے دکھلانیکے واسطے کرتے تھے قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہہ قلیل ذکر خدا نے قبول نہیں کیا کیونکہ جو چیز
اللہ قبول کرتا ہے وہ کثیر یعنی بہت ہے۔ تھوڑی رضامندی اللہ کی بہت بڑی ہے پس اس آیت سے
کچھہ ثبوت نہیں کہ عوام کی نماز الفاظ قرآن کے پڑھنے سے نہیں ہوتی بلکہ مذمت نفاق اور ریا کی ہے اور یہہ
بات حق ہے کہ ریا اور نفاق بڑی چیز ہے صحیح مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے یہہ نماز منافق کی ہے جو بیٹھتا ہے سورج کی انتظاری کرتا ہے یہانتک کہ جب سورج زرد ہوتا ہے تو ہو
جاتا ہے درمیان دو سینگوں شیطان کے اوٹھ کر منافق کھڑا ہوتا ہے اور مثل مرغ کی چار ٹھونگے مارتا ہے اور نہیں اللہ کو یاد نہیں
کرتا مگر تھوڑا اور حدیث صحیح میں وارد ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی کہ ہونگے امیر

پیچھے میرے تا خبر کر ینگے نماز کو کذا فی ابی داؤد اور اسکا مضمون صحیح مسلم میں بھی اسیطرح ہے مشکوۃ شریف
میں بروایت ابی قتادہ سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت برا لوگوں کا چوری میں وہ شخص
ہے جو کہ اپنی نماز میں چوری کرتا ہے اصحاب نے عرض کی کہ اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح اپنی
نماز میں چوری کرتا ہے فرمایا کہ رکوع نماز کا نہیں پورا کرتا اور نہ سجود اوسکا اور یہہ مضمون موطا اور دارمی
میں بھی مذکور ہے واضح ہو کہ اول کچھہ مسئلہ ریا کا ذکر کیا گیا ہے کتب فقہ سے اور اب زیادہ تفصیل اوسکی
کتب فقہ سے بیان کیجاتی ہے۔ اشباہ میں مذکور ہے کہ روزے میں ریا نہیں۔ ابراہیم بن یوسف نے کہا
کہ اگر نماز ریا سے پڑہے تو اوسکو گناہ ہے ثواب نہیں اور بعضوں نے کہا کہ کافر ہوتا ہے اور بعضوں نے
کہا کہ نہ اوسپر ثواب نہ گناہ۔ دوسرے مقام کتاب الصلوۃ میں صاحب اشباہ نے کہا کہ فرائض میں ریا نہیں
ادا ہونے میں۔ حموی نے کہا کہ فقیہ ابو اللیث کہتا ہے کہ کسی شی میں فرائض سے ریا داخل نہیں ہوتی اور یہہ مذہب
مستقیم ہے قَالَ الْفَقِيهُ أَبُو اللَّيْثِ لَا يَدْخُلُ الرِّيَاءُ فِي شَيْءٍ مِنَ الْفَرَائِضِ فَهٰذَا هُوَ
الْمَذْهَبُ الْمُسْتَقِيمُ إِذْ بِدُخُولِ الرِّيَاءِ لَا يَفُوتُ أَصْلُ الثَّوَابِ وَإِنَّمَا تَبْطُلُ تَضَاعُفُ
الثَّوَابِ كَذَا فِي مُتَفَرِّقَاتِ صَلوٰةِ الذَّخِيرَةِ ترجمہ اسواسطے کہ ساتھہ داخل ہونے ریا کے
اصل ثواب کا فوت نہیں ہوتا سوا اسکے نہیں کہ دوگنا ہونا ثواب کا باطل ہوتا ہے اسیطرح متفرقات صلوۃ
ذخیرہ میں ہے اور حموی نے کہا کہ زکوۃ کا پوشیدہ دینا بہتر ہے۔ درمختار کتاب الحظر والاباحت میں مذکور ہے
مَنْ صَلّٰى أَوْ تَصَدَّقَ يُرَائِي بِهِ النَّاسَ لَا يُعَاقَبُ بِتِلْكَ الصَّلوٰةِ وَلَا يُثَابُ بِهَا قِيلَ هٰذَا
فِي الْفَرَائِضِ وَعَمَّمَهُ الزَّاهِدِيُّ لِلنَّوَافِلِ لِقَوْلِهِمُ الرِّيَاءُ لَا يَدْخُلُ الْفَرَائِضَ
ترجمہ جو شخص نماز پڑہتا ہے یا صدقہ دیتا ہے ریا سے لوگوں کو دکھاتا ہے نہ عذاب دیا جاویگا ساتھہ اوس کے
نہ ثواب دیا جاویگا بعضوں نے کہا یہہ فرائض میں ہے اور زاہدی نے اوسکو واسطے نفلوں کے شامل کیا ہے واسطے
قول فقہا کے کہ فرائض میں ریا داخل نہیں ہوتا۔ شامی میں مذکور ہے کہ خلوص عبادت میں واسطے اللہ کے لازم
ہے ... یا عبادت میں اور یہہ ہے کہ ارادہ کرے ساتھہ عبادت کے سوائے ذات اللہ کے اور یہہ ریا حرام ہے
ساتھہ اجماع کے واسطے نصوص قطعیہ کے رسول علیہ السلام نے ریا کا نام شرک اصغر فرمایا ہے اور دیلمی
نے بیان فرمایا کہ نماز کی نماز میں صرف اخلاص نیت کی محتاج ہے کتاب معراج میں مذکور ہے کہ حکم کئے

گئے ہم ساتھہ عبادت کے اور وجود عبادت کا نہیں ہوتا سوائے اخلاص کے جو ساتھہ اوسکے حکم کیا گیا ہے اور
اخلاص کرنا اپنے فعل کا ہے واسطے رضامندی اللہ کے اور یہہ سوائے نیت کے نہیں ہوتا انتہی - اور علامہ عینی
نے شرح بخاری میں کہا کہ اخلاص طاعت یعنی عبادت میں چھوڑنا ریا کا ہے اور معدان اوسکا قلب ہے یہہ واسطے
حاصل کرنے ثواب کے ہے نہ واسطے عمل کی صحت کے کیونکہ صحت عمل کی ساتھہ شرطوں اور رکنوں کے متعلق
ہوتی ہے اور نہ ساتھہ نیت کے جو شرط ہے واسطے صحت نماز کے شلت مثلاً دلمیں جاننا ہے کہ کونسی نماز
پڑہتا ہوں. مختار النوازل میں ہے اجر ثواب پس متعلق ہوتا ہے ساتھہ صحۃ نیت اپنی کے یعنی اخلاص سے
پس مطلق نیت اور نیت خالص میں فرق ہے کیونکہ جو شخص وضو کریگا ساتھہ پانی پلید کے اور اوسکو معلوم نہیں اوسکی
نماز جائز نہ ہوگی واسطے گم ہونے شرط نماز کے جو طہارت ہے لیکن مستحق ثواب کا ہوتا ہے واسطے صحت خلوص
نیت کے اور نہ ہونے قصد اوسکے پس معلوم ہوا کہ ملازمت درمیان ثواب اور صحت عمل کے نہیں کیونکہ کبہی ثواب پایا
جاتا ہے بغیر صحت عمل کے جیسا کہ مثال گذری اور کبہی صحت پائی جاتی ہے بغیر ثواب کے جیسا کہ وضو بلا نیت
میں کیونکہ وضو صحیح ہے اوسمیں ثواب نہیں ایسا ہی اگر نماز ریا سے پڑہے لیکن ریا کبہی اصل عبادت میں ہوتا ہے
اور کبہی صفت عبادت میں ہوتا ہے قسم اول ریا کامل ہے جسنے ثواب کو احاطہ کیا جیسا کہ نماز پڑہتا ہے واسطے
دکہلانے لوگوں کے اگر لوگ نہوں تو نہیں پڑہتا لیکن اگر اسکو ریا درمیان نماز کے لاحق ہو تو وہ لغو ہے کیونکہ
اوسنے نماز نہیں پڑہی واسطے لوگوں کے بلکہ اوسکی نماز واسطے اللہ کے ہے اس صورت میں ثواب کم ہوتا ہے
اگر لوگوں کے روبرو اچہی وجہ سے ادا کرے - تاتارخانیہ میں ہے کہ ایک شخص نے خالص واسطے رضامندی
اللہ کے نماز شروع کی پہر اوسکے دل میں ریا داخل ہوا پس وہ اوپر پہلی بنا کے ہے ریا یہہ ہے اگر لوگوں سے
خالی ہو نماز نہیں پڑہتا ہو اور اگر ساتھہ لوگوں کے ہو تو اچہی طرح اوسکو ادا کرتا ہے اگر اکیلا پڑہتا ہے تو اچہی طرح نہیں
پڑہتا تو اس صورت میں واسطے اوسکے اصل نماز کا ثواب ہے نہ ثواب احسان یعنی دوگنا ثواب نہیں ہوتا اور ریا روزے میں داخل
نہیں ہوتا ینابیع میں مذکور ہے ابراہیم بن یوسف نے کہا کہ اگر نماز ریا سے پڑہے تو اوسکو ثواب نہیں اوسپر گناہ ہے بعض
علما نے کہا کہ واسطے اوسکے نہ گناہ ہے نہ ثواب گویا کہ اوسنے نماز نہیں پڑہی وجہ نہ داخل ہونے ریا کی روزے میں یہہ کہ روزہ دیکہا نہیں
جاتا اسواسطے کہ وہ امساک خاص ہے اوسمیں کوئی فعل ظاہری نہیں. ہاں کبہی اوسکی خبر دینے اور بات کرنے
میں ریا داخل ہوتا ہے اور بعض علمانے اس حدیث قدسی سے تمسک پکڑا ہے یَقُوْلُ اللّٰہُ اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا

أَجْرٌ فِيْ بِهٖ اور یہہ خصوصیت باقی عبادتوں میں نہیں جاننا چاہیے کہ بعض بار سے ہے تلاوت کرنا قران مجید کا اور مثل اوسکی ذکر دینے ساتہہ اجرت کے کیونکہ ساتہہ اسکے ارادہ کیا جاتا ہے سوائے ذات اسد کے اور دوسرا ملہ ہے۔ اسیواسطے فقہا فرماتے ہیں کہ نہیں ثواب ہوتا اوس تلاوت کا واسطے قاری کے نہ واسطے میت کے لینے والا اور دینے والا دونو گنہگار ہوتے ہیں یا اور یہی کہتے ہیں کہ ایک شخص نے نیت کی جہاد و تجارت کی تو نہیں ثواب ہوتا ہے واسطے اوسکے اگر نیت تجارت کی غالب اور مساوی ہو ذخیرہ میں مذکور ہے کہ جب ایک شخص نے واسطے اقامت جمعہ کے اور حاجتو نکے جو شہر میں ہیں سعی کی اگر مقصود اوسکا اول ہے یعنی اقامت جمعہ تو واسطے اوسکے ثواب سعی جمعہ کا ہے اگر اوسکا مقصود ثانی یعنی حوائج ہے پس نہیں واسطے اوسکے ثواب اگر دونو امر مساوی ہیں تو دونو کا امر ساقط ہوا جیسا کہ معلوم ہوا بیان گذر چکا۔ اس تفصیل کو امام غزالی نے بھی اختیار کیا ہے اور سوائے اوسکے شافعیوں نے اور بعض اونسے اختیار کیا ہے عدم ثواب کو مطلقًا **ف** صاحب شامی نے پہلے بیان کیا ہے کہ اگر قاری نے تلاوت اللہ کی پہر دوسرے شخص نے کچھ مال اللہ عطا کیا تو اس صورت میں ثواب حاصل ہوتا ہے **قوله** لَا يُعَاقَبُ بِتِلْكَ الصَّلٰوةِ وَلَا يُثَابُ بِهَا یہہ اتفاق کی چیز ہے جو بنا بیع میں علما سے نقل کیا گیا ہے اور یہہ مراد نہیں کہ ریا کا اوسکو عذاب نہ ہو کیونکہ ریا حرام ہے کبائر گناہ سے ہے اوسکے ساتہہ گنہگار رہتا ہے یعنی خدا چاہے اوسکو عذاب کرے یا معاف کرے لیکن توبہ کرنے سے بموجب نصوص کے گناہ معاف ہوتا ہے اور اسی پر عمل کیا دیگی وہ روایت یعنی جو ابراہیم بن یوسف سے گذری اور مراد یہہ ہے کہ نہ عذاب دیا جاویگا اوسپر بدلے اوس نماز کے عذاب تارک نماز کا اسواسطے کہ وہ نماز صحیح ہے ساقط کرنیوالی ہے فرضیت کو جیسا کہ پہلے بیان ہوا بزازیہ میں مذکور ہے کہ فرائض میں ریا نہیں ساقط ہونے فرضیت میں۔ صاحب اشباہ نے کہا کہ اس کلام سے یہہ فائدہ حاصل ہوا کہ فرائض ریا کے ساتہہ صحیح ہوتے ہیں ساقط کرنے والے ہیں فرضیت کو مختار النوازل میں مذکور ہے جو تصنیف صاحب ہدایہ کی ہے جسوقت نماز پڑہے ریا سے یعنی واسطے دکھانے سنانے کے تو نماز اوسکی درست ہوتی ہے بموجب حکم کے واسطے پائے جانے شرائط ارکان کے لیکن ثواب کا مستحق نہیں ہوتا ہے یعنی دونے ثواب کا ذخیرہ میں مذکور ہے کہ فقیہ ابو لیث نے نوازل میں کہا کہ بعض مشائخ ہمارے فرماتے ہیں کہ کسی قسم میں فرائض سے ریا نہیں داخل ہوتا اور یہہ قول مذہب مستقیم ہے اسواسطے کہ ریا اصل ثواب کو

فوت نہیں کرتا سوائے اسکے نہیں کہ دوگنے ثواب کو فوت کرتا ہے اور اس کلام میں مخالفت ہے واسطے اوس
چیز کے جو پہلے بیان ہوئی کہ ثواب متعلق ہوتا ہے ساتھ صحت عزیمت کے یعنی خالص نیت کے پس اسکی تاویل یہہ ہے
کہ مراد اوس سے دوگنا ثواب ہے یعنی سوائے نیت خالص کے دوگنا ثواب نہیں ہوتا اور مراد اسجگہ یہہ ہے
اصل ثواب کا ہوتا ہے ساقط ہونے فرضیت سے اوسنے ہونا عذاب کا مثل تارک نماز کی۔ اور اسجگہ تخصیص
فرائض کا فائدہ ظاہر ہوا اور زاہدی کی مراد یہہ ہے کہ فرضوں میں ریا نہیں نفلوں میں ہے بخ۔ واقعات میں
مذکور ہے کہ فرائض میں ریا داخل نہیں ہوتا ہے نوافل معین ہوئے ریا میں **ف** نماز فرضیہ ساتھ ریا کے
ذمہ سے ادا ہو جاتی ہے۔ اور اسکے بطلان میں ریا تاثیر نہیں کرتا دوگنے ثواب کے کھونے میں تاثیر کرتا ہے بخلاف
نفلوں کے سنتوں کے مثلاً ایک شخص سنت ظہر کو ریا سے پڑھتا ہے روبرو لوگوں کے اگر لوگ نہوں تو نہیں پڑھتا
پس حکم اس شخص کا مثل تارک سنت کی ہے بخلاف فرضوں کے کہ فرض کا حکم مثل تارک کی نہیں یہانتک کہ نہیں
عذاب ہوتا مثل عذاب تارک فرض کی اور فرق یہہ ہے کہ مقصود نفلوں سے ثواب ہے واسطے تکمیل فرائض کے
اور پورا کرنے نقصان فرضوں کے واللہ اعلم تمام ہوا المختصر خلاصہ شامی کا **ف** اس مقام فقہا کی عبارت
سے یہہ ثابت ہوا کہ فرائض میں حضور قلب شرط نہیں بلکہ بلاحضور نماز صحیح ہو جاتی ہے جیسا کہ صورت ریا میں
اور صورت غیر ریا میں تفصیل سے بیان کیا گیا لیکن یہہ ہے کہ ثواب دوگنا بلاحضور قلب اور اخلاص نیت کے
نہیں ہوتا اور ثواب اور صحت نوافل کی ریا سے باطل ہے اس آیت کریمہ میں یعنی وَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ میں
کچھ تعلق نہیں مدعی کے مدعا کے ساتھہ جو تبدیل زبان عربی اور جواز نماز غیر عربی سے نقل کیا ہے ہان
البتہ ریا کی مذمت میں بہت نصوص آیات اور احادیث وارد ہیں کہ ریاکار کو عذاب ہوگا اور ریا ایک شرک
اصغر ہے خدا تعالی اسکے عمل سے بے پروا ہے قبول نہیں کرتا ہے تو ثابت ہوا ریا شرک ہے بلکہ بعض حدیث میں
وارد ہے کہ وہ مشرک ہوا اور شرک خفی ہے خلاصہ یہہ کہ اس فعل شنیع کی شرع میں نہایت ہی مذمت ہے
اور مرتکب گنہگار ہے جس صاحب کو تفصیل منظور ہو مشکوۃ شریف میں باب ریا اور سمعہ کا مطالعہ کرے
عربی فارسی اردو ہے اور شرح ظاہر ہے تو خوب مطلب اصل ہوگا اور زیادہ تفصیل احیاء العلوم جلد ۳ اور اسکی ترجمہ
مذاق العارفین میں ہے جو پچاس ورق سے زیادہ بیان کی ہے متعلق صفحہ ۱۷ **قولہ** اپنے
کیا حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یہہ قول صحیح سنا نہیں اَلْعِلْمُ بِدُوْنِ الْعَمَلِ وَبَالٌ وَالْعَمَلُ بِدُوْنِ

اَلْعِلْمِ ضَلَالٌ ترجمہ کہ جاننا بغیر عمل کرنیکے وبال ہے اور عمل کرنا بدون علم کے گمراہی ہے اَقُوْلُ
بِتَوْفِيْقِ اللّٰهِ تَعَالٰى یہہ حدیث مستدل کی بے اصل ہے اگر مدعی کو دعوی ہے تو صحت اسکی بموجب قواعد
اماموں حدیث کے بیان کرے ورنہ نقل کرنا حدیث موضوع کا سوائے بیان کرنے اوسکی وضع کے حرام ہے
جیسا کہ حدیث کے اماموں نے یہہ بیان کیا ہے جو دیدہ دانستہ حضرتؐ پر بہتان کرے وہ اپنا ٹھکانا
دوزخ بنائیگا۔ در سفر سعادت مذکور است در باب جولاہگان و ذم و مدح ایشان چیزے ثابت نشدہ و
در باب انشاد شعر بعد از عشا و نگاہ داشتن عرض با عطاے شعرا۔ و ذم تعبد فقہ و مذمت علما کہ [illegible]
رو نمود در باب مسامحت علما و زیارت ملائکہ قبور علما را چیزے ثابت نشدہ امام شوکانی نے فوائد مجموعہ
فی بیان احادیث موضوعہ میں لکھا ہے کہ حدیث اَلْمُتَعَبِّدُ بِغَيْرِ فِقْهٍ كَالْحِمَارِ فِي الطَّاحُوْنَةِ وَمَا
اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلِيٍّ جَاهِلٍ وَلَوِ اتَّخَذَهُ لَعَلَّمَهُ قَالَ ابْنُ حَجَرٍ لَيْسَ بِثَابِتٍ تذکرہ [illegible]
عَبَدَ اللّٰهَ بِجَهْلٍ كَانَ يُفْسِدُ أَكْثَرَ مِمَّا يُصْلِحُ لَمْ يُوْجَدْ مَرْفُوْعًا علمائے اہل حدیث دونو
فرماتے ہیں کہ حدیث ضعیف قابل حجت کے نہیں سو یہ حدیث بے اصل کیونکر دلیل ٹھیرائی جاویگی [illegible]
علم پر عمل نہ کریگا اوسپر دوگنا عذاب ہوگا اسکی مذمت میں قرآن و حدیث میں بہت ذکر ہے خلاصہ یہہ کہ [illegible]
کا صرف دعوی ہے اوسپر کوئی دلیل نہیں نہ نقلی نہ عقلی جو دلائل مدعی لایا ہے اونسے اوسکا مطلب ثابت
نہیں ہوتا اگرچہ وہ تمام زور و شور اپنا جاہلوں کو دکھاوے صفحہ (۸) رہبر قولہ حدیث لا صلوٰۃ الا
بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ ترجمہ نہیں ہوتی نماز مگر حضور قلب سے۔ دوسری حدیث جو کہ شرطیہ ایمان میں
ہے اور ایمان اور اسلام ہر دو لازم و ملزوم ہیں اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَتَصْدِيْقٌ بِالْقَلْبِ ترجمہ
اقرار کرنا زبان سے اور دل سے سچ جاننا الخ اَقُوْلُ بِتَوْفِيْقِ اللّٰهِ تَعَالٰى ان دونوں حدیثوں کا ان الفاظ
سے کچھ ثبوت نہیں بے اصل ہیں اگر مدعی کو دعوی ہے تو انکی صحت کتب معتبرہ سے کہ جنکا اعتبار نزدیک علماء
حدیث کے ہے بیان کرے علاوہ یہہ کہ ان دونوں قولوں کو دعوی پر کوئی تعلق نہیں حضور قلب دوسری شے
ہے اور فہم معنی اور شے باقی رہا یہہ امر کہ حضور قلب نماز میں نماز کے ارکان یا اوسکے مستحبات سے ہے یا نہ۔
پہلے بیان اسکا تفصیل کے ساتھ ہو چکا ہے کہ فقہائے کرام نے اسکو مستحب قرار دیا ہے کیونکہ نصوص سے
اسکا استحباب اور کمال ثابت ہوتا ہے اور مدار ثواب کا اخلاص نیت سے ہے اور نیت میں حضور قلب کافی ہے

جیسا کہ گذر چکا لیکن حضور قلب نزدیک فقہا کے جزو نماز کی نہیں جو بغیر اوسکے نماز درست نہ ہو اور بھی مذاق
العارفین سے بیان کیا جاویگا۔ شرح وقایہ میں مذکور ہے کہ نماز ننگے سر سستی سے پڑہنا مکروہ ہے اور
اہانت سے کفر ہے اور عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ میں جو مولوی عبد الحی مرحوم سے ہے مذکور ہے
قَوْلُہٗ لَا لِلتَّذَلُّلِ اَیْ لِقَصْدِ التَّذَلُّلِ وَ اِظْهَارِ الْخُشُوْعِ فَاِنَّ الْخُشُوْعَ فِی الصَّلٰوۃِ اَمْرٌ
مُسْتَحْسَنٌ مَدَحَ اللّٰہُ بِہٖ اَقْوَامًا فَقَالَ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ
خٰشِعُوْنَ وَهُوَ وَاِنْ كَانَ مِنْ اَفْعَالِ الْقَلْبِ لٰكِنْ لَا بَاْسَ بِاِظْهَارِ اٰثَارِهٖ فِی الظَّاهِرِ
وَهَلْ اَوْلٰی تَرْكُ كَشْفِ الرَّاْسِ بِالتَّذَلُّلِ اَوْ فِعْلُہٗ فِیْہِ قَوْلَانِ ترجمہ نہ واسطے قصد
عاجزی اور اظہار خشوع کے یعنی ننگے سر نماز پڑہنا واسطے قصد عاجزی اور ظہور خشوع کے مکروہ نہیں کیونکہ خشوع نماز
میں امر مستحب ہے اور نیک ہے جسکے ساتہہ خدا تعالی نے قوموں کی مدح کی ہے پس فرمایا جو لوگ ایمان والے
اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں تحقیق انہوں نے عذاب سے خلاصی اور نجات پائی اور خشوع اگرچہ دل کے
فعلوں سے ہے لیکن ظاہر میں اوسکے نشان ظاہر کرنے میں کچہہ خوف نہیں۔ آیا سر ننگا کرنا واسطے عاجزی کے
بہتر ہے یا نہ اسمیں دو قول ہیں۔ منیہ میں مذکور ہے کہ واسطے عاجزی اور خشوع کے نماز میں سر ننگا کرنا لا باس
ہے۔ کبیری شرح منیہ میں مذکور ہے کہ اسمیں اشارہ ہے کہ نکرنا اس عمل کا بہتر ہے کیونکہ عاجزی اور خشوع
دل میں کرے کیونکہ وہ دونو افعال دل سے ہیں اور بیچ شرح منیہ نیت کے مسائل میں مذکور ہے کہ حضور
نیت کا دل میں بہتر ہے اور حضور نیت کا زبانی مستحب ہے اور کفایت کرنی صرف تکلم پر سوائے حضور قلب کے
وقت ضرورت اور نہ ہونے قدرت کے حضور پر رخصت ہے یعنی خاصکر وہ شخص کہ جسکو فکر و غم حضوری مانع
ہوں اور بھی شرح منیہ میں ہے کہ جو فعل کہ حضور قلب کا مانع ہو مثل حاجت بول یا غائط یا ریح وغیرہ یعنی کانٹا
چبہنی کا جو دل کو روکتا ہے منافی خشوع ہے مکروہ ہے یعنی اس سے معلوم ہوا کہ خشوع فرض نہیں اگر
فرض ہوتا تو نماز فاسد ہوتی اور منیہ میں مذکور ہے اگر نمازی نے نماز میں شعر یا نظم بنائی یا خطبہ فکر میں
اور زبان سے کلام نہ کی تو نماز اوسکی فاسد نہیں ہوتی کیونکہ نماز افعال قلب سے فاسد نہیں ہوتی جبتک
اوسکو کوئی فعل ظاہر نہ متعارض ہو لیکن یہہ اوسنے برا کیا واسطے مخالفت خشوع کے نہایت بے ادبی ہے
کبیری شرح منیہ میں ہے کہ اگر اکابر دنیا کے آگے کھڑا ہوتا ہو تو البتہ اپنی نظر کو تمام وجہ سے رعایت کرتا ہے

معنی کو سمجھتا ہو یہہ حضور دل کے سوا دوسری بات ہے اسلیے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ دل الفاظ کے ساتھہ ہی حاضر
ہوتا ہے اور سمجھتا نہیں پس تفہیم نماز میں ہوتا تو ہمارا مقصود فہم سے دل میں معنی لفظ کا علم ہونا ہے اور اس مقام
میں لوگ مختلف ہوتے ہیں کیونکہ معانی قرآن اور تسبیحات کے سمجھنے میں یکساں نہیں ہوتے اور بہت سے
لطیف معانی ایسے ہوتے ہیں کہ نمازی عین نماز میں انکو سمجھہ لیتا ہے حالانکہ وہ اوسکے دل میں پہلے کبھی نہ
گذرے تھے اور اسی وجہ سے نماز فحش اور برائی سے منع کرتی ہے یعنی ایسی باتیں سمجھاتی ہے کہ وہ برائی سے
خواہمخواہ مانع ہو البتہ تمام ہوا کلام اوسکا اختصار سے۔ مذاق العارفین میں مذکور ہے کہ کلام اللہ کی عظمت اور
بزرگی کو جاننا کلام کرے اسکی عظمت کہ قاری کو تلاوت قرآن کے شروع کرنیکے وقت اپنے دل میں
متکلم کی عظمت حاضر کرنی اور یہہ جانے کہ جو کچھہ میں پڑھتا ہوں یہہ آدمی کا کلام نہیں اور یہہ کلام مجید کی
تلاوت میں بہت سا خطر ہے اسلیے فرمایا ہے کہ لَا یَمَسُّہٗ اِلَّا الْمُطَہَّرُوْنَ یعنی بغیر طہارت اوسکی مس
کرے جسطرح ہر ایک ہاتھہ جلد مصحف کے چھونے کا شایاں نہیں اسیطرح اوسکے حروف کی تلاوت کو بھی ہر ایک
زبان لیاقت نہیں رکھتی نہ ہر ایک دل کو اوسکے معانی کے حاصل کرنیکی قابلیت ہے۔ اور مروی ہے کہ
عکرمہ بن ابی جہل جب قرآن مجید کھولتے تو بیہوش ہو جاتے اور کہتے کہ یہہ کلام میرے پروردگار کی ہے
یہہ کلام میرے رب کی [illegible] کلام کی عظمت سے متکلم کی عظمت ہوتی ہے اور متکلم کی عظمت دل میں
نہیں آتی جب تک کہ اوسکی صفات اور بزرگی اور افعال میں فکر نہ کریں الخ اور بھی مذاق العارفین میں
مذکور ہے کہ کلام مجید کو اسی طرح ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا مستحب ہے کیونکہ ہم عنقریب بیان کرینگے کہ قرأت سے مقصود
تفکر ہے پس جب اسی طرح ٹھہر کر پڑھیگا تو تفکر پر مدد ملیگی اور اسی جہت سے ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کی صفت بیان کی تو کلمہ کلمہ جدا جدا بیان فرمایا اور حضرت ابن عباس
فرماتے ہیں کہ اگر میں سورہ بقرہ و آل عمران ٹھہر کر پڑھوں اور اونکو سمجھتا جاؤں تو اس سے بہتر جانتا ہوں
کہ تمام قرآن کو جلدی پڑھہ جاؤں [illegible] اور مجاہد سے کسی نے پوچھا کہ دو شخص نماز میں کھڑے ہوئے اور
برابر کھڑے رہے مگر ایک نے سورہ بقر ہی پڑھی اور دوسرے نے تمام قرآن پڑھا تو ثواب کسکو زیادہ ہوا
فرمایا کہ دونوں شخصوں کو برابر ثواب ہوا اور یاد رکھنا چاہیے کہ ٹھہر کر پڑھنا اسلیے مستحب نہیں کہ اوسکے معنی
ہی سمجھے کیونکہ اگر کوئی عجمی عربی نہ سمجھتا ہو وہ قرآن کے معنی کیسے سمجھیگا مگر ٹھہر کر پڑھنا اوسکو بھی مستحب ہے

سلئے کہ ٹھیر کر پڑھنے میں توقیر و حرمت قرآن کی زیادہ ہوتی ہے اور جلد پڑھنے کی نسبت اسکا اثر بھی دل پر
زیادہ ہوتا ہے **ف** کلام الہی کے عجائب اور غرائب کی کوئی نہایت نہیں علما کے نزدیک اسکے فوائد کی
[illegible] حد نہایت نہیں زیادہ تلاوت سے پرانے نہیں ہوتے ہر بار لذت جدید پیدا ہوتی ہے تمام کے واسطے
[illegible] یہ وہ کلام ہے جسکو جنوں نے سنا تو پھر اپنی قوم میں جلد رجوع کیا اور انکو خبر دی جیسا کہ
[illegible] فرمایا فقالوا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا یَّهْدِیْۤ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَلَنْ
[illegible] تعالیٰ [illegible] اس کلام کی حفاظت کیلئے فرمایا اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ
لَحٰفِظُوْنَ [illegible] صحیفوں میں اوسکے محفوظ رہنے کا سبب روزمرہ کی تلاوت ہے اور فضائل
[illegible] آیات اور احادیث بہت ہیں اس مذکورہ سے یہ ثابت ہوا کہ جو عوام لوگ ترجمہ
[illegible] ہے اور ثواب سے محروم نہیں رہتے اور قرآن مجید کی عزت اور توقیر اوسی زبان
[illegible] میں وہ نازل ہوا اور یہ کلام خدا کی ہے مخلوق کی کلام نہیں جو اسکو کلام بشر کی
[illegible] ابو جہل اور ولید بن مغیرہ کے حق میں فرماتے ہیں کہ وہ
کافر یوں کہتے [illegible] اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ترجمہ نہیں یہ
قرآن [illegible] ظاہر ہے کہ اوس کافر نے الفاظ قرآن
[illegible] اور اوسکا کچھ ذکر ہی نہیں اور وجہ معنوں کا بلا
الفاظ [illegible] طاعت توحید باری تعالیٰ [illegible]
[illegible] تعالیٰ [illegible] دار و گشت [illegible]
[illegible] تسبیح و تہلیل [illegible] منقولہ کہ ہر یکے فضائل
[illegible] سنت مطاہر ولیکن اکثر
اہل اللہ غالباً تحریص و تحریض بکلمۂ تہلیل کہ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ است کردہ اند
و نفع آن بسیار دیدہ و تاثیرش در طہارت باطن نہایت درجہ فہمیدہ اند و گفتہ کہ این کلمۂ مبارکہ طالبان
تشنہ کشان از ما سوے بسوے مطلوب میبرد تا آنکہ بعضے از دولتمندان حق الیقین از ہر بار گفتن
آن فنائے خاص در خود مے فہمند الخ و در حدیث آمدہ اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ و درین باب

حدیثہا ست درجۂ دوم یاد او سبحانہ است بخواندن کلام پاک وودتلاوتش صحبت تام ست باوتعالی زیراکہ کلام صفت حقیقی ذاتی ازلی اوست کہ از کمال عنایت خویش درین عالم آنرا جلوہ گر ساختہ و ظاہرست کہ صفت را باموصوف خود نہایت قرب واتحاد باشد پس میتوان اندیشید کہ تلبس باین صفت وانصباغ باین صبغ مثمر نہایت قرب خواہد بود و در فضائل کلام اللہ وتلاوت او احادیث بسیار وارد شدہ امام ہمام احمد بن حنبل کہ از جلہ اہل حدیث وائمہ سنت ست باری تعالی را در خواب دید و پرسید اے رب کدام عمل در تقرب بجناب تو اکمل ست فرمود خواندن کتاب من پرسید بفہم یا بغیر فہم فرمود بفہم باشد یا بغیر فہم لہذا آمدہ کہ افضل ذکر تلاوت قرآن ست الخ پس نسبت بہ بعضے مردم تکرار کلمہ مفید نافع وبعض را تلاوت . درجۂ سوم جامع ہر دو درجہ است و آن یاد داشت او تعالی ست باداے نماز فریضہ وکثرت نوافل بعد از اکل حلال وصدق مقال واجتناب از بدعت ومنکرات چہ نماز متضمن تلاوت قرآن مجید ومحتوی بر اذکار مثل تکبیر وتسبیح وشہادتین وتہلیل ودرود وسلام بر سید انام صلی اللہ علیہ وسلم ونیز متضمن دعاست کہ از اعظم عبادات ست وخشوع وخضوع وآداب واظہار لوازم بندگی الخ بالجملہ اعمال ستر کہ واحوال حسنہ او در خود جمع کردہ وعبادات جملہ کائنات را نمونہ کامل آمدہ و حسنات بعیدہ متعددہ را بمجموع ساختہ باین یک حسنہ نامیدہ اند وبنابرہمین جامعیت افضل اعمالش فرمودہ اند یعنی بعد توحید نماز جامع عبادات ست انتہی مختصراً - مظاہر حق میں مذکور ہے کہ رویت حق تعالی کی خواب میں جائز ہے اور حقیقت میں رویت قلبی ہے کہ مثال سے ہو اور حق تعالی کے لئے مثال ہے نہ مثل اور سلف سے نقل کر نا اوسکا حجت کو پہونچا - ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے آیا ہے کہ سو بار اس نعمت سے مشرف ہوئے اور امام احمد بن حنبل سے بھی آیا ہے کہ دیکھا میں نے رب العزت کو خواب میں پس پوچھا میں نے کہ کونسی عبادت افضل ہے فرمایا کہ تلاوت قرآن بار دیگر پوچھا کہ معانی سمجھکر پڑھنا یا بدون اوسکے فرمایا کہ معنی سمجھکر پڑھے یا بدون اوسکے انتہی مشکوۃ میں مذکور ہے عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ترجمہ عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بہتر تم سے وہ شخص ہے جو سیکھے قرآن کو اور سکھاوے اوسکو روایت کیا اس حدیث کو بخاری نے **ف** مراد یہ ہے کہ احکام اور دقائق قرآن کے سیکھے اور اوسپر عمل کرے - بخاری اور مسلم میں مذکور ہے روایت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ماہر قرآن کا ساتھہ فرشتوں کے ہے بزرگ نیکوکار و نیکے

ہے اور وہ شخص کہ پڑھتا ہے قرآن کو اور اٹکتا ہے اوس میں قرآن اور سپر مشکل ہر اوسکے واسطے دو ثواب ہوتے ہیں

ف ماہر قرآن وہ ہے کہ جسکو قرآن خوب یاد ہو اوسکے پڑھنے میں اوسپر سختی نہو مراد فرشتوں سے وہ فرشتے ہیں کہ لوح محفوظ سے اللہ کی کتابیں لکھتے ہیں اور جسپر دشوار ہو پڑھنا اوسکو دو ثواب ایک ثواب پڑھنے کا اور دوسرا ثواب مشقت کا اسمیں رغبت دلائی ہے پڑھنے پر کیونکہ یہہ بھی محروم فضیلت اور ثواب سے نہیں ہوتا عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَجْعَلُوْا بُیُوْتَکُمْ مَقَابِرَ اِنَّ الشَّیْطَانَ یَنْفِرُ مِنَ الْبَیْتِ الَّذِیْ یُقْرَءُ فِیْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ترجمہ روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کرو اپنے گھروں کو قبریں یعنی جیسے مقبرے خالی ہوتے ہیں عبادت سے تحقیق شیطان بھاگتا ہے اوس گھر سے جسمیں سورہ بقر پڑھی جاوے روایت کیا اسکو مسلم نے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الَّذِیْ لَیْسَ فِیْ جَوْفِهٖ شَیْءٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ کَالْبَیْتِ الْخَرِبِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق وہ شخص کہ نہیں اوسکے پیٹ میں یعنی دل میں کوئی شے قرآن سے مثل گھر ویران کی ہے نقل کیا یہہ ترمذی اور دارمی نے اور کہا ترمذی نے یہہ حدیث صحیح ہے یعنی جو کوئی کچھ بھی قرآن نہ جانتا ہو اور نہ ایمان رکھتا ہو اوسپر یا جانتا ہو اور ایمان نہ رکھتا ہو مثل گھر ویران کی ہے اور جسکو قرآن آتا ہو اور ایمان بھی رکھتا ہو اوسپر اوسکا باطن آباد ہے نہ زبان سے تھوڑا جانتا ہوگا تھوڑا آباد ہوگا بہت جانتا ہوگا بہت آباد ہوگا ۱۲ مظاہر حق وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی مَنْ شَغَلَهُ الْقُرْاٰنُ عَنْ ذِکْرِیْ وَمَسْئَلَتِیْ اَعْطَیْتُهٗ اَفْضَلَ مَا اُعْطِی السَّائِلِیْنَ وَفَضْلُ کَلَامِ اللّٰهِ عَلٰی سَائِرِ الْکَلَامِ کَفَضْلِ اللّٰهِ عَلٰی خَلْقِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ ترجمہ اور روایت ہے ابی سعید سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فرماتا ہے رب با برکت اور بلند جسکو باز رکھے قرآن یاد میری اور مانگنے میرے سے دیتا ہوں میں اوسکو بہتر اوس چیز سے

کہ دیتا ہوں مانگنے والونکو اور بزرگی کلام الٰہی کی اوپر تمام کلامونکے مانند بزرگی اللہ کی ہے تمام مخلوقات
اوسکی پر یعنی اور ایسی ہی فضیلت مشغول ہونے والیکی اسمیں اوپر غیر اوسکے نقل کی یہہ ترمذی اور دارمی
اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور کہا ترمذی نے یہہ حدیث حسن غریب ہے **ف** اس سے صاف ظاہر ہوا
کہ تلاوت کرنے والے کو ثواب ہوتا ہے زیادہ مانگنے والے سے اور بزرگی کلام الٰہی کی تمام کلامونپر جیسے
کہ شان اور رتبہ اللہ کا سب مخلوقات پر ہے - یہہ فضائل کلام لفظی کے ہیں کیونکہ کلام معنوی کی تلاوت
نہیں ہوتی کما لایخفی - اور اسمیں کچھہ شک نہیں کہ سمجھنا معانی کلام اللہ کا بہت عمدہ چیز ہے اور نور علی نور اور
مستحب ہے جیساکہ مذاق العارفین سے گذرا اور جسکو زیادہ تفصیل منظور ہو وہ کتب صحاح ستہ اور انکے
ترجموں میں مطالعہ کرے خاص کر فضائل قرآن مظاہر حق اور مذاق العارفین میں دیکھے - صفحہ ۸
حدیث مشارق الانوار ق جُنْدُبُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ مَا ائْتَلَفَتْ قُلُوْبُكُمْ
فَاِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُوْمُوْا عَنْهُ ترجمہ بخاری اور مسلم میں جندب بیٹے عبداللہ سے روایت ہے کہ
حضرت نے فرمایا کہ پڑھو تم قرآن کو جبتک تمہارے دل زبان سے موافقت کریں اور جب تمہارے دل
اور زبان میں خلاف پڑے تو اوس سے اٹھہ کھڑے ہو تمام ہوا ترجمہ تحفۃ الاحیا میں جو تصنیف مولویعبد
خورم علی کی ہے اس حدیث کے فائدے میں لکھتے ہیں یعنی قرات قرآن حضور دل سے
چاہیئے اور جب دل پریشان ہو تو صرف زبان سے پڑھنا بے لطف ہے [illegible] کثرت خیالات
میں کچھہ کا کچھہ پڑھ جاوے اور مظاہر حق میں ترجمہ اس طرح ہے اور روایت ہے جندب بیٹے عبداللہ سے
کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھو قرآن جب تک کہ خواہش کریں و میل دل تمہارے پس جس وقت
کہ اسمیں مختلف ہوں یعنی حاصل ہو ملال اور نفرت دلونکا پس کھڑے ہو اوس سے یعنی پڑھنا موقوف کرو نقل
کی یہہ بخاری اور مسلم نے **ف** کہا ابن ملک نے کہ جس صورت میں کہ دل نہ لگے تو نہ پڑھنا افضل ہے بغیر حضور
کے پڑھنے سے لیکن یہان ایک نکتہ ہے کہ آدمی کو چاہیئے کہ عادت کرے اور نفس کو ریاضت میں ڈالے
تاکہ بہت پڑھنے سے ملال نہ آوے بلکہ خوشی زیادہ ہو اسلئے کہ کاہل دل [illegible] ہو وہ دل عادت ریاضت کی
نہیں رکھتے جلدی ملول ہو جاتے ہیں ایک تو ایسے ہوتے ہیں کہ ایک سیپارہ پڑھنے میں ملول ہوتے ہیں و
ایک ایسے ہوتے ہیں کہ ایک سیپارہ ساتھہ ذوق شوق کے پڑھتے ہیں کہ ہرگز نہیں ملول ہوتے ع

یعنی پراگندہ خاطر سے حق عبادت کا ادا نہیں ہوتا اور لمعات میں بھی مذکور ہے کہ تلاوت کرنے میں خوشی دلکی
اور جمعیت خاطر ہو او صورت تفرق اور ملال میں ترک کرے اور زیادہ اس سے بھی بیان کیا ہے جو چاہے
اوسکا مطالعہ کرے پس اس حدیث میں کچھہ ذکر نہیں کہ نماز عوام کی نہیں ہوتی جو ترجمہ نہ جانے اور نہ ترجمہ
جاننے کا اسمیں ذکر ہے پس یہہ دلیل رہبر کی دعوے کے مخالف ہے اور حدیث موطا کی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم باہر آئے لوگوں پر یعنی لوگوں کے پاس آئے اس حال میں کہ وہ نماز پڑھتے تھے ساتھہ قرأت کے بلند آواز
سے پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق نماز پڑھنے والا سر گوشی کرتا ہے پس چاہیے کہ فکر کرے
اوس چیز کو جو سر گوشی کرتا ہے اللہ تعالی سے ساتھہ اوسکے پس نہ بلند کرے بعض تمہارا اوپر بعض کے پڑھنے
قرآن کو یعنی خواہ نماز میں ہو یا خارج نماز سے عاجزی اور انکسار اور جمع خاطر سے توجہ عبادت میں کرے
جس سے عظمت الوہیت اور ذلت عبودیت کی ظاہر ہو تو پس اس حدیث میں بھی رہبر کے دعوے پر کچھہ تمسک نہیں
حدیث مشکوۃ کتاب فضائل قرآن میں جسکو رہبر نے صفحہ (۹) میں نقل کیا ہے اصل عبارت حدیث کی یہہ ہے عَنْ اَبِیْ
هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَعْرِبُوا الْقُرْاٰنَ وَاتَّبِعُوْا غَرَائِبَهٗ
وَغَرَائِبُهٗ فَرَائِضُهٗ وَحُدُوْدُهٗ ترجمہ روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم نے بیان کرو معانی قرآن کے اور پیروی کرو اوسکے غرایب کی اور غرایب اوسکے فرائض اور حدیں اوسکی ہیں
ف مراد فرائض سے ماموراتہیں یعنی جن چیزوں کے کرنے کو فرمایا اور مراد حدود سے منہیات ہیں
یعنی جن چیزوں کے کرنیسے منع فرمایا ہے **ف** اس حدیث شریف میں سے یہہ ثابت ہے کہ علم حاصل کرو
قرآن سے اور اوسپر عمل کرو اور اسمیں یہہ ذکر نہیں کہ عوام کی نماز نہیں ہوتی الفاظ قرآنی سے پس یہہ دلیل
رہبر کے دعوے کے برخلاف ہے اور یہہ جو حدیث بیہقی میں آیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عباس
کے حق میں یہہ دعا فرمائی کہ اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَعَلِّمْهُ التَّاوِيْلَ ترجمہ اے اللہ اوسکو
دین میں سمجھہ دے اور سکھا اوسکو معنی قرآن کے اس حدیث میں ابن عباس کی فضیلت ہے کہ وہ بڑے
عالم ہیں پس اس حدیث میں ترغیب حاصل کرنے علم کی ہے اور علم کے فضائل بہت قرآن اور حدیث میں ہیں
اور اسمیں یہہ نہیں کہ نماز عوام کی جایز نہیں ہوتی جیساکہ رہبر نے زعم کیا۔ آیت کریمہ جو سیپارہ سیقول
سورہ بقر میں مذکور ہے كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ترجمہ اسی طرح بیان

کرتا ہے اللہ واسطے تمہارے نشانیاں اپنی تو کہ تم سمجھو۔ حسینی مذکور ست کَذٰلِكَ ایں احکام بیان کرد
یُبَیِّنُ اللّٰهُ روشن میگرداند خدائے تعالیٰ لَكُمْ اٰیٰتِهٖ برائے شما احکام خود را آنچہ بدان محتاجید لَعَلَّكُمْ
تَعْقِلُوْنَ شاید کہ شما عقول خود را در قبول آن و تفکر دران کار فرمائید یعنی احکام الٰہی جو پہلے مذکور
ہوئے معلوم کرو اور اون پر عمل کرو جیسا کہ طلاق والی عورت کو جس سے مس ہو متعہ یا جاوے ساتھ طریقے
وسط حال کے اور سوائے اسکے احکام مذکورہ سے **ف** پس آیہ کریمہ میں کچھ ذکر نہیں کہ عوام جو تعمیل
حکم کرتے ہیں و شرائط اور ارکان سے حکم نماز بجا لاتے ہیں اونکی نماز صحیح نہیں ہوتی یہہ کسی آیہ اور
حدیث میں ثبوت نہیں جس پر تمسک رہبر کا صحیح ہو یہہ اصلی منشا ہے کہ اپنے خیالات باطلہ سے عوام کو گمراہ
اور طریق نیک سے بند کرتا ہے جیسا کہ ابو جہل وغیرہ عوام کو دین اسلام سے اور نماز سے بند کرتے تھے اور
یہی جواب باقی آیات سے جنکو رہبر واسطے دہوکہ عوام کے رسالہ میں لایا ہے سمجھہ لیا جائے یعنی مد اتب
میں خلاص ہو ریا نہ ہو کیونکہ صدقات اور باقی اعمال خیر میں ریا سے ثواب دور ہوتا ہے خداوند یہہ
مثالیں بیان کرکے فرماتے ہیں کہ تم اسمیں فکر کرو قول رہبر صفحہ ۹ و ۱۰۔ ایک جگہ خاص نماز کی
نسبت اللہ تعالیٰ ارشاد کرتا ہے دیکھو وَالْمُحْصَنٰتُ سورہ نسا۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا
الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ ترجمہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت
نزدیکی کرو نماز کی جس وقت ہو تم مست یہانتک کہ سمجھو جانو کہ کیا کہتے ہو تم مطلب یہہ ہے کہ ایسی حالت
میں نماز سے باز رہو جس حالت میں تمہاری سمجھہ میں آوے کہ کیا کہہ رہے ہو تم الخ غرض طوطی مینا کی
طرح بلا تفہیم نماز میں قرآن پڑھ لینا اکتفا کرتا تو یہہ حکم ہرگز صادر نہ ہوتا الخ کلام مجید اللہ پاک نے عمل کرنیکے
لئے اوتارا ہے اوسمیں بہت اقسام کی نصیحتیں ہیں جنکا اپنے بندوں کو کرتا ہے تو اونکو سمجھکر عبرت حاصل کریں
اور برے کاموں سے بچیں اسلئے نہیں کہ عربی حروف دیکھتے جائیں اور ورق اولٹتے جائیں۔ **اقول**
بِتَوْفِیْقِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَعَوْنِهٖ پہلے ترجمہ اور شان نزول آیت کی کتب تفسیر سے نقل کیجاتی ہے تا کہ ناظرین
پر رہبر کا فریب ظاہر ہو جاوے اصل معنی آیت در حسینی مذکور ست یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے کسانیکہ
گرویدہ اید بخدا و رسول لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ گرد نماز نگردید یعنی نزد نماز مشوید وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى
حالانکہ شما مستان باشید از خمر و سائر مسکرات ایں نہی از عین نماز نیست کہ آن عبادت ست مامور بہا الخ

نہی ست از اکتساب سکر کہ مانع ست از ادائے عبادت۔ روزے جمع از صحابہ در خانہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ شرب خمر کردند ان وقت مباح بود و اشتغال داشتند و در زمان سرنمازی و بیہوشی بصدائے اذان نماز شدند کہ باستماع صحابہ کرام رسیدہ بنماز برخاستند و امام ایشان از غایت سکر در سورۃ کافرون حرف لا را کہ در چہار موضع ثبت ست حذف نمود این آیت نازل شد کہ در وقت غلبہ سکر بنماز نزدیک مشوید حتی تعلموا تا وقتیکہ بدانید ما تقولون آن چیز را کہ میخوانید انتہی مختصراً مدارک میں مذکور ہے کہ اس آیت میں دلیل ہے اسبات پر کہ مرتد ہونا سکر والے کا جائز نہیں ہوتا کیونکہ پڑھنا سورۃ کافرون کا ساتھ دور کرنے لا اون کے کلمہ کفر ہے شارع نے ساتھ کفر کے حکم نہیں کیا یہانتک کہ اونکو خطاب کیا ہے ساتھ اسم ایمان کے اور نہ حکم کیا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ جدائی کے درمیان اوسکے اور اوسکی بیوی کے اور نہ حکم کیا اوپر ساتھ تجدید ایمان کے اور امت نے اتفاق کیا ہے اسبات پر کہ جو شخص کہ جسکی زبان پر کلمہ کفر کا خطا سے جاری ہو تو ساتھ کفر اوسکے کے نہ حکم کیا جاوے یعنی صحابہ کرام سے حالت مستی میں نماز میں کلمات ساتھ حذف کرنے لا اون کے جو سورۃ کافرون میں ہے صادر ہوئے اور غلط پڑھے اونکو معلوم نتھا کہ ہم صحیح پڑھتے ہیں یا غیر صحیح اور یہی مدارک میں قصہ صحابہ کا جو حسینی میں مذکور ہے اور بیضاوی میں بھی موجود ہے بلکہ بیضاوی میں ہے کہ سکر خواب میں بھی ہے معالم التنزیل میں مذکور ہے کہ مراد سکر سے سکر شراب ہے نزدیک اکثر علما کے چنانچہ عبدالرحمن بن عوف نے دعوت کی اور لوگونکو بلایا اور شراب پلائی پہلے حرمت شراب کے اور مست ہوئے نماز مغرب میں حاضر ہوئے اور ایک کو نماز میں امام کیا قاری نے مستی میں قرات شروع کی قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ ساتھ دور کرنے لا کے اخیر سورت تک پس اللہ نے یہہ آیت اوتاری پیچھے نازل ہونے اس آیت کے اوقات نماز میں صحابہ کرام سکر سے پرہیز کرتے تھے نازل ہونے حکم حرمت تک اور ضحاک بن مزاحم نے کہا کہ مراد اوس سکر سے سکر خواب ہے کیونکہ وقت غلبہ نوم کے نماز سے نہی وارد ہے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب غلبہ کرے ایک تمہارے کو نیند حالانکہ وہ نماز پڑھتا ہے یعنی نماز میں پس چاہیئے کہ وہ سو رہے تاکہ اوس سے غلبہ نیند کا جاتا رہے کیونکہ ایک تمہارا حالت نیند میں جبکہ نماز پڑھے تحقیق وہ ارادہ بخشش کا کرتا ہے پس غلبہ نیند سے اپنے نفس کو گالی دیوے یعنی نماز حالت ہوش اور تمیز میں پڑھے کہ میں منہ سے لفظ صحیح نکالتا ہوں یا

غیر صحیح اور طہارت ہو جنب اور حدث سے۔ اور شرائط اور ارکان نماز کی جو ہیں بجالاوے تاکہ نماز اوسکی صحیح ہووے۔ تفسیر احمدی میں مذکور ہے بعد بیان کرنے شان نزول کے جیساکہ مذکور ہوا یعنی لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ حَالَ السُّکْرِ حَتّٰی زَالَ السُّکْرُ بِحَیْثُ تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ فِیْ صَلٰوتِکُمْ فَاِذَا عَلِمْتُمْ قَوْلَکُمْ فَحِیْنَئِذٍ یَجُوْزُ الصَّلٰوةُ ترجمہ یعنی حالت سکر میں نماز کے نزدیک جاؤ یہانتک کہ مستی دور ہو اس اعتبار سے کہ جانو تم اپنی نماز میں جو کچھ تم کہتے ہو پس جب جانو تم اپنے قول کو تو اسوقت میں نماز صحیح ہوگی یعنی تمکو عقل ہوا ور نیت ہو افعال نماز کی اور صحیح لفظ اور غیر صحیح کو معلوم کرو یا درجو بجالانے ارکان اور شرائط کے تو نماز صحیح ہوگی **ف** جب آیت کریمہ میں سکر سے مراد سکر شراب ہے یا خواب یعنی زوال عقل مراد ہوئی بموجب اتفاق علما کے تو احتمال عدم علم معنی کا باطل ہوا۔ علاوہ یہہ کہ عقلا کا قول مشہور ہے کہ جب دلیل میں احتمال ہو تو لائق استدلال کے نہیں ہوتی۔ اِذَا وَرَدَ الْاِحْتِمَالُ بَطَلَ الْاِسْتِدْلَالُ اس آیہ کریمہ سے یہہ معلوم ہوا کہ نماز میں صحت عقل شرط ہے کیونکہ دیوانے اور مست اور خواب والیکی نماز نہیں ہوتی اور جو غلط پڑہے جسکا معنی متغیر ہوا ن تو بھی نماز اوسکی صحیح نہیں ہوتی اور اس آیت میں کسی وجہ سے ذکر نہیں کہ جو شخص معنی نماز کے نہ جانے اوسکی نماز صحیح نہیں ہوتی) ہاں یہ قول زینت عبادت کی اور علم اجمالی نماز کا کافی ہے چنانچہ اسکی تفصیل پہلے بیان کی گئی لیکن اس امر میں شک و شبہہ نہیں کہ جاننا معنی الفاظ کا نماز میں بہت عمدہ چیز ہے اور زیادہ ثواب ہے جیساکہ حضور قلب نماز میں مستحب ہے چنانچہ نقل اسکی کتب فقہ سے پہلے کی گئی قولہ (صفحہ ۱۰۔۱۱۔۱۲) دیکھو وَلَوْ اَنَّنَا سورہ انعام۔ ذٰلِکُمْ وَصّٰکُمْ بِهٖ لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ اور یہی آیت سورت میں ہے ذٰلِکُمْ وَصّٰکُمْ بِهٖ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ اور سورت بنی اسرائیل میں وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِیَذَّکَّرُوْا اور قولہ تعالیٰ اِلَّا تَذْکِرَةً لِّمَنْ یَّخْشٰی سیپارہ قَالَ فَمَا خَطْبُکُمْ سورة القمر وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ سیپارہ ومالی لا اعبد سورہ ص کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْکَ مُبٰرَکٌ لِّیَدَّبَّرُوْا اٰیٰتِهٖ وَلِیَتَذَکَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ سیپارہ وَلَوْ اَنَّنَا سورہ انعام قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّذَّکَّرُوْنَ لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ سیپارہ لن تنالوا سورہ آل عمران هٰذَا بَیَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًی وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِیْنَ پارہ وسکو تبارک

اَلَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا پارہ ۱۸ وَلَوْ اَنَّنَا سورہ اعراف کِتَابٌ اَنْزَلْنَاہُ اِلَیْکَ فَلَا یَکُنْ فِیْ صَدْرِکَ حَرَجٌ مِّنْہُ لِتُنْذِرَ بِہٖ وَذِکْرٰی لِلْمُؤْمِنِیْنَ قولہ تعالیٰ لَا تُحَرِّکْ بِہٖ لِسَانَکَ لِتَعْجَلَ بِہٖ اَقُوْلُ بِتَوْفِیْقِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَعَوْنِہٖ ترجمہ آیات از حسینی وغیرہ مذکور رشید و ذٰلکم این چہار چیز و یک مرتبہ حکم کیا کہ ماں باپ سے احسان کرو اور شرک نہ کرو ساتھ خدا کے اور اولاد کو قتل نہ کرو اور گناہوں کے نزدیک مت ہو اور خون نہ کرو وَصّٰکُمْ بِہٖ امر کرد خدائیتعالیٰ شما را بنگاہداشت آن لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ تا دریابید و دانید کہ راہ راست آن ست ذٰلِکُمْ این سہ امر دیگر یعنی ماں باپ اور تول پورا کرو اور انصاف کرو اور عہد کی وفا کرو اور مال یتیم کے نزدیک مت ہو وَصّٰکُمْ بِہٖ وصیت کرد خدا شما را بدان لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ شاید کہ شما پند پذیر شوید معالم میں مذکور ہے کہ کفار نے سوال کیا کہ کونسی چیز حرام ہے اونکے جواب میں یہ آیات نازل ہوئیں اور ابن عباسؓ نے فرمایا کہ تمام محکم ہیں اون میں سے کوئی منسوخ نہیں یہ اشیا محرم ہیں آدمیو نیز جو عمل کرے بہشت میں داخل ہوگا اور جو ترک کرے یعنی عمل نہ کرے دوزخ میں داخل ہوگا وَلَقَدْ صَرَّفْنَا بدرستیکہ گردانیدیم و مکرر ساختیم برائت خود را از ولد فِیْ ھٰذَا الْقُرْاٰنِ در چند جائے از قرآن لِیَذَّکَّرُوْا تا دریابند و پند پذیر شوند و نمے افزاید ایشانرا تکرار این سخن مگر رمیدن و از حق دور شدن یعنی کفار مشرک اہل کتاب طرف خدائیتعالیٰ کی فرزند کی نسبت کرتے تھے اور خدا نے اپنی برائت کی قولہ تعالیٰ (سورہ طٰہٰ)

مَا اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰی نہ فرستادیم ما بر تو قرآن را تا در رنج افتی و شب خواب نکنی و بواسطہ قیام نماز الم و رنج بپائے رسد اِلَّا تَذْکِرَۃً لیکن فرستادیم او را برائے جہت پند دادن لِمَنْ یَّخْشٰی مر آنکس را کہ بترسد تخصیص خشی بآنکہ تذکیر عام ست جہت انتفاع اوست معالم میں مذکور ہے کہ مکہ میں وقت نزول وحی کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادت میں بہت جہد کی کافرون نے طعن کیا کہ نزول قرآن واسطے مشقت اسکی کے ہے پس یہ آیہ نازل ہوئی ۵ سورہ قمر وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ و ہر آئینہ آسان کردیم قرآن را لِلذِّکْرِ برائے یاد گرفتن از احوال امم گذشتہ پس ہیچ کس ہست شنوندہ است کہ پند گیرد بدان دوسرے مقام میں یون ترجمہ ہے بدرستیکہ آسان ساختیم قرآن را کہ بزبان عرب فرستادیم لہٰذا برائے پند گرفتن پس آیا ہیچ پند گیرندہ است تیسرے مقام میں یون ہے بدرستیکہ

ما آسان ساختیم قرآن را برائے یاد گرفتن تا بسہولت حفظ کنند پس ہیچ کس یاد کنندہ است آنرا - چوتھے معالم
میں یوں ہے و ہر آئینہ سہل و آسان گردانیدیم قرآن مر بسبب عربی زبان آن را برائے فہم کردن معانی آن
و دانستن اخبار گذشتگان پس ہیچ کس پند شنوندہ است کہ بدان عبرت گیرد ۱۲ معالم میں مذکور ہے کہ آسان کیا
ہمنے قرآن کو واسطے عبرت اور نصیحت کے اور سعید بن جبیر نے کہا کہ معنی اسکے یوں ہیں - ہمنے آسان کیا
قرآن کو واسطے یاد کرنے اور قرأت کے اور کوئی شے کتابوں خدا تعالی سے نہیں ہے کہ تمام اوسکا یاد
کیا جاوے سوائے قرآن مجید کے یعنی تمام قرآن کا حفظ کرنا مخصوص قرآن سے ہے پس سوائے
عربی زبان کے حفظ کرنا مشکل ہے ۱۲ - کِتٰبٌ این کتاب ست یعنی قرآن اَنْزَلْنٰهُ فرو فرستادیم آن را
اِلَیْكَ مُبٰرَكٌ بسوئے تو برکت دادہ شدہ و بسیار خیر لِیَدَّبَّرُوْٓا تا اندیشہ کنند اٰیٰتِهٖ در آیتہائے
او و تفکر کنند در معانی و حقائق آن وَلِیَتَذَكَّرَ تا پند پذیر شوند اُولُوا الْاَلْبَابِ خداوندان عقول
صافیہ معالم میں مذکور ہے کہ قَالَ الْحَسَنُ تَدَبُّرُ اٰیٰتِهٖ اِتِّبَاعُهٗ ترجمہ حسن بصری نے کہا کہ
مراد تدبر آیات قرآن سے تابعداری قرآن کی ہے ۱۲ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰیٰتِ بدرستیکہ بیان کردیم
آیات قرآن را لِقَوْمٍ یَّذَّكَّرُوْنَ برائے گروہے کہ پند مے پذیرند - مر این پند پذیران راست
بہشت ذخیرہ نزدیک خدائے تعالی ۱۲ هٰذَا این کلام کہ در قصہ احد و بدر در گذشت یا این شرح کہ ایام
گذشتہ و وقائع روزگار روا دیم بَیَانٌ سبب ہویدا است مرحق ست لِلنَّاسِ برائے عامہ مردمان وَ
هُدًى و زیادتی بصیرت ست وَّمَوْعِظَةٌ و پندے مشتمل بر ہیبت ۱۲ تَبٰرَكَ بسیار برکت و بزرگی
و ہمیشگی دارندہ الَّذِیْ آنکہ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ فرو فرستادہ قرآن را کہ جدا کنندہ است میان حق
و باطل و حلال و حرام عَلٰی عَبْدِهٖ بر بندہ خود یعنی محمد لِیَكُوْنَ تا باشد او لِلْعٰلَمِیْنَ مر آدمیان
و جن و پریان را نَذِیْرًا بیم کنندہ از عذاب الہی یا باشد قرآن اہل ہر قرن را در ہر زمان ترسانندہ
از موجبات سخط ربانی ۱۲ كِتٰبٌ اُنْزِلَ این کتابیست فرو فرستادہ اِلَیْكَ بسوئے تو فَلَا یَكُنْ
پس باید کہ نباشد فِیْ صَدْرِكَ در سینہ تو حَرَجٌ مِّنْهُ تنگی از تبلیغ او یعنی باید کہ دل تنگ نباشی از رسانیدن
پیغام الہی و از تکذیب قوم اندوہناک نباشی کہ این کتاب بر تو فرو آمدہ است لِتُنْذِرَ بِهٖ تا بیم کنی بدو
کافران را وَذِكْرٰى و تا پندے رہی پند دادنی لِلْمُؤْمِنِیْنَ مر مومنان را - او پیروی قرآن منزل

کرد اور سوائے کتاب منزل کے پیروی مت کرو۔ یہہ خلاصہ ترجمہ ما بعد آیت سے ہے چونکہ قرآن عربی میں
منزل ہے پس اسکی حفاظت ہے تغیر اور تبدل سے اور پیروی سنت اور اجماع اور قیاس کی بھی کتاب اللہ سے
ثابت ہے قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ
أَطَاعَ اللّٰهَ. وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ. مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ
فَانْتَهُوا۔ فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ. فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ الخ جو اسکی تحقیق کتب
اصول و فقہ و تفسیروں میں موجود ہے ۱۲ قوله تعالیٰ لَا تُحَرِّكْ الخ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرمود
کہ چون جبرئیل علیہ السلام وحی بر سید انام خواندے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بزبان با وے میخواند تا فراموش
نکند آیت آمد لَا تُحَرِّكْ مجنبان بِهِ بقرآن لِسَانَكَ زبان خود را قبل از اتمام وحی لِتَعْجَلَ تا تعجیل
کنی بِهِ بحفظ یا اخذ وے إِنَّ عَلَيْنَا بدرستیکہ بر ماست جَمْعَهُ گرد آوردن او در دل تو یاد گیری
وَقُرْآنَهُ و بر ماست اثبات قرأت آن بر زبان فَإِذَا قَرَأْنَاهُ پس چون بخوانیم آن را بزبان جبرئیل
بر تو فَاتَّبِعْ پس پیروی کن قُرْآنَهُ قرأت او را تامل فرما در آن ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا پس بدرستیکہ بر ماست
بَيَانَهُ روشن کردن آنچہ مشکل باشد از آن بر تو ۱۲ فِي الْبُخَارِيِّ فِي كِتَابِ التَّفْسِيرِ بَابٌ وَلَقَدْ
يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ الخ قَالَ مُجَاهِدٌ هَوَّنَّا قِرَاءَتَهُ فِي الْقَسْطَلَانِي أَيْ سَهَّلْنَا لَفْظَهُ وَ
يَسَّرْنَا مَعْنَاهُ لِمَنْ أَرَادَهُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ يَسَّرْنَا هَوَّنَّا قِرَاءَتَهُ وَلَيْسَ شَيْءٌ مِنْ كُتُبِ اللّٰهِ يُقْرَأُ كُلُّهُ
ظَاهِرًا إِلَّا الْقُرْآنُ وَأَيْضًا فِيهِ أَيْ يَسَّرْنَا تِلَاوَتَهُ عَلَى الْأَلْسِنَةِ وَفِي الْكَرْمَانِي
هَوَّنَّاهُ لِلْحِفْظِ فِي كِتَابِ التَّوْحِيدِ مِنَ الْبُخَارِيِّ قَالَ مُجَاهِدٌ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ بِلِسَانِكَ
هَوَّنَّا قِرَاءَتَهُ عَلَيْكَ فِي الْعَيْنِي قِيلَ الْمُرَادُ بِالذِّكْرِ الْإِذْكَارُ وَالْاِتِّعَاظُ قِيلَ
الْحِفْظُ فِي الْفَتْحِ الْاِتِّعَاظُ وَقِيلَ الْحِفْظُ وَهُوَ يَقْتَضِي قَوْلَ الْمُجَاهِدِ الخ قَالَ ابْنُ
بَطَّالٍ تَيْسِيرُ الْقُرْآنِ تَسْهِيلُهُ عَلَى لِسَانِ الْقَارِي حَتَّى يُسَارِعَ إِلَى قِرَاءَتِهِ۔
قوله وَقَالَ مَطَرٌ الْوَرَّاقُ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ قَالَ
هَلْ مِنْ طَالِبِ عِلْمٍ فَيُعَانَ عَلَيْهِ ترجمہ بخاری نے کتاب تفسیر میں ذکر کیا کہ یہہ باب ترجمہ آیہ
وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ میں ہے مجاہد نے کہا کہ آسان کی ہم نے قرأت اسکی قسطلانی میں مذکور ہے کہ

ہمنے اوسکے لفظ سہل کئے اور معنی اوسکے آسان کئے واسطے اوسکے جو ارادہ کرے اوسکو اور مجاہد نے
کہا کہ ترجمہ اوسکا یہہ ہے کہ آسان کیا ہمنے قرأت اوسکی اور کوئی شے سوائے قرآن کے نہیں کہ تمام حفظ
کی جاوے یعنی قرآن تمام یاد پڑہا جاتا ہے اور سہل حفظ ہوتا ہے اور کوئی کتاب پوری پوری حفظ نہیں
کیجاتی اور آسان کیا ہمنے تلاوت اوسکی کو زبان پر کرمانی شرح بخاری میں ہے کہ اسکو آسان کیا ہمنے
واسطے یاد کرنیکے کتاب توحید بخاری میں مذکور ہے کہ مجاہد نے کہا کہ ہمنے قرآن کو ساتہہ زبان تمہاری کے
آسان کیا - ہمنے اوسکی تلاوت کو تمپر آسان کیا - عینی میں مذکور ہے کہ مراد ذکر سے نصیحت اور آگاہ ہونا ہے
اور بعض نے کہا کہ مراد یاد کرنا ہے - فتح الباری میں مذکور ہے کہ مراد ذکر سے نصیحت قبول کرنا ہے اور بعض
نے کہا کہ مراد اس سے یاد کرنا ہے اور یہی مراد قول مجاہد سے ہے اور ابن بطال نے کہا کہ تیسیر قرآن سے
مراد سہل ہونا زبان قاری پر ہے تاکہ جلدی کرے طرف تلاوت اوسکی اور مطر الوراق نے کہا کہ کوئی
طالب العلم ہے پس وہ اعانت کیجاوے - امام بخاری نے اپنی صحیح میں حمیدی سے اوسنے سفیان
بن عیینہ سے اوسنے موسیٰ بن ابی عائشہ سے اور سفیان نے کہا کہ وہ مرد ثقہ ہے اوسنے روایت کی
سعید بن جبیر سے اوسنے ابن عباسؓ سے کہ کہا ابن عباسؓ نے کہ تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہ جب
اونپر وحی نازل ہوتی تو ہلاتے ساتہہ اوسکے زبان اپنی یعنی واسطے حفظ کرنیکے پس نازل کی اللہ نے یہہ آیۃ
لَا تُحَرِّكْ الخ اور امام بخاری نے حدیث بیان کی عبید اللہ بن موسیٰ سے اوسنے اسرائیل سے اوسنے موسیٰ
بن ابی عائشہ سے کہ سوال کیا موسیٰ بن ابی عائشہ نے سعید بن جبیر سے قول اللہ تعالیٰ لَا تُحَرِّكْ الخ سے
کہا سعید نے کہ کہا ابن عباسؓ نے کہ تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ساتہہ قرآن کے اپنے دونو لب ہلاتے
جب قرآن اونپر نازل کیا جاتا پس کہا گیا واسطے اوسکے مت ہلا اپنی زبان کو ساتہہ قرآن کے واسطے
خوف فوت ہو جانیکے کیونکہ ہمارا ذمہ ہے اوسکا جمع کرنا اور اوسکی تلاوت کہ اوسکو تمہارے سینہ میں ہم
جمع کرینگے اور اوسکی قرأت کو ہم پڑہینگے پس جب ہم اوسکو پڑہینگے یعنی اوسپر نازل کیا جاویگا پس اس
قرأت کی تابعداری کر پہر ہمپر اوسکا بیان ہے کہ اوسکو تمہاری زبان پر بیان کرینگے اور اسناد قتیبہ بن
سعید میں زیادہ یوں آیا ہے فَإِذَا أَنْزَلْنَاهُ فَاسْتَمِعْ جب ہم اوسکو اتار چکے پس تو سن ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا
بَيَانَهُ پہر ہمپر اوسکا بیان ہے عَلَيْنَا أَنْ نُبَيِّنَهُ لازم ہے ہمپر اوسکا بیان بلسانک ساتہہ زبان

تیری کے قال کہا ابن عباس نے کہ کَانَ اِذَا اَتَاہُ جِبْرِئِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ پس تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب اونکے پاس جبرئیل علیہ السلام آتے سر نیچے کرتے فَاِذَا ذَھَبَ قَرَاَہٗ کَمَا وَعَدَہُ اللہُ عَزَّ وَجَلَّ پس جب جاتے تب اوسکو پڑھتے جیسا کہ وعدہ کیا اونکو اللہ بزرگ اور بلند نے۔ قسطلانی میں مذکور ہے کہ پہلے نزول اس آیت کے وحی معلوم کیا جاتا تھا ساتھ ہلانے لب کے بلکہ بخاری میں ہے کہ زبان اور لب بھی ساتھ قرآن کے ہلاتے اور شدت ہوتی نزول کی یہہ حال دریافت کیا جاتا تھا پس اتاری خدا نے یہہ آیت لَا تُحَرِّکْ الخ وَھٰکَذَا فِی الْمَعَالِمِ ف فِی الْحَدِیْثِ قَالَ اللہُ تَعَالٰی عَزَّ وَجَلَّ اَنَا مَعَ عَبْدِیْ اِذَا ذَکَرَنِیْ وَ فِیْ رِوَایَۃٍ مَا ذَکَرَنِیْ وَ تَحَرَّکَتْ بِہٖ شَفَتَاہُ یعنی فرماتا ہے خدا تعالی عزوجل کہ میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں جبکہ وہ مجھے یاد کرتا ہے جبتک کہ مجھکو یاد کرے اور دونوں لب اپنے ہلاوے ساتھ ذکر میرے کے۔ فتح الباری میں مذکور ہے کہ معنی میں ساتھ بندے کے ہوں ساتھ نگہبانی اور کارسازی کے اور یہہ معنی نہیں کہ اوسکی ذات نے حلول کیا ہو کیونکہ یہہ محال ہے اور دونوں لب اوسکے ساتھ نام میرے کے ہلتے ہیں اور یہہ مراد نہیں کہ زبان اور دونوں لب ساتھ ذات اللہ ہلاتا ہے کیونکہ یہہ محال ہے کذا فی فتح الباری فِی الْفَتْحِ اَنَّ الْقُرْاٰنَ یُطْلَقُ وَیُرَادُ بِہِ الْقِرَاءَۃُ فَاِنَّ الْمُرَادَ بِقَوْلِہٖ قُرْاٰنَہٗ فِی الْاٰیَتَیْنِ اَلْقِرَاءَۃُ لَا نَفْسُ الْقُرْاٰنِ ترجمہ تحقیق لفظ قرآن بولا جاتا ہے اور مراد قرأت ہوتی ہے۔ کیونکہ مراد ساتھ قول اللہ تعالی قرآنہٗ کے دونوں آیتوں میں قرأت ہے نہ ذات قرآن جیسا کہ گذرا پہلے یعنی فتح الباری میں۔ حرکت زبان قاری اور تلاوت اور ذکر عمل قاری کا ہے اور متلو اور مقرو کلام اللہ کی ہے قدیم جیسا کہ ذکر ذاکر فعل حادث ہے ذات اللہ کی مذکور قدیم ہے۔ تمام ہوئی کلام فتح الباری کی مختصراً۔ اس بیان سے یہہ ثابت ہوا کہ قرآن منزل محفوظ کا حفظ کرنا آسان ہے اور کلام الہی ہے اور کلام الہی کا اعلی رتبہ ہے جیسا کہ ذات باری تعالی کا۔ اور علم حاصل کرے کتاب اللہ سے۔ کیونکہ علم دین کے فضایل بیشمار ہیں اور مقصود علم کتاب اللہ سے دو کام ہیں ایک اعتقاد دوسرا عمل پر آیات قرآن میں تفکر کرنا اوسکے معانی میں البتہ مستحب ہے اور علم دین حاصل کرنا بقدر حاجت کے امر ضروری اور فرض اور لازم ہے درمختار میں مذکور ہے سیکھنا علم کا فرض عین ہوتا ہے اور وہ علم ساتھ قدر اس چیز کے ہے جو واسطے دین کے اوسکی طرف حاجت ہے اور فرض کفایہ ہے اور وہ وہ ہے جو زیادہ ہو

م خدا تعالیٰ کا ذکر سے حلول اور اتحاد نہیں ہوتا۔

حاجت پر واسطے فائدہ غیر کے اور ایک مستحب ہے وہ یہہ ہے کہ تبحر حاصل کرے فقہ اور علم اخلاق میں ۔ ایک علم
حرام ہے مثل علم فلاسفہ و نجوم و رمل و سحر و کہانت و موسیقی وغیرہ کی شامی میں مذکور ہے کہ علامی نے اپنی
کتاب فصول میں کہا فرض اسلام کو یعنی فرائض سے سیکھنا اوس چیز کا کہ بندہ طرف اوسکی محتاج ہوتا ہے
اپنے دین کے قایم کرنے میں اور اخلاص عمل میں واسطے اللہ تعالیٰ کے اور ہر عاقل بالغ مرد و زن پر پیچھے تعلیم
پانے اوسکے علم دین اور ہدایت کے علم وضو اور غسل اور نماز روزہ کا فرض ہے اور علم زکوٰۃ کا فرض ہے اوسپر
جو واسطے اوسکے نصاب ہے اور علم حج فرض واسطے اوسکے جسپر حج واجب ہے اور علم بیوع کا فرض ہے تاجروں کو
تاکہ پرہیز کریں وہ شبہات اور مکروہات سے تمامی معاملات میں اسیطرح حال حاجت ہر ایک حرفہ کا ہے اور ہر وہ
شخص کہ مشغول ہو ساتھہ کسی شئے کے اوسے علم اور حکم اوسکا فرض ہوتا ہے کہ حرام سے بچے ۔ تبیین المحارم میں مذکور ہے
فرضیت علم فرائض خمسہ اور علم اخلاص میں شک و شبہ نہیں کیونکہ صحت عمل کی موقوف علم پر ہے اور شبہہ نہیں فرضیت علم حرام
و حلال میں اور علم ریا میں کیونکہ عابد محروم ہوتا ہے ثواب سے جو کام ساتھہ ریا کے کرے اور علم حسد اور عجب
کا بھی فرض ہے اسواسطے کہ یہہ دونو کھاتے ہیں عمل کو جیسا کہ آگ کھاتی ہے ایندہن کو اور علم بیع اور نکاح
اور طلاق کا بھی فرض ہے واسطے اوس شخص کے جو کہ ان اشیا میں داخل ہونیکا ارادہ کرے اور علم الفاظ
محرمہ اور کفر والونکا بھی فرض ہے اور قسم ہے اسد کی یہہ علم حاصل کرنا نہایت ہی ضروریات مطلوبہ سے ہے
اس زمانہ میں کیونکہ بہت عوام سے تو سنتا ہے کلام کرتے ہیں ساتھہ اوس چیز کے جو کافر ہوتے ہیں حالانکہ
وہ ان کلمات سے بیخبر ہیں ۔ احتیاط یہہ ہے کہ جاہل اپنے ایمان کی ہر دن میں تجدید کرے اور نکاح بیوی اپنی
نزدیک دو شاہد کے ہر مہینے میں ایکبار یا دو بار تجدید کرے اسواسطے کہ خطا اگرچہ آدمی سے نہ ہو مگر
ہوتا ہیں وہ عورتوں سے بہت صادر ہوتا ہے انتہی کلام شامی ۔ درمختار میں مذکور ہے کہ علم فقہ کا حاصل کرنا
زیادہ ثواب بکسب علم باقی قرآن سے ۔ شامی میں مذکور ہے کہ خزانہ میں ہے کہ ایک شخص نے بعض قرآن سیکھا
پس بہتر یہہ ہے کہ مشغول ہو ساتھہ فقہ کے کیونکہ حفظ قرآن مجید کا فرض کفایہ ہے اور تعلم اوس چیز کا جو
ضرور ہے فقہ سے فرض عین ہے ۔ خزانہ میں مذکور ہے کہ تمام فقہ کا حاصل کرنا ضروری ہے ۔ شامی نے کہا
کہ مراد اوس سے یہہ ہے کہ تمام لوگو نپر ضروری ہے ہر ایک پر فرض نہیں کیونکہ ہر ایک پر تعلیم اوس چیز کا فرض ہے جو
محتاج ہوتا ہے اوسکا کیونکہ سیکھنا مسائل حیض کا آدمی کو اور فقیر کو مسائل زکوٰۃ اور حج کا اور مثل اوسکی

فرض کفایہ ہے جب بعض نے ادا کیا باقی سے معاف ہو گیا اور شامی میں ہے یا اس لئے کہ اس چیز کا نام یاد ہو
اس چیز پر جو کفایت کرتا ہے واسطے نماز کے یعنی تمام قرآن یاد کرنا اور نفل ان میں بلا فرض کفایہ ہے
کبھی کہا جاتا ہے سیکھنا باقی فقہ کا بہتر ہے سیکھنے باقی قرآن سے واسطے بہت ہونے حاجتوں کے
انہی عبادتوں اور معاملات میں اور واسطے کم ہونے فقہائے بنسبت حافظوں کی کبیری شرح منیہ میں مذکور ہے
واعلم ان حفظ ما تجوز به الصلوٰة فرض عین علی کل مکلف وحفظ فاتحة الکتاب
وسورة واجب وحفظ سائر القرآن فرض کفایة وسنة عین افضل من
صلوٰة النفل وقراءة القرآن من المصحف افضل لانه جمع بین عبادتین القراءة
والنظر فی المصحف ویستحب ان یکون علی الطهارة مستقبل القبلة لابسا احسن
ثیابه کما لا لتعظیم القرآن ویستعیذ ویسمی والتعوذ یستحب مرة واحدة
ما لم یفصل بعمل دنیوی حتی لو رد السلام او اجاب المؤذن او سبح او هلل
لیس علیه اعادة التعوذ ذکره فی فتاوی الحجة ترجمہ پس جان تو یہ کہ تحقیق یاد کرنا
اس چیز کا جو ساتھ اس کے نماز جائز ہوتی ہے ہر بالغ مسلم پر فرض عین ہے اور یاد کرنا سورہ فاتحہ کا اور
ایک سورہ کا سوائے فاتحہ کے واجب ہے اور یاد کرنا تمام قرآن کا فرض کفایہ اور سنت مؤکدہ ہے
جو ہر ایک کو لازم ہے اور وہ یاد کرنا بہتر ہے نماز نفل سے اور تلاوت قرآن کی مصحف میں بہتر ہے یا د پڑھنے سے
کیونکہ اس میں جمع ہونا دو عبادتوں کا ہے ایک تو تلاوت اور دوسرا نظر کرنی قرآن میں اور مستحب ہے یہ کہ قاری
طہارت کے ساتھ ہو اور متوجہ ہو طرف قبلہ کی اور اچھا لباس پہنے ہوئے ہو واسطے کمال تعظیم قرآن کے
اور اعوذ پڑھے اور بسم اللہ پڑھے اور اعوذ پڑھنا مستحب ہے ایک دفعہ جب تک فاصلہ
نہ ہو کام دنیاوی کے ساتھ یہاں تک کہ اگر سلام کا جواب دیا یا جواب بانگ مؤذن کا کہے یا تسبیح یا تہلیل
کہے نہیں ہے اس پر دوبارہ پڑھنا اعوذ کا ذکر کیا اس کو فتاوی حجہ میں ۔ بزازیہ میں مذکور ہے کہ طالب علم
[illegible]
[illegible]
[illegible]

حَتّٰی تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ الخ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّمَا الصَّلٰوۃُ تَمَسْکُنٌ الخ
اَقُوْلُ بِتَوْفِیْقِ اللّٰہِ تَعَالٰی سورت طٰہٰ میں موسیٰ علیہ السلام کو مخاطب کرکے خداوند کریم ارشاد کرتے
ہیں فَاعْبُدْنِیْ پس پرستش کن مرا این مقصود بود برتقریر توحید کہ منتہائے علم ست امر عبادت کہ کمال عمل ست
پس از احکام اقسام عبادت نماز تخصیص نمودہ فرمود کہ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ بپا دار نماز را لِذِکْرِیْ برائے آنکہ
مرا یاد کنی در آن تا من ترا بثنا یاد کنم تمام ہوا کلام تفسیر حسینی کا معالم میں مذکور ہے کہ مقاتل نے کہا کہ جب نماز
متروک ہو پھر یاد کیجائے پس اوسکو قائم کر۔ انسؓ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
جو شخص بھول جاوے نماز سے تو چاہیے کہ نماز کو پڑھے جب اوسکو یاد کرے اوسکا کفارہ نہیں مگر یہی ہے کہ ادا کرے
پھر انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا کہ پیچھے اسکے پڑھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو قائم کر تو نماز کو وقت یاد
کرنے نماز میری کے اور یہہ حدیث مشکوۃ شریف میں یوں ہے وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ نَسِیَ صَلٰوۃً اَوْ نَامَ عَنْھَا فَکَفَّارَتُھَا اَنْ یُّصَلِّیَھَا اِذَا ذَکَرَھَا وَفِیْ رِوَایَۃٍ
لَا کَفَّارَۃَ لَھَا اِلَّا ذٰلِکَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ترجمہ اور روایت ہے انسؓ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ بھول جاوے نماز کو یا سو جاوے اوس سے غافل ہو کر پس بدلا اوسکا یہہ ہے
کہ نماز پڑھے جسوقت کہ یاد آوے وہ اور بیچ ایک روایت کے ہے کہ نہیں بدلا واسطے اوسکے مگر یہی روایت کی
یہہ بخاری اور مسلم نے **ف** جسوقت کہ یاد آوے وہ یعنی بعد بھولنے کے یاد آوے یا بعد سونے کے یاد آوے
اور نہیں بدلہ واسطے اوسکے مگر یہہ یعنی کفارہ اوسکا سوائے قضا کرنیکے اور کچھ نہیں یعنی کئی نمازیں پڑھنی یا صدقہ
دینا لازم نہیں آتا ہے جیسے کہ ترک کرنے روزے رمضان کے سے بغیر عذر کے صدقہ وغیرہ لازم آتا ہے اور کہا
ابن ملک نے کہ یہہ حدیث دلیل ہے اسپر کہ نماز کہ بھولی یاد ہو وے تاخیر نہ کیجاوے م ح عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ فِی النَّوْمِ تَفْرِیْطٌ اِنَّمَا التَّفْرِیْطُ فِی
الْیَقْظَۃِ فَاِذَا نَسِیَ اَحَدُکُمْ صَلٰوۃً اَوْ نَامَ عَنْھَا فَلْیُصَلِّھَا اِذَا ذَکَرَھَا فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی
قَالَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ رَوَاہُ مُسْلِمٌ روایت ہے ابی قتادہ سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے نہیں بیچ سو جانے کے قصور یعنی ایسے ہیں کہ قصور جاگنے میں ہے پس جسوقت کہ بھول جاوے ایک
تمہارا نماز کو یا سو جاوے غافل ہو کر اوس سے پس چاہیے کہ نماز پڑھے جسوقت کہ یاد کرے اوسکو پس تحقیق اللہ تعالی

جاتا ہے اور قائم کر نماز کو وقت یاد کرنے میرے کے روایت کی یہہ مسلم نے **ف** یعنی بیچ سو جانے کے تقصیر
یعنی سونیکی حالت میں تقصیر نہیں نسبت کیجاتی ہے طرف سونیوالیکی بیچ تاخیر نماز کے کیونکہ اس حالت میں مکلف
نہیں ہوتا اسکے نہیں کہ تقصیر جاگنے میں ہے کہ کسواسطے پہلے غلبہ نیند کے سو گیا اور کیوں ایسے کام کیے کہ سبب
نیند اور نسیان کے ہوئے مثل لیٹ جانے اور شطرنج کھیلنے کے اور مشغول ہونیکی اور ایسے کاموں میں کہ نسیان
پیدا کرتے ہیں اور قائم کر نماز کو وقت یاد کرنے میرے کے یعنی وقت یاد کرنے نماز کے کہ سبب یاد کرنے میرے
کا ہے تم تمام ہوئی عبارت مظاہر حق کی بعض احکام اذان کے باب مشکوٰۃ میں یہہ حدیث ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَفَلَ مِنْ غَزْوَةِ خَيْبَرَ سَارَ لَيْلَةً حَتّٰى اِذَا اَدْرَكَهُ الْكَرٰى عَرَّسَ وَقَالَ لِبِلَالٍ اِكْلَأْ لَنَا اللَّيْلَ فَصَلّٰى بِلَالٌ مَا قُدِّرَ لَهُ وَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهُ فَلَمَّا تَقَارَبَ الْفَجْرُ اسْتَنَدَ بِلَالٌ اِلٰى رَاحِلَتِهِ مُوَاجِهَ الْفَجْرِ فَغَلَبَتْ بِلَالًا عَيْنَاهُ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ اِلٰى رَاحِلَتِهِ فَلَمْ يَسْتَيْقِظْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا بِلَالٌ وَلَا اَحَدٌ مِنْ اَصْحَابِهِ حَتّٰى ضَرَبَتْهُمُ الشَّمْسُ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلَهُمْ اسْتِيْقَاظًا فَفَزِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَیْ بِلَالُ فَقَالَ بِلَالٌ اَخَذَ بِنَفْسِي الَّذِيْ اَخَذَ بِنَفْسِكَ قَالَ اقْتَادُوْا فَاقْتَادُوْا رَوَاحِلَهُمْ شَيْئًا ثُمَّ تَوَضَّاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَمَرَ بِلَالًا فَاَقَامَ الصَّلٰوةَ فَصَلّٰى بِهِمُ الصُّبْحَ فَلَمَّا قَضَى الصَّلٰوةَ قَالَ مَنْ نَسِيَ الصَّلٰوةَ فَلْيُصَلِّهَا اِذَا ذَكَرَهَا فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ رواہ مسلم

اور روایت ہے ابی ہریرہ رضہ سے کہا تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت کہ پھرے جہاد خیبر سے چلے رات کو
یہاں تک کہ جس وقت پہنچی حضرتؐ کو اونگھ اترے آخر رات کو آرام کے لئے اور فرمایا بلال کو محافظت کر واسطے
ہمارے رات کی یعنی صبح ہووے تو جگا دینا ہمیں پس نماز پڑھی بلال نے جسقدر کہ مقدر کی گئی تھی واسطے اسکے
یعنی تہجد کی نماز جتنی ہو سکی پڑھی اور سو رہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور یار اونکے جب نزدیک ہوئی فجر تکیہ
کیا بلال نے اونٹ پر کر منہ کر طرف فجر کی یعنی جگہ فجر کی کہ مشرق ہے پس صبح ہووے تو جگا دیں پس
غالب ہوئی بلال پر آنکھیں انکی یعنی سو گئے اور وہ اپنے اونٹ کا تکیہ لگائے ہوئے تھے پس نہ جاگے رسول اللہ

دال ست بر دے این حدیث لو خشع قلب هذا لخشعت جوارحه و حدیث دعا در استعاذه
واعوذ بك من قلب لا يخشع وعلما اختلاف کرده اند در وجوب خشوع در نماز جمهور یعنی اکثر
بر عدم وجوب اند و غزالی در احیا سخن دراز کرده و اول وجوب ذکر نموده و امام نووی دعوائے اجماع
بر عدم وجوب کرده والله اعلم بالصواب **ف** اس سے معلوم ہوا کہ تمام فقہا و اہل حدیث نماز میں وجوب
حضور قلب کے قائل نہیں حتی فعلوا امَا تقولون اسکا جواب صفحه ۱ کے جواب میں بیان کیا
گیا ہے پوری حدیث مشکوٰۃ شریف میں یوں ہے وعن الفضل بن عباس قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم الصلوة مثنى مثنى تشهد في كل ركعتين وتخشع وتضرع
وتمسكن ثم تقنع يديك يقول ترفعهما الى ربك مستقبلا ببطونهما وجهك
وتقول يا رب يا رب ومن لم يفعل ذلك فهو كذا وكذا وفي رواية فهو
خداج رواه الترمذي اور روایت ہے فضل بن عباس سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی
الله علیہ وسلم نے نماز دو دو رکعت ہے التحیات ہے بیچ ہر دو رکعت کے اور خشوع ہے اور عاجزی ہے اور
ظاہر کرنا عاجزی کا ہے پھر اوٹھا تو دونو ہاتھ اپنے کہا فضل نے بیچ تفسیر لفظ تقنع یدیک کے یہ کہتے
تھے حضرت اور مراد رکھتے تھے اس قول سے کہ بلند کر تو اونکو طرف پروردگار اپنے کی سامنے کرنے والا
ہو تہیلیاں دونوں ہاتھوں کی منہ اپنے کو یعنی جیسے کہ ادب دعا کا ہے اور کہہ تو اے رب میرے
اے رب میرے اور جس شخص نے نہ کیا یہ یعنی جو کہ ذکر کیا گیا یا دعا نہ کی پس وہ شخص یا نماز اوسکی ایسی
اور ایسی ہے یعنی ناقص ہے اور ایک روایت میں یوں ہے پس وہ ناقص ہے روایت کی یہ ترمذی نے
ف نماز دو دو رکعت ہے یعنی نماز نفل میں افضل یہ ہے کہ دو دو رکعت پڑھے خواہ دن ہو خواہ رات امام
شافعی نے اسی پر عمل کیا ہے اور امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک چار چار رکعت افضل ہیں رات میں اور
دن میں بھی اور صاحبین کے نزدیک رات میں دو دو اور دن میں چار چار افضل ہیں دلیل امام شافعی کی
تو یہی حدیث ہے اور صاحبین نے قیاس کیا ہے تراویح پر اور امام ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ صحت کو پہنچا
ہے یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد عشا کے چار رکعت پڑھتے تھے اور نماز چاشت میں بھی چار رکعت پڑھتے
آئی ہیں اور یہ بھی ہے کہ چار رکعت میں مشقت زیادہ ہوتی ہے بسبب دیر تک رہنے کے تحریمہ میں

اوسکے لئے چھٹا حصہ اور دسوان حصہ بھی نہیں لکھا جاتا صرف اوسیقدر لکھا جاتا ہے جو اوسمین سے سمجھتا ہے
عبداللہ احمد بن زید نے فرمایا کہ علما کا اتفاق ہے اس امر پر کہ بلا تفہیم معنی نماز بیکار ہے یعنی ونکے زمانہ
میں اتفاق تھا اقول بتوفیق اللہ تعالیٰ نمبر ۱ یعنی جس شخص کو اوسکی نماز برائی اور فحش سے باز
نرکھے وہ نماز اوسکی خدا تعالیٰ سے دوری بڑھا دیگی مترجم نے مذاق العارفین میں عراقی سے نقل کیا
ہے کہ علی بن معبد نے کتاب الطاعت میں حسن بصری سے اس حدیث کو مرسل بیان کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ
کتاب ادس طبقہ سے نہیں جسپر عمل واجب ہو لیکن معالم التنزیل میں تحت تفسیر کریمہ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی
عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ کے یون مذکور ہے پوری آیت یون ہے اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ
مِنَ الْکِتَابِ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ ترجمہ تلاوت کرتو
اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوس چیز کو کہ وحی کیگئی ہے طرف تیری کتاب سے یعنی قرآن اور نماز کو قائم کر
یعنی ادا کر کیونکہ نماز باز رکھتی ہے برے کام سے اور برے سے فاحشہ وہ چیز ہے جو اعمال سے بدن
ہو اور منکر وہ چیز ہے جو شرع میں نا روا ہو ابن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نماز میں
حجز کنا اور زجر کرنا ہے جیسے فرمایا یون خدا نے پس وہ شخص جو اوسکی نماز ساتھ نیک کام کے اوسکو حکم نکرے
اور نہ باز رکھے اوسکو نا روا کام سے نہ زیادہ کریگی اوسکی نماز خدا کیطرف سے مگر دوری کو اور قتادہ
اور حسن نے کہا کہ وہ شخص جو اوسکی نماز اوسکو برے کاموں سے باز نرکھے تو نماز اوسکی اوسپر وبال ہے
انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک جوان انصار سے پانچون وقت نماز ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
پڑھتا تھا پھر نہیں چھوڑتا تھا کوئی برا کام جو وہ کرتا تھا پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوسکا حال بیان
کیا گیا پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق نماز اوسکی اوسکو ایک روز باز رکھیگی یعنی
گناہونسے پس نگذری تھوڑی مدت کہ تائب ہوا۔ اور حال اوسکا نیک ہوا پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ کیا مینے تمکو نہیں کہا تھا کہ نماز اوسکی اوسکو ایک روز باز رکھیگی۔ ابن عون نے کہا کہ معنی آیت کے
یون ہیں کہ نماز منع کرتی ہے نماز پڑھنے والیکو برے کامونسے جبتک کہ اوس نماز میں ہے اور بعضے علما کہتے
ہیں کہ مراد نماز سے قرآن ہے یعنی قرآن اوسکو منع کرتا ہے اور بعض نے کہا کہ نماز میں قرآن پڑھیگا پس
قرآن اوسکو بند کریگا برے کامونسے جابر سے مروی ہے کہ کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک

آدمی کے حق میں کہ تمام رات قرآن پڑھتا ہے جب صبح ہوتی ہے چوری کرتا ہے فرمایا کہ قرأت اوسکی منع
کریگی اوسکو اور ایک روایت میں ہے کہ کہا گیا سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فلان آدمی نماز پڑھتا ہے
دن میں اور رات میں چوری کرتا ہے پس فرمایا کہ تحقیق نماز اوسکی البتہ منع کریگی تمام ہوا کلام
معالم التنزیل کا۔ مذاق العارفین میں مذکور ہے کہ حضور دل سے یہہ غرض ہے کہ جس کام کو آدمی
کررہا ہے اور جس کلام کو بول رہا ہے اوسکے سوا دوسری چیز سے دل فارغ ہو الخ۔ در کلام کے معنی کا سمجھنا
حضور دل کے سوا دوسری بات ہے اسلئے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ دل لفظونکے ساتھہ حاضر ہوتا ہے
اونکے معنی کے ساتھہ حاضر نہیں ہوتا تو ہمارا مقصود فہم سے دل میں معنی لفظ کا علم ہونا ہے۔ اسمیں عام
لوگ مختلف ہوتے ہیں کیونکہ معنی قرآن اور تسبیحات کے سمجھنے میں سب لوگ یکسان نہیں ہوتے اور بہت سے
لطیف معنی ایسے ہوتے ہیں کہ نماز میں اونکو سمجھہ لیتا ہے حالانکہ وہ اوسکے دل میں پہلے کبھی نہیں گذرے
تھے اسی وجہ سے نماز فحش اور برائی سے منع کرتی ہے یعنی ایسی باتیں سمجھاتی ہے کہ وہ برائی سے خواہ مخواہ
مانع ہون الخ اس مذکور سے یہہ ثابت ہوا کہ نماز آدمی غفلت سے نہ ادا کرے افعال اور اقوال کو تعظیم
اور ارادہ سے ادا کرے نہ یہہ کہ خواب میں اور غفلت میں ہو۔ نمازی اپنی نماز میں قول فعل تعظیم و ارادہ سے
ادا کرتا ہے جب وہ شرائط اور ارکان بجا لائیگا تو نماز اوسکے ذمہ سے ساقط ہوگی اور حضوری دل
اوسکو ثواب دوچندان ہوگا کیونکہ وہ مستحب ہے اور جو کچہہ اس باب میں روایات منقول ہیں وہ
استحباب پر محمول ہیں اور اسمیں کچہہ ذکر نہیں کہ عوام کی نماز نہیں ہوتی بسبب نجاننے ترجمہ کے اور ترجمہ بہر
نزدیک آلہ حضور دل کا ہے حالانکہ بیان ہوچکا کہ حضور قلب اور چیز ہے اور سمجھنا معنی کا اور چیز ہے
حدیث یعنی فرمایا کہ بہت سے کھڑے ہونے والے ایسے ہیں کہ اونکی نماز سے اونکو حصہ صرف رنج و مشقت
ہے۔ مذاق العارفین میں عراقی سے نقل کیا ہے کہ یہہ حدیث ابوہریرہ کی روایت سے ابن ماجہ اور نسائی
میں ہے عبارۃ ابن ماجہ کی یہہ ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ رُبَّ صَائِمٍ لَیْسَ مِنْ صِیَامِهٖ اِلَّا الْجُوْعُ وَرُبَّ قَائِمٍ لَیْسَ مِنْ قِیَامِهٖ اِلَّا السَّهَرُ
لیکن مشکوۃ شریف میں ابوہریرہ سے یون منقول ہے وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَمْ مِنْ صَائِمٍ لَیْسَ لَهٗ مِنْ صِیَامِهٖ اِلَّا الظَّمَاُ وَكَمْ مِنْ قَائِمٍ لَیْسَ لَهٗ مِنْ قِیَامِهٖ

اسد کی اونکے گوشت اور خون لیکن بلند ہوتے ہیں تمسے طرف اسد کی اعمال نیک و تقوی اور خلاص مراد اس سے رضامندی اسد کی ہے یعنی عمل اخلاص سے قبول ہوتے ہیں جو مدار ثواب ہے **ف** ظاہر ہے کہ عوام خدا کے عذاب سے ڈرتے ہیں حکم کی تعمیل کرتے ہیں حضوری قلب سے موافق استعداد اپنا کے اور اس آیت میں یہہ کچھہ ذکر نہیں کہ عوام کی نماز نہیں ہوتی حدیث کا جواب - ابو داؤد میں مذکور ہے کہ یہہ باب ہے اوس چیز میں کہ جو نقصان نماز میں آیا ہے بھیر صحیح اسناد سے عمار بن یاسر سے روایت کرتے ہیں عن

عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَنْصَرِفُ وَمَا كُتِبَ لَهٗ إِلَّا عُشْرُ صَلٰوتِهَا تُسْعُهَا ثُمُنُهَا سُبْعُهَا سُدُسُهَا خُمُسُهَا رُبُعُهَا ثُلُثُهَا نِصْفُهَا

ترجمہ عمار بیٹے یاسر سے روایت ہے کہ کہا سنا میں نے رسول خدا صلی اسد علیہ وسلم سے جو فرماتے کہ تحقیق آدمی البتہ پہرتا ہے یعنی نماز سے فارغ ہوتا ہے حالانکہ نہیں لکھا جاتا ہے واسطے اوسکے ثواب سے مگر دسوان حصہ اوس نماز کا نوان حصہ اوسکا آٹھوان حصہ اوسکا ساتوان حصہ اوسکا چھٹا حصہ اوسکا پانچوان حصہ اوسکا چوتھا حصہ اوسکا تیسرا حصہ اوسکا آدہا حصہ اوسکا **ف** ظاہر ہے کہ اوسنے نماز کے مستحبات میں نقصان کیا ہوگا یعنی کسیقدر حضور قلب یا اخلاص میں تو اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بالکل محروم نہیں ہوتا کیونکہ نماز ذمہ سے ساقط ہوتی ہے اور احیاء العلوم میں یہہ مذکور ہے کہ اوسقدر لکھا جاتا ہے جسقدر اوسمیں سے سمجھتا ہے جبتک اس زیادتی کی صحت کتاب معتبر سے نہ ملے اوسپر اعتبار نہیں اور ابو داؤد میں یہہ ذکور نہیں ہر جیسا کہ مذکور ہوا۔ بعضے کتب صوفیہ میں مذکور ہے چنانچہ اوسکی نقل خطیرۃ القدس والے نے کی ہے کہ واسطے حضور دل کے نماز میں بہت درجے ہیں ایک یہہ کہ واقف ہونا رکنون نماز سے اور اوس چیز سے جو رکنوں میں ہے دوسرا یہہ کہ طریقہ اجمال سے اپنے آپ کو حضور خدا تعالی میں جاننا اور خدا تعالی کو اپنے حال پر مطلع اور متوجہ سمجھنا تیسرا یہہ کہ حرکت اور سکون میں صفت اوس رکن کو جو اسمیں اشارہ ہے ساتھہ کسی حال کے احوالو مدنظر کرنا۔ چوتھا یہہ کہ معنی تسبیحات اور قرأت کو سمجھنا مناجات و نیاز [illegible] نے میں پانچوان مصداق ان معنی کو عالم ظاہر اور باطن میں دنیا و آخرت میں ساتھہ چشم دل کے مطالعہ کرنا۔ لذت حاصل کرنی ادراک حنان کے ساتھہ جہان دوسرے کی سیر نظر کرنا یہہ آئینہ نماز علما اور جہلا کے ہیں۔ چھٹا یہہ کہ تحریم کو مثل موت اختیاری کی قاطع علائق سمجھنا اور قیام مثبت کو ملکوت میں رکھکر ساتھہ تجلیات [illegible] یہہ رہونا آداب حضور سے [illegible]

یہہ نماز اولیائی ہے ساتوان یہہ کہ اپنے آپ کو مقام علیین یا مقام عرش میں پہونچانا ساتہہ تجلیات کے
ملنا مشاہدہ میں حضرت رحمان کی شان کا جدا ہونا مخلوق سے بے سبب ظہور فیوض جلالیہ و جمالیہ ساتہہ
ادا کرنے آداب کے اور ساتہہ ارکان نماز کے مشغول ہونا یہہ نماز فرشتون کی ہے۔ آٹھوان یہہ کہ ساتہہ
انوار اسماء الٰہی و الطاف ربانی کے جلوہ کرکے ہر بار اوسکے بہید اور اسرار کو عالم غیب و شہادت اور دنیا
و آخرت میں مشاہدہ کرنا اور اشارے قدرت اور حکمت کے سمجھنا ساتہہ ادا کرنے شکر اوسکے کے۔ رکوع
سجود بجالانا یہہ نماز عارفونکی ہے نوان یہہ کہ اپنے آپکو ساتہہ اُن حقایق اور دقایق کے طریقۂ کمال سے محرم
ہونا خصوصیت خطاب کی اور پانا مراد کا یہہ نماز پیغمبرون علیہم السلام کی ہے دسوان یہہ کہ مقام فنائے حقیقی
میں ملنا انانیت اپنی سے خالی ہونا ساتہہ نماز الٰہی کے اندراج پانا۔ اس نماز میں ذلیت اور استغنائے
صرف ساتہہ مقام تصرف کے لحظہ بلحظہ تغیرات میں قیام اس نماز کا ہے انتہی مختصراً **ف** خداوند کریم
ارشاد فرماتے ہیں لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا یعنی خداتعالیٰ کسی نفس کو تکلیف نہیں دیتا مگر اوسکے
مقدور کو۔ ظاہر ہے کہ ایسے دقایق اور لطائف مخصوص ساتہہ بندوں خاص کے ہیں ہر ایک نفس کو اسکا
مکلف نہیں کیا علاوہ یہہ کہ عوام کو بلکہ خاص کو بہی لازم ہے کہ احکام ظاہریہ شرعیہ پر تعمیل کریں فقط جواب
نمبر (۱) کہ عبدالواحد بن زید نے فرمایا ہے کہ علما کا اتفاق ہے اس بات پر کہ بندے کو اوسکی نماز میں
او سیقدر ملیگا جسقدر سمجھا ہے الخ صحت اس قول کی واقع میں غیر موجود ہے کیونکہ فقہا نے فرمایا ہے کہ
حضور قلب شرط نہیں بلکہ مستحب ہے اور معمول بہ قول فقہا کا ہے فقط جیسا کہ خود مذاق العارفین والے نے
ترجمہ کیا ہے کہ فتوے کا مقام احکام ظاہری ہیں [illegible] معین کریں اس لحاظ سے
ممکن نہیں کہ [illegible] یہ تمام نماز میں انکا حاضر ہونا [illegible] لیتے ہیں کہ باوجود اسکے
کہ فقہا جو نماز کی درستی کا حکم غفلت کے ہوتے ہوئے دیتے ہیں تو ہم اونکے خلاف حکم نہیں دیسکتے اسلئے
کہ مفتی کو تو یہہ حکم بمجبوری دینا پڑتا ہے الخ مذاق العارفین سے پہلے نقل ہو چکا ہے کہ جو شخص اپنی ساری نماز
میں غافل رہے اوسکا حال اوس شخص کا سا نہ ہوگا کہ بالکل نماز ہی نہ پڑہے اسلئے کہ غافل نے تو کچہہ فعل ظاہر میں
اقدام کیا الخ (صفحہ ۱۸) رہبر **قولہ** خرق عادت کا مسئلہ جسکو مذہب اسلام میں بعضے لوگونکے نزدیک بڑا
تعلق ہے غلط ثابت ہوا الخ اَقُولُ بِتَوفِیقِ اللّٰہِ تَعَالیٰ تمام کتب عقائد میں یہہ مذکور ہے کہ فعل خرق

عادت اگر مدعی نبوت سے صادر ہو تو معجزہ ہے۔ اگر متقی تابعدار نبی سے صادر ہو تو کرامت ہے اور منکر
معجزہ کا کافر ہے اسپر تمام کا اتفاق ہے اور منکر کرامت میں خلاف ہے صحیح تر یہہ کہ وہ فاسق گمراہ ہے
تو رہبر نے اپنے آپ کو اس قول کے ساتھہ اسلام سے خارج کیا۔ این عمل دیگر شگفت لباس مومنان
کرتوت کافران۔ اسی طرح باقی ذلیلین رہبر کی اہل انصاف خیال کریں فقط **قولہ** (صفحہ ۱۹)
صرف اس لحاظ سے کہ یہہ ہمارے بزرگوں کے مسائل اور خیالات ہیں تقلید کرنا بڑی نادانی ہے وجہہ
ہے الخ دیکھو اس قسم کی آباو اجداد کی تقلید کرنے کے بارے میں خداوند تعالی ارشاد فرماتا ہے و پ ۸ اعراف
قَالَتْ أُخْرٰهُمْ لِأُولٰهُمْ رَبَّنَا هٰؤُلَاءِ أَضَلُّونَا فَآتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِنَ النَّارِ قَالَ
لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَلٰكِنْ لَا تَعْلَمُوْنَ - اقول بتوفیق اللہ تعالی تقلید کرنی بموجب رسم آباو اجداد
کے جو کفر اور شرک اور جہالت کی ہو بری اور مذموم ہے لیکن تابعداری کرنی مجتہدین کی جو قرآن و حدیث
سے انہوں نے مسائل نکالے ہیں مشروع اور محمود ہے اسپر اہل سنت جماعت کا اتفاق ہے کہ جو مسئلہ
مجتہد قرآن و حدیث سے نکالے تو غیر مجتہد پر لازم ہے کہ اوسکی تابعداری کرے۔ تابعداری کرنی مجتہدین
کی بموجب اطاعت خدا و رسول کے ہے لیکن شرط یہہ ہے کہ قول مجتہد کا مخالف آیت اور حدیث صحیح
نہو کیونکہ یہہ شرط قیاس میں معتبر ہے کہ مخالف نص نہو کذا فی کتب الاصول والبیضاوی والکبیر و فتح
الباری اور مجتہد کا ہونا ممکنات سے ہے۔ مگر تمیز نہیں لیکن موجود ہونا اوسکا مثل کبریت احمر کی نادر ہے بعض
علما نے لکھا ہے کہ مدت سے اجتہاد منقطع ہوا لیکن جب غور سے دیکھا جاوے تو قدرت باری سے یہہ خارج
نہیں اور نہ یہہ مثل خاتم النبیین کی ہے کیونکہ نبوت ختم ہوچکی ہے اور خداوند کریم صادق ہے کذب اوسکا
کالمحال ہے اسواسطے نظیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ممتنع بالغیر ہے۔ فی البحر امر من لم یکن مجتہدا وجب
عَلَيْهِ اتِّبَاعُ الْمُجْتَهِدِ بِقَوْلِهِ تَعَالٰى فَاسْئَلُوْا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ وَلِاجْمَاعِ
السَّلَفِ عَلٰى ذٰلِكَ فَهٰذَا الْاِتِّبَاعُ يُسَمّٰى تَقْلِيْدًا فَهُوَ فِي اللُّغَةِ جَعْلُ الْقِلَادَةِ فِي الْعُنُقِ
وَيُكْنٰى بِهِ عَنِ التَّسْلِيْمِ وَالْاِنْقِيَادِ - ترجمہ جو شخص مجتہد نہو اوسپر تابعداری مجتہد کی واجب ہے واسطے قول
اللہ تعالی کے پس سوال کرو تم اہل علم سے اگر تم نہ جانتے ہو اور واسطے اتفاق ہونے سلف کے اس وجوب تابعداری
پر یعنی زمانہ صحابہ اور تابعین و تبع تابعین میں جو مجتہد نہ ہوتا وہ مسائل میں تابعداری مجتہد کی کرتا اور اس

تابعداری کا نام تقلید رکھا گیا اور تقلید لغت میں گردن میں رسی ڈالنے کو کہتے ہیں اور مراد اس سے شرع میں تابعداری اور نا تابعداری قول غیر کی ہے۔ پھر زمانہ سلف میں تقلید شخصی نہ تھی پھر جب نفوس لوگوں کی موجب خواہش نفس و نیز تلفیق مذہب سے اور شہوت لوگوں نے جستجو ہر مذہب سے آسانی اور رخصت کی کی واسطے فساد کرنیکے جیسا کہ ایک شخص نے مذہب کیا اور مس ذکر کی بموجب فتوی شافعی کے اور حنفی کے حنفی مذہب میں مفسد وضو ہے اور شافعی مذہب میں مس ذکر مفسد وضو ہے عمل واحد میں جو دو مذہبوں مختلف سے فتوی لیکے عمل کریگا تو عمل اوسکا باطل ہوگا پس اسیواسطے علمانے اتفاق کیا ہے اس بات پر کہ تقلید ایک مجتہد کی لازم کیجاوے بعض علما بیان کرتے ہیں جو عالم درجہ اجتہاد کو نہ پہونچے اوسپر تقلید واحد کی مستحب ہے اور مذہب واحد میں نظام اور مصلحت اور عدم فساد ہے جیسا کہ صراط مستقیم و فتح القدیر میں مذکور ہے اور باقی پر تقلید واجب ہے کذا فی عقد الفرید وغیرہ جب لوگوں نے اسمیں اختلاف کیا مفاسد ظاہر ہوئے تو علمانے تامل فرمایا بزرگ مجتہدین میں جو نہایت دیندار اور متدین تھے پس نہ پایا مثل چار مجتہدوں کے جو مشہور اور معروف ہیں دیانت اور تقوی میں پس اتفاق کیا اس بات پر کہ تقلید کیجاوے ایک کی ان چار میں سے پھر جب ایک مذہب کو لازم پکڑے تو اوس سے پھرے نہیں مگر جس مسئلہ میں غلطی ظاہر ہووے تو قول صحیح پر عمل کریگا اور ایک مسئلہ میں نئے سرے دوسرے امام کے مسئلہ پر عمل کرے تو جائز ہے اسپر پیچھے عمل کرنیکے اوس ایک مسئلہ پر اوس مسئلہ سے پھرے نہیں مگر جبکہ سخت ضرورت ہو جیسا کہ حالت اضطرار میں کھانا مردار کا جائز ہوتا ہے کذا فی النبراس ترجمہ آیت مذکورہ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ گوید آنہا کہ بسوائے اند از پے درآمدگان لِاُوْلٰىهُمْ برائے آنہا کہ درآیندگان پیشوا یانند یعنی درباره ایشان گوید رَبَّنَا اے پروردگار ما هٰٓؤُلَآءِ این گروه اَضَلُّوْنَا گمراه کردند ما را فَاٰتِهِمْ پس بده ایشانرا عَذَابًا ضِعْفًا عذاب دو چندان کہ مارا ہست مِّنَ النَّارِ از دوزخ یک قسم برائے گمراہی ایشان و یک قسم برائے گمراه ساختن دیگران قَالَ گوید خدائے تعالی لِكُلٍّ ضِعْفٌ مر ہر را عذاب دو باره است پیشوایان را بجہت ضلال و اضلال و پس روان را بواسطہ کفر و تقلید وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ لیکن ایشان نمیدانند امام حفص بخطاب میخواند یعنی شما نمیدانید و از عذاب یکدیگر خبر ندارید انتہی عبارت تفسیر حسینی **ف** اس آیہ کریمہ میں رد کرنا تابعداری کفر اور شرک کا نہ تردید تقلید بزرگان کی ہے بلکہ علما نے لکھا ہے کہ ایمان

مقلد کا معتبر ہے فِي حَلِّ الْمَعَاقِدِ ثُمَّ اعْلَمْ اَنَّ اِيْمَانَ الْمُقَلِّدِ غَيْرُ مُعْتَبَرٍ عِنْدَ الْاَشْعَرِيِّ
وَالْقَاضِيْ عِيَاضٍ عَلٰى مَا نَقَلَهُ ابْنُ جَمَاعَةَ وَلٰكِنْ قَالَ الْقُشَيْرِيُّ اِنَّهُ افْتِرَاءٌ عَلَى الْاَشْعَرِيِّ
فَالصَّحِيْحُ اَنَّ اِيْمَانَ الْمُقَلِّدِ صَحِيْحٌ عِنْدَ الْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ اِلَّا اَنَّهُ يَكُوْنُ عَاصِيًا بِتَرْكِ النَّظَرِ وَ
الْاِسْتِدْلَالِ كَذَا قَالَ عَلِيُّ الْقَارِيُّ وَقَالَ بَحْرُ الْعُلُوْمِ فِيْ شَرْحِ الْمُسَلَّمِ اِنَّ التَّاثِيْمَ بِتَرْكِ النَّظَرِ
لَمْ يَنُصَّ عَلَيْهِ الْاَئِمَّةُ اِنَّمَا حَكَمَ الْمُتَاَخِّرُوْنَ بِهِ مِنْ جِهَةِ تَرْكِ النَّظَرِ الَّذِيْ كَانَ وَاجِبًا
وَهٰذَا لَيْسَ بِشَيْءٍ فَاِنَّ النَّظَرَ مَا كَانَ وَاجِبًا اِلَّا لِتَحْصِيْلِ الْاِيْمَانِ فَاِذَا حَصَلَ الْاِيْمَانُ
ارْتَفَعَ سَبَبُ وُجُوْبِهِ فَلَا اِثْمَ فِي التَّرْكِ كَمَا اِذَا اَسْلَمَ الْكُفَّارُ قَاطِبَةً سَقَطَ الْجِهَادُ
الَّذِيْ وَجَبَ مِنْ غَيْرِ اِثْمٍ ترجمہ بہر حال تو یہہ کہ مقلد کا ایمان نزدیک اشعری اور قاضی عیاض
کے غیر معتبر ہے اس بنا پر جو ابن جماعہ نے اوسکو نقل کیا لیکن قشیری نے کہا کہ تحقیق وہ اشعری پر بہتان ہے
صحیح یہہ ہے کہ ایمان مقلد کا صحیح ہے نزدیک چاروں اماموں کے مگر یہہ کہ گنہگار ہوتا ہے ساتھہ ترک کرنے
استدلال کے ایسا ہی ملا علی قاری نے کہا ہے اور بحر العلوم نے شرح مسلم میں کہا کہ گنہگار ہونا ساتھہ ترک
کرنے نظر کے اسپر اماموں نے تصریح نہیں کی متاخرین علمانے اسکے ساتھہ حکم کیا ہے سبب ترک کرنے استدلال
کے جو واجب تھا اور یہہ قول کوئی شی معتبر نہیں کیونکہ تحقیق استدلال نہیں واجب تھا مگر واسطے حاصل کرنے ایمان کے
جب حاصل ہوا ایمان اوٹھہ گیا سبب وجوب اوسکا پس نہیں گناہ ترک کرنے استدلال میں جیسا کہ جب تمامی
کفار مسلمان ہوجاویں تو ساقط ہوتا ہے جہاد وہ جہاد جو واجب تھا۔ تفسیر کبیر میں مذکور ہے (سورہ اذا جاء
نصر اللہ میں) یعنی جب مکہ معظمہ فتح ہوا تو گروہ کے گروہ لوگ آکر مسلمان ہوگئے بغیر طلب دلیل کے تو معلوم ہوا کہ
ایمان مقلد کا معتبر ہے اور تفسیر کبیر میں زیادہ تحقیق ہے اور قصیدہ امالی اور اوسکی شروح میں مذکور ہے کہ
ایمان مقلد کا معتبر ہے ساتھہ دلایل قویہ کے فِيْ شَرْحِ فِقْهِ الْاَكْبَرِ قَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ
وَمَالِكٌ وَالْاَوْزَاعِيُّ وَالشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ وَعَامَّةُ الْفُقَهَاءِ وَاَهْلُ
الْحَدِيْثِ صَحَّ اِيْمَانُهُ الخ وَتَحْقِيْقُهُ اَنَّ الرَّسُوْلَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَدَّ مَنْ اٰمَنَ
بِهٖ وَصَدَّقَهُ فِيْ مَا جَاءَ بِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُؤْمِنًا وَلَمْ يَشْتَغِلْ بِتَعْلِيْمِهِ الدَّلَائِلَ الْعَقْلِيَّةَ
فِي الْمَسَائِلِ الْاِعْتِقَادِيَّةِ وَكَذَا الصَّحَابَةُ حَيْثُ قَبِلُوْا اِيْمَانَ الطَّلَقَةِ وَالْاَنْبَاطِ بِغَلَبَةِ

أَذْهَانِهِمْ وَ بَلَادَتِهِ اَفْهَامِهِمْ الخ ترجمہ امام ابو حنیفہ اور سفیان ثوری اور مالک اور اوزاعی اور
شافعی اور احمد رحمۃ اللہ علیہم اور اکثر فقہا و اہل حدیث نے کہا کہ ایمان اوسکا صحیح ہے یعنی جو اوسنے اپنے اعتقاد
کو بنا کیا قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بیچھے جاننے اوسکے ساتھہ دلیل معجزہ کے کہ وہ سچے ہیں پس اسقدر
کفایت کرتا ہے اوسکی صحت ایمان کے واسطے ترجمہ تحقیق اوسکی یہہ ہے کہ تحقیق رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن
گنا اوس شخص کو جو ساتھہ اونکے ایمان لایا اور تصدیق کی اوس چیز میں کہ لائے اوسکو رسول خدا اللہ کیطرف
سے یعنی اوسکو اہل ایمان میں شمار کیا اور ساتھہ سکہلانے اوسکے دلائل عقلیہ کو مسائل اعتقادیہ میں نہ مشغول ہوئے
اور اسیطرح صحابہ کرام ہو واسطے کہ قبول کرتے تھے ایمان جاٹ یعنی دیہاتی کا اور جہلا مجوسیونکا باوجود کمی ذہن
اور کندی فہم اونکے یعنی سکہلانا دلائل عقلیہ کا واسطے حاصل کرنے اعتقادیات کے واجب نہیں اور واجب ہونا
اس امر فعل مذکور کا خلاف فعل رسول صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہے اور سوائے اونکے اماموں
بزرگ کے علاوہ یہہ کہ مقلد نہیں خالی قسم علم سے کیونکہ جب تک اوسکے پاس خبر سچی ثبوت نہ ہووے اوسکی
تصدیق نہیں کرتا جب خبر سچی اوسکے نزدیک ثابت ہوگی تو وہ قایم مقام عالم کے کیا جاویگا کیونکہ اوسنے دلیل
پر بنا کی ہے اور وہ شخص کہ جسکو دعوت اسلام نہ پہنچی اور ایک مسلمان اُسکو دیکھے اور بلائے اُسکو طرف دین کی
اور خبر دیوے کہ ہمارے رسولؐ نے دین اللہ کیطرف سے پہنچایا ہے طرف ہماری اور اُس دین کیطرف ہم کو
بلایا ہے اور اوسکے ہاتھہ سے معجزے ظاہر ہوئے ہیں اور تصدیق کی اوس انسان نے تمام اس امر کی پس اعتقاد
کیا دین پر بدون نظر کے پس یہہ وہ مقلد ہے کہ جسکے درمیان اختلاف ہے درمیان ہمارے اور درمیان
اشعری کے بخلاف اون لوگوں کے جو مسلمانوں میں پیدا ہوں دیہاتی اور شہری جو صاحب عقل و بصیرت
ہوں پس نہیں خالی ایمان اونکا دلیل اور بصیرت سے اگرچہ نہیں راہ پاتا وہ طرف عبادت کی دلیل سے ساتھہ طریقے عقلا
کے پس تحقیق یہہ محل اختلاف کا ہے درمیان ہمارے اور درمیان معتزلہ کے اور صحیح وہ امر ہے کہ جسپر اکثر اہل
علم ہیں کیونکہ ایمان وہ تصدیق ہے یعنی ساتھہ اقرار کے پس جو شخص کہ خبر دیا گیا پس تصدیق کی اوسنے اسکی
تو صحیح ہے یہہ کہ کہا جاوے کہ ایمان لایا ساتھہ اوسکے کیونکہ صحابہ کبار قبول کرتے تھے ایمان عوام شہر والونکا
جن شہروں نیز ملک عجم سے فتح پاتے اختلاف اوسمیں ہے کہ جو کوئی پہاڑ پر پیدا ہو اور جہان میں اور صانع میں
فکر نہ کرے ابہر وہ لوگ جو شہروں اسلام میں پیدا ہوئے اور اللہ کی تسبیح کی نزدیک دیکھنے کاریگریاں

اوسکی کے پس وہ خارج ہیں حد تقلید سے ایک اعرابی کو کہا گیا کہ تو خدا کو کس دلیل سے پہچانتا ہے اوسنے
جواب دیا کہ مینگنی اونٹ کی اونٹ پر دلالت کرتی ہے اور نشان قدم کا سیر کرنے والے پر پس یہہ محل
علوی اور یہہ مرکز نیچے والا یعنی زمین و آسمان صانع خبیر پر دلالت نہ کرینگے یعنی کرینگے الخ تمام ہوا شرح
فقہ اکبر کا مضمون اختصار سے **ف** منکر قیاس و اجتہاد فقہا و اہل حدیث کا اہل سنت و جماعت سے خارج
ہے اور داخل خوارج اور روافض اور اہل ظواہر میں ہے اور فاسق ہیں اور گمراہ اور جو اہانت کے رد اور طعن
کی وجہ سے استہزا جانکر ایک مذہب کو چھوڑ کر دوسرے مذہب میں داخل ہووے تو لازم ہے کہ اوسکو حاکم
تعزیر دیوے کذا فی الشامی والتلویح وغیرہ خلاصہ کلام فتح الباری کا یہہ ہے کہ اس مسئلہ ایمان مقلد میں
علما کا بڑا نزاع ہے بعضے کہتے ہیں کہ تقلید کافی نہیں حاصل کرنا ایمان کا دلیل سے واجب ہے بعضے کہتے ہیں کہ
تقلید محض کافی ہے وہ جو دباری اور نفی شرک میں عبید اللہ بن حسن عنبری اور ایک جماعت حنابلہ اور ظاہریہ ساتھ اسکے
قائل ہوئے ہیں بلکہ بعضوں نے مبالغہ کیا ہے کہ دلائل میں نظر کرنی حرام ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں
کہ حد سے گذرا ایک گروہ پس عوام مسلمانوں کی اونسے تکفیر کی اور یہہ گمان کیا کہ جو عقاید کو ساتھ دلیلوں کے جو بنائے ہوئے
اونکے ہیں نہ پہچانے گا تو کافر ہے پس اس گروہ نے رحمت فراخ اللہ تعالی کو تنگ کیا اور ساتھ ایک جماعت
قلیل کے متکلمین سے جنت کو خاص کیا اور اسیطرح بیان کیا ابو مظفر بن سمعانی نے اور اونکے اقوال کو رد کیا خوب
وجہ سے اور بہت اماموں نے فتوی نقل کیا اسبات پر کہ نہیں جائز یہہ کہ عوام تکلیف دئے جاویں عقاید اصول
میں ساتھ دلایل کے کہ اسمیں مشقت زیادہ تر ہے اوس مشقت سے جو تعلیم فروع میں ہے اور بھی فتح الباری
میں مذکور ہے کہ بعضے اماموں سے یہہ مروی ہے کہ مراد ساتھ تقلید کے پکڑنا قول غیر کا سوائے حجت کے ہے
اور وہ شخص کہ جسپر دلیل قائم ہو ساتھ ثبوت نبوت کے اوسکو یقین حاصل ہوگا پس جب سنیگا اوس امر کو رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم سے تو ہوگا یقین کیا گیا نزدیک اوسکے ساتھ صدق اوسکے کے پس اگر اسمیں اعتقاد کریگا تو ہوگا
مقلد کیونکہ اونسے نہیں پکڑا قول غیر کو سوائے حجت کے جو سند ہے تمام سلف کی عمل کرنیکے ساتھ اوس چیز
کے جبکہ نزدیک اونکے آیات قرآن اور احادیث رسول خدا سے ثابت ہوا الخ اور بھی فتح الباری میں مذکور ہے
کہ خلاصہ کلام ابو مظفر بن سمعانی کا یہہ ہے کہ عقل کسی شی کو واجب فرض نہیں کرتی اور نہ کسی شے کو حرام
کرتی ہے اور نہ واسطے اوسکے کسی شے میں اس مذکور سے حصہ ہے اگر شرع نہ وارد ہوتی تو کسی پر کوئی چیز

ایمان مقلد کا کافی ہے یا نہیں

معنی تقلید اصطلاح شرع

واجب ہونی لِقَوْلِہٖ تَعَالیٰ اَوْ وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا وَقَوْلِہٖ تَعَالیٰ لِئَلَّا یَکُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَی اللّٰہِ حُجَّۃٌ بَعْدَ الرُّسُلِ ترجمہ نہیں ہیں ہم عذاب دینے والے یہانتک کہ بھیجیں ہم رسول کو۔ اور تاکہ نہو واسطے لوگونکے اسپر حجت بعد بھیجنے رسول کے اور مانند انکی آیات سے پس جسنے گمان کیا کہ یہہ دعوت انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی واسطے بیان فروع کے ہے تو لازم ہی اوسکو یہہ کہ وجود رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اور عدم اونکا ساتھہ نسبت کرنے کے طرف دعوت الی اللہ کی برابر ہو اور کافی ہی یہہ گمراہی اور اس امر میں ہم انکار نہیں کرتے ہیں کہ عقل طرف ثبوت صانع کی ارشاد کرتی ہے. مناظرہ ہمارا اسمیں ہے کہ واجب ہے حصول اسلام و ایمان کا دلائل عقلیہ سے یہانتک کہ اسلام صحیح نہیں ہوتا مگر جو طریق عقل ہی ہو قطع نظر نقل سے کیونکہ یہہ خلاف اوس چیز کا ہے کہ جسپر آیات کتاب اللہ و احادیث صحیحہ متواترہ دلالت کرتی ہیں اگر ہو یہہ بات جیسا کہ قول اس گروہ کا ہے تو البتہ نقلیات باطل ہو جاویں گی خصوصًا وہ امور نقلیہ کہ جن میں عقل کو دخل نہیں یا اکثر سمعیات باطل ہونگی کہ جنمیں عقل کو مجال نہیں بلکہ واجب و لازم ہے کہ ایمان لائے ساتھہ اوس چیز کے جو سمعیات سے ثابت ہے اگر ہماری عقل میں انکی مراد حاصل ہو تو ساتھہ توفیق اللہ کے ہے ورنہ کافی ہے ہمکو کہ اعتقاد کریں اوسکے حق ہونیکا موافق مراد اللہ کے یعنی ہم ایمان لائے اور مراد اوسکی خدا جانے۔ اھ مذاق العارفین جلد اول صفحہ ۹۱ میں مذکور ہے اگر فرض کرو کہ کوئی عاقل آدمی احتلام سے یا عمر کی راہ سے یعنی بارہ سال دنکو چاشت کیوقت مثلا بالغ ہوا تو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا سیکھنا اور اوسکے معنی کا سمجھنا واجب ہے اور یہہ واجب نہیں کہ اس بات میں بحث و تکرار کرے اور دلیلونکو لکھکر اسکا یقین کرے مگر اسقدر کفایت کرتا ہے کہ ان کلمونکی تصدیق اور اعتقاد ایسی طرح سے کرے کہ اوسمیں شک کا احتمال اور نفس کا تردد نہ ہے اور اتنی بات بعض دفعات صرف تقلید اور سننے سے بھی بدون بحث اور دلیل کے حاصل ہو جایا کرتی ہی اور بحث اور دلیل کے واجب نہونیکی یہہ وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے اجلاف سے صرف تصدیق اور اقرار پر بدون دلیل جاننے کے کفایت فرمائی یعنی جب بالغ ہووے تو واجب ہے اوسپر کہ دونوں کلمے شہادت کے سیکھے اور اوسکے معنی سمجھے اور عوام کا عقیدہ جیسا کہ ہو اہل برہان سے قوی تر ہے مانند پہاڑ کی حرکت نہیں کرتا اور اہل برہان کا عقیدہ مانند رسی طویل کی ہی جو ہواسے ادہر ودہر اولٹ پلٹ ہوا کرتی ہے تمام ہوا مضمون

معنی کو نقلی الی اللہ بقصور کرے اور لازم آتا ہے اوسکو یہہ کہ

مذاق العارفین کا اور بھی جلد اول صفحہ ۲۲۰ میں مذکور ہے کہ نویں اصل یہہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا بھیجنا محال
نہیں اسمیں فرقہ براہمہ کا خلاف ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول کے بھیجنے میں کچھہ فایدہ نہیں یا تو عقل کے ہوتے اونسے
کچھہ مطلب نہیں ہم کہتے ہیں کہ عقل سے وہ کام نہیں معلوم ہوتے جو آخرت میں نجات کے موجب ہوں جیسا کہ عقل سے
وہ دوائیں جو صحت کی مفید ہوں معلوم نہیں ہوتیں اور بھی صفحہ ۲۱ جلد اول میں مذکور ہے۔ آٹھویں اصل یہہ ہے
کہ خدا یتعالی کی معرفت اور اطاعت اوسکی واجب کرنی اوسکی شریعت کی جہت سے ہے جہت عقل کی جہت سے
واجب نہیں غرض یہہ کہ شریعت موت کے بعد ہلاکو زندہ کرے ونکو بتاتی ہے اور عقل شریعت کے لازم سمجھنے
اور جاننے کا فایدہ دیتی ہے اور جو باتیں شرع کے قول کے بموجب کہ آیندہ کو ہونگی اونکا امکان جانتی ہے اگرچہ
یعنی عذاب قبر سوال منکر نکیر حشر و حساب پلصراط دوزخ و بہشت جسمانی اور عذاب جسمانی اور نعمت جسمانی وغیرہ
امور کہ جنکی شارع نے خبر دی ہے امور ممکنہ سے جانتی ہے اونکو محال خیال نہیں کرتی **ف** شرح عقاید
میں مذکور ہے کہ بنائے علم کلام کی دلائل عقلیہ پر ہے جو اکثر دلائل عقلیہ کی تائید دلائل سمعیہ سے ہے یعنی قرآن
حدیث اور اجماع اور سمعیہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ وہ دلائل سے گئی ہیں شارع سے۔ نبراس میں مذکور ہے
کہ عقل اگرچہ کافی ہے فایدہ دینے یقین میں لیکن اہل التحقیق اسپر اعتقادیات میں اعتماد نہیں کرتے مگر اوس
صورت میں کہ اوسکی قوت اور تائید دلیل شرعی سے ثبوت ہو اور اس قوت اور تائید میں طمینان قلب ہوتی
ہے نبراس میں مذکور ہے کہ اکثر حکما متقدمین انبیا علیہم السلام کے شاگرد اور پیرو تھے اور وہ جو منقول ہیں اونسے
کئی امور مخالف شرع کے وہ خرافات متاخرین اور شاذ سے ہے کہ جنکی عقل سلیم نہیں اور انپر افترا کیا ہے
جیسا کہ کتب تواریخ سے معلوم ہوتا ہے **ف** بعض علمانے لکھا ہے۔ چونکہ عقل بعض لوگونکی نے عالم کو
قدیم کہا اور بعض کی نے حادث کہا اور بعض کی نے انکار صانع کا کیا تو اوسکے قول پر اعتماد نہوا مگر جسبات کا
شرع ثبوت دیگی وہی مقبول و معتبر ہوگی۔ اسمیں کچھہ شک نہیں کہ ثبوت تکلیف عقل پر ہے کیونکہ غیر عاقل مکلف
نہیں صرف عقل واسطے تفہیم اور فہم کے ضروری ہے نہ یہہ کہ اپنی طرف سے تجاویز شرع کرے۔ اگر عقل ہی کافی ہوتی
تو حاجت بھیجنے پیغمبرونکی اور کتابونکی نہوتی اور نہ حاجت ہونا طرف مبعونکی [illegible] ونکی باطل ہے پس صرف
عقل کا شارع ہونا بھی باطل ہے۔ نبراس میں مذکور ہے جو امور ممکنہ جنکی خبر مخبر صادق رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم بیان کریں ساتھہ اوسکے ایمان لانا سوائے تاویل کے واجب ہے اسپر امر محال جسمیں نص وارد ہو پس وہ تاویل

کیا جاتا ہے ظاہر سے پھیرا جاتا ہے مثل نصوص کی جنمیں وہم جسمیت اور جہت کا واسطے اللہ تعالیٰ کے ہوتا ہے مثل ید اللہ اور استوا وغیرہ کی شرح مسلم اور فتح الباری میں مذکور ہے کہ آیات اور احادیث صفات میں دو گروہ ہیں۔ ایک گروہ کا یوں قول ہے کہ ہم ایمان لائے اور اوسکی مراد طرف خدا کی سپرد ہے دوسرا وہ تاویل کرتا ہے واسطے رد کرنے مذاہب باطلہ کے مذہب یہہ کہ حقیقۃً مراد کو پہچانتے ہیں جیساکہ تفسیر احمدی میں ہے اور حروف مقطعات کو بھی کوئی نہیں جانتا اونکی مراد خدا تعالیٰ خود جانتے ہیں تفصیل انکی تفسیر احمدی اور معالم میں واضح ہے شرح عقائد اور نبراس میں مذکور ہے کہ بھیجنے پیغمبروں میں جو ایک واسطہ ہے درمیان اللہ تعالیٰ اور صاحب عقلوں کے واسطے پہچاننے نیک فائدے کے اور دور کرنے بیماری کفر اور جہالت اور شرک اور شک اور شبہ کے اون امور سے جنمیں عقول قاصر ہیں بلا ئیان دنیا اور آخرت سے مثل قواعد عدل اور ثواب اور عذاب کی ایک مصلحت عظیم ہے اور انجام محمود ہے واسطے بندونکے۔ پیغمبر بیان کرتے ہیں واسطے لوگونکے اہل ایمان اور طاعت کو بشارت دیتے ہیں ثواب اور جنت کی اور اہل کفر اور معصیت کو ڈراتے ہیں عذاب اور دوزخ سے اور معلوم کرنا ثواب اور عذاب کا اوس قبیل سے ہے کہ عقل کو راہ نہیں طرف اوسکی اور فلاسفہ جو معاد روحانی ثابت کرتے ہیں وہ انبیا سے اخذ کرتے ہیں اور نصوص جسمانی کی تاویل کرکے روحانی سے گمراہ ہوتے ہیں اور اونمیں سے کوئی قلیل ساتھ فکر دقیق کے رستہ مستقیم کو پہنچا ہے۔ خداوند کریم نے دوزخ بہشت پیدا کیا ہے اور تیار کیا اوسمیں بدلہ ثواب اور عذاب کا اور پہنچنا طرف بہشت کی ساتھ ادا کرنے طاعت کے اور پرہیز کرنا دوزخ سے ساتھ ترک کرنے گناہونکے اوس قبیل سے ہے کہ عقل ساتھ اوسکے مستقل نہیں ہوتی یعنی جاننے طریقہ وصول اور پرہیز سے عقل عاجز ہے۔ خداوند کریم نے پیدا کئے ہیں جسم نفع والے اور ضرر والے ثابت ہو چکا ہے یہہ امر کہ علم طب کا اور نفع ور ضرر دواؤنکے معلوم کئے گئے ہیں وحی کے ذریعہ سے عقل اور حواس کو اوسکی معرفت میں بالاستقلال دخل نہیں۔ حکماء نے نبیوں سے اخذ کیا ہے پھر اونہوں نے کچھہ عقل کو دخل دیا ہے حلت اشیا اور حرمت اونکی شرع سے ثابت ہے اور اسیطرح تکالیف شرعیہ بھی شرع سے ثابت ہیں۔ احکام واقعی بعضے تو ممکن اور ثبوت اونکا صرف شرع سے ہے نہ عقل سے مثل صفات باری کی اور حشر اجساد اور وجود سدرۃ المنتہی اور ہونا لوح محفوظ کا آسمان پر ظہور مہدی اور نکلنا دجال کا۔ اور نازل ہونا عیسے

کا آسمان سے اور قطع ہونا بادشاہی کسریٰ کا اور خراب ہونا گھر مجوسی کا قسم سے اور برکت کا ہونا رزق
اور عمر میں صلہ رحمی سے اور سوائے اسکے بہت سے گنت امور ہیں جنکی خبر شارع نے دی ہے اور بعض امور واجب
ہیں ساتھ فکر کرنے عقل کے مثل حدوث عالم اور قدم باری کی اور بعضے ممتنع ہیں مثل شریک باری کی کہ نہیں
ظاہر ہوتے واسطے عقل کے یہ امور مگر پیچھے فکر طویل اور بحث کامل کے اگر ساتھ اسکے انسان مشغول ہو تو اسکی
معاش کے کام معطل ہو جائیں گے پس نہایت فضل اللہ کا اور رحمت ہوئی کہ اوسنے انبیا بھیجے واسطے بیان
کرنے ان امور کے قال اللہ تعالیٰ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ترجمہ اور نہیں
بھیجا ہمنے تمکو مگر رحمت واسطے تمام جہانوں کے **ف** اور کافر کا محروم ہونا اونکے قصور اونکے عدم قبول
کرنے اونکے رحمت کو ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ پہلی امت میں مسخ اور خسف تھا اور حضرتؐ کی امت نے
اس سے نجات پائی۔ اور مراد رحمت سے بعضوں نے کہا ہے کہ بیان کرنا منافع دین و دنیا کا ہے واللہ
اعلم **ف** نبراس میں مذکور ہے کہ نزدیک اشاعرہ کے متکلمین جو تابعدار ابو موسیٰ اشعری کے ہیں یہ ہے
کہ وہ لوگ جنکو دعوت اسلام کی نہیں پہنچی پس وہ نجات پانے والے ہیں خواہ زمانے قطع ہونے نبوت میں
ہوں خواہ پہاڑ بلند پر یا کنارہ دریا پر کہ وہاں کشتی نہیں جاتی۔ جلال الدین سیوطیؒ نے کہا ہے کہ اسپر اماموں
اشاعروں کا اہل کلام اور اصول سے اتفاق ہے اور اسپر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح کی اور آٹھ
آیات سے استدلال کیا ہے بعض اون آیات سے یہہ آیت ہے وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا
پس اس مذکور سے یہہ ثابت ہوا کہ بیچ ترک کرنے ارسال رسل کے نفع ہے واسطے مخلوق کے تو جواب اس
شبہ کا یہہ ہے کہ مطلق نجات پانا مذہب جماعت کا ہے اور اس مقام میں اور مذہب بھی ہیں ایک تو یہہ کہ عذاب
ہوگا اُسکو جو نہ جانے وجود باری اور وحدت باری کو باوجود کثرت دلائل کے دوسرا مذہب یہہ ہے کہ عذاب
ہوگا اوسپر جو غیر اللہ کی عبادت کرے۔ تیسرا مذہب یہہ ہے کہ اہل فترت قیامت کے دن ساتھ رسول کے آزمائے
جائینگے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہوگا دن قیامت کا تو جمع کریگا اللہ اہل فترت
کو یعنی اون لوگونکو جو زمانہ انقطاع نبوت میں ہوں اور بے عقل و طفل اور بولے اور گونگے کو پھر اونکی طرف
رسول کو بھیجے گا اور حکم کریگا یہہ کہ تم دوزخ میں داخل ہو پس جو اوسکی تابعداری کرینگے پس وہ آگ اونپر سرد اور
سلامت ہوگی اور جو نہ داخل ہوگا دوزخ میں کھینچا جائیگا طرف دوزخ کی پس اللہ فرمائیگا تمنے ہمنے نافرمانی

کی پس کس طرح ساتھ پیغمبر والی میرے کے بیچ نیک بخت کرو گے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اگر چاہو تم
یہہ آیت پڑھو مَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُولًا اور یہہ حدیث صحیح امام احمد اسحاق بن راہویہ اور
عبد الرزاق وغیرہ نے بطریق موقوف اور مرفوع سے بیان کی ہے اور یہی مذہب صحیح ہے اسکو جلال الدین
سیوطی نے اختیار کیا ہے اور مطلق نجات جو اشاعرہ سے منقول ہے اسکو اسپر حمل کیا ہے پھر مخفی نہو کہ یہہ امتحان
سخت خوف والا ہے ارسال نبیوں سے جو ساتھ تکلیف طاعت کے اور بچنے گناہ ہونے ہے واللہ اعلم بالصواب

ف عجیبہ مواقیت الجواہر میں مذکور ہے کہ احسان اور نیکی انبیاء کے حق میں اور رہنا اور سکوت
ماں باپ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے باب میں طریق ادب اور مستحب ہے اور یہہ حکم اون لوگوں میں بھی ہے جو زمانہ
انقطاع نبوت میں گذرے ہیں اور کسی نبی اور رسول اور کتاب پر ایمان نہیں لائے اور اپنے آبا و اجداد
اہل اسلام پر و آباد اجداد اولیا و انبیا پر جو مسلمان تھے احسان لازم ہے اور سکوت واجب ہے
اور باز رہنا خوض اور فکر سے بیچ حکم والدین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اور شیخ جلال الدین سیوطی نے اسباب میں
بہت سے رسالے تالیف کئے ہیں خلاصہ اونکا یہہ ہے کہ ادب ساتھ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واجب
ہے اور قرآن میں مذکور ہے کہ ایذا اور رنج دینا رسول علیہ السلام کو موجب رنج و غضب الٰہی کا ہے اور خدا تعالیٰ
نے فرمایا ہے وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُولًا اور کتب سیر و تواریخ میں مذکور ہے کہ وقت مرمت چاہ
زمزم کے عبد المطلب نے توحید الٰہی کی کہی تھی اور صاحب توحید سعید ہے اگرچہ کسی وجہ سے ہو توحید
اوسکی **ف** اور شرط یہہ ہے کہ انکار نبوت اور کتب سماوی کا ہو اور زمانہ فترت میں ہو شیخ جلال الدین
نے کہا کہ حدیث میں وارد ہے کہ خدائے تعالیٰ نے والدین رسول علیہ السلام کو زندہ کیا تاکہ وہ دونوں ساتھ
حضرت کے ایمان لاوے اور راوی ایک جماعت حافظین حدیث سے ہیں خطیب بغدادی اور ابو القاسم ابن
عساکر ابو حفص ابن شاہین و قرطبی و محب طبری و ابن منیر و ابن سید الناس و صفدی و ناصر دمشقی وغیرہ
ابن شاہین سہیلی نے بعد ایراد حدیث حاکم کے کہا کہ ابن مسعود سے بھی روایت صحیح ہے کہ رسول علیہ السلام
سوال کئے تحقیق کئے شفاعت کرنے ماں باپ کے حق میں قیامت میں تاکہ توفیق دین واسطے طاعت کے وقت وقوع
امتحان قیامت کے جیسا کہ بہت احادیث میں مذکور ہے۔ محب طبری نے کہا کہ خدائے تعالیٰ قادر ہے
زندہ کرنے مادر و پدر رسول علیہ السلام پر تاکہ وہ ساتھ اوسکے ایمان لاویں پھر وہ فوت ہو دیں۔ آمین

اکرام خدا کا ہوگا واسطے سید الاولین والآخرین کے قرطبی نے کہا کہ زندہ کرنا اور فوت کرنا مادر اور پدر رسول
علیہ السلام کو محال و ممتنع شرع اور عقل میں نہیں یعنی امر ممکن ہے اور ہر ممکن پر خدا قادر ہے اور قرآن میں وارد ہے
کہ مقتول بنی اسرائیل کا زندہ کیا گیا اور اُسنے خبر قاتل کی بیان کی - اور خدا نے فرمایا ہے مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْیَاهُمْ
پس ایسا ہی ممکن ہے زندہ کرنا انکا اور امام ابو بکر ابن عربی مالکی فقیہ محدث فرماتے ہیں کہ بڑے نزدیک بہت
رنج اور ایذا ہے رسول علیہ السلام کے واسطے اس قول سے کہ والدین حضرتؐ کے نار میں ہیں اور حدیث میں وارد ہے
کہ نہ ایذا دو تم زندوں کو بموجب اموات کے پس جزماً ثابت ہوئی حرمت دوزخی کہنے کی بیچ حق والدین علیہ السلام کے
دوسری وجہ یہہ ہے کہ وہ زمانہ فترت میں گذرے ہیں، اور اہل فترت بہشت میں داخل ہونگے - شیخ جلال الدین
سیوطی نے کہا کہ بہت جماعت علما نے صراحت کی ہے کہ مادر و پدر رسول علیہ السلام کو دعوت انبیا کی نہیں پہونچی اور خدا
تعالی نے فرمایا ہے وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا اور حکم اس قوم کا جسکو دعوت نہیں پہونچی پس اسکی
موت نجات پر ہے نہ عذاب کیا جاویگا اور بہشت میں داخل ہونگے اور یہہ مذہب ہمارا ہے درمیان اہل تحقیق شافعیہ
کے جو امام فقہ میں اور اشاعرہ جو امام اصول علم کلام میں کسی کا اختلاف اسمیں نہیں اور اسپر امام شافعی رحمۃ اللہ
علیہ نے تصریح کی ہے اور اوسکے اصحاب اس حکم میں تابع ہیں، امام سیوطی نے کہا کہ توضیح یہہ ہے کہ ماں باپ حضرت کے
زمانہ پیدائش رسول علیہ السلام میں دنیا سے گذرے ہیں والد کی عمر ۱۸ سال کی اور والدہ کی عمر ۲۰ سال کی تھی
اس قدر قلیل میں دین کی جستجو زمانہ جہالت اور فترت میں ہو نہیں سکتی پس حکم اقسام اہل فترۃ کا مذکور ہوتا ہے تاکہ
والدین حضرتؐ کے اشرف اقسام میں داخل ہوں اور موحد سعید سے کسی وجہ اونکی توحید ہو اور کسی کتاب و نبی کی
اوسکو کوئی خبر نہیں اور زمانہ فترت میں ہو لیکن نور قلبی سے خدا کو واحد جانتا ہے - شیخ ابن عربی نے فتوحات مکیہ میں
اہل فترت کے تین قسم بیان کئے ہیں چہ قسم اہل سعادت اور دوم قسم اہل شقاوت اور تین قسم داخل مشیت الہی ہیں
اور گروہ سعادت وہ لوگ ہیں کہ نور قلبی سے خدا کی توحید کے قائل ہیں مانند قس بن ساعدہ اور سعید ابن زید بن
عمرو کی انکی طریق عقل اور زکر کو بھی دخل تھا قسم دوم جو نور الہام سے بلا ذریعہ عقل و فکر کے خدا کو واحد جانے -
قسم سوم کہ الہام سے توحید اور رسالت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا عالم غیب میں قائل ہو زمانہ فترت میں قسم چہارم وہ لوگ
ہیں جو زمانہ فترت میں تابعدار دین حق انبیا علیہم السلام پہلونکے ہوں پنجم قسم وہ لوگ ہیں جو زمانہ فترت میں کتب
سابقہ انبیا سے مطالعہ کرے بزرگی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور شرافت دین اوسکے کی اور ثواب تابعدار اور نفاسیں زمان

طبرانی اور ابو نعیم اور ابن عساکر نے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت علیہ السلام نے کہ میں نکاح سے پیدا ہوا ہوں اور
نہیں میں زنا سے نکالا گیا شروع آدم علیہ السلام سے یہاں تک میرے ماں باپ نے مجھکو جنا اور کوئی چیز زنا جاہلیت سے
مجھکو نہیں پہونچی اور زندگی اونکی بعد موت کے منافی نکاح کی نہیں جو زمانہ کفر میں واقع تھا اور یہی زندگی
اور ایمان اونکا منافی نہیں اوس چیز کے جو فقہ اکبر میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ماں باپ حضرت علیہ السلام
کے کفر پر فوت ہوئے اور یہی منافی نہیں اوس حدیث کے جو صحیح مسلم میں مذکور ہے کہ میں نے رب سے اذن طلب کیا
واسطے بخشش ماں باپ اپنے کے پس مجھکو اذن ندیا اور یہ منافی نہیں اوس حدیث مسلم کے جو ایک آدمی نے کہا کہ اے
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میرا باپ کہاں ہوگا فرمایا دوزخ میں جب وہ واپس گیا پھر بلایا اوسکو فرمایا کہ میرا باپ
اور تیرا باپ دوزخ میں ہیں تو جواب یہہ ہے کہ ممکن ہے کہ زندگی بعد زمانے ان دو حدیثوں کے کیونکہ وہ
احیاء والدین علیہ السلام کا حجۃ الوداع میں واقع ہوا تھا اگر کوئی سوال کرے کہ ایمان وقت معاینہ عذاب کے
کچھہ نفع نہیں دیتا پس کس طرح بعد موت کے ایمان نافع ہوگا جواب یہہ قاعدہ بیچ غیر خصوصیت نبی علیہ السلام کے
ہے اور زندگی والدین علیہ السلام میں خاصہ حضرت کا ہے بیچ اکرام اور تعظیم علیہ السلام کی پھر اور تمسک اوپر
بیان کرنی نجات والدین علیہ السلام پر اسطور ہے کہ وہ زمانہ فترت میں گذرے ہیں پس بنا اوسکی قواعد اشاعرہ
پر ہے کہ جو شخص فوت ہوا اور اسکو دعوت انبیا کی نہ پہونچی پس وہ نجات پر مریگا لیکن ماتریدیہ کہتے ہیں کہ جو شخص فوت
ہو پہلے گذرنے ایک مدت کے جسمیں تامل ہو سکتا ہے اور اسنے ایمان اور کفر کا اعتقاد نہ کیا پس واسطے اوسکے کوئی
عذاب نہیں بخلاف اوس صورت کے جو اعتقاد کفر یہ کیا یا فوت ہوا بعد گذرنے مدت کے جسمیں فہم اور تامل کر سکتا ہے
اور کچھہ اعتقاد نہیں کیا یعنی دونو امر میں ماخوذ ہے اور بخاری اول ماتریدیہ سے موافق اشعریہ کے ہیں اور امام
اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی تاویل کرنے میں اور امام کا یہہ قول ہے کہ کوئی شخص عقلمند جہالت خالق میں معذور
نہیں پس تاویل یہہ ہے کہ بعد بعثت نبی علیہ السلام کے معذور نہیں شیخ ابن ہمام نے اسکو کتاب تحریر میں اختیار اور
پسند کیا ہے لیکن شرط یہہ کہ وہ شخص معتقد کفر نہ ہو کیونکہ امام نووی اور امام فخر رازی نے تصریح کی ہے کہ جو شخص پہلے
بعثت پیغمبر علیہ السلام کے مشرک فوت ہوا پس وہ دوزخ میں ہے اور اسی طرح بعض مالکیہ نے حمل کیا ہے اون احادیث کو جو عذاب
اہل فترت میں وارد ہیں صحت سے بخلاف اوس صورت کے جو نہ مشرک ہے اور نہ موحد بلکہ عقل کی جہت سے غفلت
میں ہے پس اسمیں اختلاف ہے اور بخلاف اوس شخص کے جسنے راہ حق معلوم کیا مانند قس بن ساعدہ اور زید بن

عمرو بن نفیل کی کیونکہ اونکی نجات میں مقلاود نہیں بنا بر کے پس غالب گمان بخشش الہی میں یہہ ہے کہ باپ حضرت علیہ السلام کے ایک دو قسم ذکور سے بعض احتمال کلام ہے آ ..قال بعض اہل تحقیق نے کہا کہ یہہ مسئلہ لائق ذکر کے نہیں مگر ساتھہ زیادتی ادب کے اور یہہ مسئلہ ضروریات سے نہیں جسکی جہالت سے ضرر ہو یا قبر اور قیامت میں سوال ہو پس اصل مسئلہ یہ زبان کو تکلم سے سوائے خیر کے بند کرنا بہتر ہے اور سالم تر۔ اور مقام دوسرا یہہ ہے کہ باب مرتد میں مذکور ہے کہ توبہ وقت ناامیدی کے درست ہے اور ایمان وقت یاس کے مقبول نہیں اور دلیل قبول توبہ پر یہہ آیت ہے هُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَۃَ عَنْ عِبَادِہٖ اور بہت دلایل ہیں اور بزازیہ میں بہت طول ہے اور قول عدم قبول توبہ منقول ہے اور منسوب ہے طرف حنفی اور شافعی اور مالکی کی اور ملا علی قاری نے شرح ضوء المعالی میں اسکو قوت دی ہے اور بحث باب نماز جنازہ میں بسط سے ذکر کیا ہے۔ اور ایمان یاس اور بأس یعنی اسمیں مذہب اہل حق یہہ ہے کہ وقت غرغرہ اور معاینہ عذاب بیخ کنی کے ایمان لانا کچہہ نفع نہیں دیتا کیونکہ خدا تعالی نے فرمایا ہے فَلَمْ یَکُ یَنْفَعُهُمْ اِیْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا اور علمائے علما نے کفر فرعون پر اجماع کیا ہے جیسا کہ اسکو تفسیر سورہ یونس میں ترمذی نے روایت کیا ہے اگرچہ اسمیں مخالف ہے شیخ محی الدین ابن عربی صاحب فتوحات مکیہ۔ علامہ ابن حجر نے کتاب زواجر میں کہا کہ ہم اگرچہ معتقد ہیں ابن عربی کی بزرگی کے لیکن قول اوسکا مخالف شرع مردود ہے کیونکہ عصمت سوائے انبیا کے کسی کو نہیں اور بعض کتب ابن عربی میں تصریح کی گئی ہے کہ فرعون ساتھ ہامان اور قارون کے دوزخ میں ہوگا۔ جب کلام اوسکی مختلف ہوئی تو معتبر کی وہی کلام اوسکی جو موافق ہو ساتھ دلایل شرع کے ہے اور قول مخالف شرع متروک اور مردود ہے۔ بزازیہ میں بہت طول لیا اور کہا کہ قوم یونس قاعدہ ایمان یاس سے مستثنی اور الگ ہے کیونکہ خدائے تعالی نے فرمایا ہے کہ مگر قوم یونس کی اور استثنا منفصل ہے اور ایمان اونکا وقت معاینہ عذاب کے ہے اور بعضوں نے کہا کہ یہہ کرامت اور خاصہ نبی اوس قوم کا ہے جیسا کہ تو صحیح اوسکی یہہ کہ ہمارے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو خدا نے بزرگی اور اکرام کیا ساتھ زندہ کرنے ماں باپ اونکے حتی کہ ساتھہ انکے ایمان لائے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے اور قرطبی اور ابن ناصر الدین حافظ ملک الشام وغیرہ نے حدیث کی تصحیح کی ہے۔ پس نفعمند ساتھہ ایمان کے بعد موت کے ہونے اور یہہ خلاف قاعدہ مذکور کے ہے واسطے اکرام اور تعظیم خاص نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے چنانچہ مقتول بنی اسرائیل واسطے بیان قاتل کے وقت موسی علیہ السلام میں زندہ ہوا۔ اور دعا عیسی علیہ السلام سے مردے زندہ ہوئے ایسا ہی ایک جماعت مردگان سے خدا تعالی نے [illegible]

برکت دعائے حضرت علیہ السلام سے زندہ کئے اور تحقیق صحیح ہوئی یہہ بات کہ خدائے تعالی نے بعد غروب سورج کو
واپس کیا حضرت کی دعا سے تاکہ علی کرم اللہ وجہہ عصر کی نماز ادا کی جیساکہ سورج اور وقت بعد فوت کے واپس
ہوئے ایسا ہی واسطے اکرام نبی علیہ السلام کے ماباپ اونکے زندہ اور مومن ہوئے بعد گذرنے دفن کے تمام ہوا
خلاصہ شامی کا۔ یواقیت الجواہر میں مذکور ہے کہ فتوحات مکیہ کے ۶۲ باب میں بیان ہے کہ چار قسم بدکارونکے
ہمیشہ دوزخ میں رہینگے کبھی خارج نہ ہونگے۔ قسم اول متکبر مانند فرعون اور نمرود اور ابی لہب کی اور مثل اونکی دوم
مشرک سوم معطل یعنی منکر صانع چہارم منافق ہمیشہ دوزخ میں رہینگے جنوں سے ہوں یا آدمیوں سے پس کذب اور
افترا ہے جو کہتے کہ ابن عربی ساتھہ قبول ایمان فرعون کے قایل ہے اگر یوں ہوتا تو کبھی نہ کہتا کہ فرعون ناری ہے
ہمیشہ رہنے والوں سے پس وہ قول اوسپر بہتان اور مدسوس ہے الحاق کیا گیا جیساکہ خطبہ کتاب میں اسکی طرف
اشارہ گذرا یا شیخ قاضی ابوبکر باقلانی کا تابع ہوا جو قایل قبول ایمان یاس کے تھے پھر رجوع کیا اور فتوحات مکیہ
اخیر کی تالیف ہے اس سے فارغ ہوا ہے پنج سال پہلے مرگ کے اور اجماع منعقد ہوا اوپر عدم قبول ایمان فرعون
کے پس دور ہوا اور نیچ اس قول سے کہ فرعون کو ابن عربی مومن کہتا ہے تمام ہوا خلاصہ یواقیت امام شعرانی کا
جو تیس واسطے سے ابن عربی کا تلمیذ ہے۔ اور امام شعرانی عبدالوہاب نے کہا کہ یہہ بھی ابن عربی پر بہتان ہے
جو کہتے کہ ابن عربی کہتا ہے کہ اہل دوزخ ہمیشہ آگ میں نہ رہینگے۔ امام شعرانی ذمہ اور بلکہ یواقیت الجواہر میں
بیان کرتے ہیں کہ شرعیہ اور حقیقت وہ چیز ہے جو زبان مخبر صادق مصدوق علیہ السلام سے آئی ہو وہ
احکام جو انمیں عقل کو دخل نہیں اقبول کرنا اور مان لینا اونکا ہے نہ غیر اسکا جیساکہ معجزات میں یہ بیان ہوا۔
کیونکہ اگر عقلیں بھی معرفت احکام میں مستقل ہوتیں تو یہہ ہونا معجزہ ونکا عبث ہوتا اور یقین سے معلوم ہے یہ بات کہ
کہ ہر انسان سرور اپنے مآل و انجام سے جاہل ہے اور یہی جاہل ہے کہ کہاں انتقال کریگا جیساکہ اسباب شقاوت
اور سعادت سے جاہل ہے اگر رسولونکا بھیجنا نہوتا تو فرق درمیان طاعت اور معصیت کے معلوم نہ ہوتا اور
کوئی ایک اہل دونوں ستہ سے دوسرے سے امتیاز نہ کیا جاتا پس معلوم ہوا یہہ امر کہ ارسال رسولونکا اللہ
کیطرف سے بندونپر ایک حجت ظاہر قایم ہوئی ہے اور نیکبخت اور بدبخت نہیں ہوتا کوئی ایک مگر قسمت ازلی
الٰہی میں واسطے انبیا علیہ السلام کے سوائے ابلاغ اور ظاہر ہدایت کے کچھ نہیں کیونکہ وارد ہے انک لا تھدی
من احببت الخ اور اسیطرح گمراہ کرنے میں ابلیس وغیرہ کو کوئی دخل نہیں سوائے اسکے نہیں کہ ابلیس وغیرہ سبب

کہ جاہلوں کا یہہ قول کہ ہے ہرگز نہ سمجھنا چاہیئے کہ شرع میں عقل کو کوئی دخل نہیں کچھہ یہہ قول الٰہی نہیں قول نبی نہیں
قول علمائے قدیم نہیں قول عقلائے ماضی و حال نہیں کسی مسلمان فلاسفہ کا مقولہ نہیں کہ شرع میں عقل کو کچھہ دخل
نہیں پس یہہ تمام رہبر کا بیان صرف وہم اور خیال رہبر کے ہے اور بطلان قول اوسکے کا بموجب روایات
مذکورہ کے اظہر من الشمس ہے عقل و نقل سے بعید ہے کہ ایسے یاوہ گو کی تابعداری کیجاوے اور تعمیل حکم خدا و رسول
خدا کو ترک کیا جاوے نَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّ هٰذَا الرَّجُلِ لَکَذَّابِ نماز پڑھنا عربی زبان میں اور نکاح
قرآن مجید کا عربی زبان میں یہہ دونو مسئلے صرف اجتہادی نہیں بلکہ قرآن و حدیث و اجماع سے ثابت ہیں پس جو شخص
قرآن و حدیث اجماع سے انکار کریگا رشتہ ہدایت سے دور ہوکر گمراہی میں داخل ہوگا قولہ (صفحہ ۲۰) جس امر میں
انسان کو شک پیدا ہو اسکی نسبت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہہ ارشاد فرمایا ہے دیکھو ترمذی بروایت امام
حسن علیہ السلام دَعْ مَا یُرِیْبُکَ اِلٰی مَا لَا یُرِیْبُکَ ۔ اَقُوْلُ بِتَوْفِیْقِ اللّٰہِ تَعَالٰی نماز پڑھنا عربی زبان میں
حرمین معلوم ہے اہل اسلام کو تواتر سے یہہ حکم پہونچا ہے قرآن اور حدیث اور اجماعات مجتہدین سے ثابت ہوا ہے کہ
یہہ نماز بصورت معلوم ادا کیجاوے اسمیں تعمیل حکم شرع کی ہے اور یہہ حکم شکی نہیں تاکہ وہ یہہ حدیث دا[؟] کیجاوے
اسکو امر شک میں داخل کرنا صرف وہم و خیال رہزن اسلام کا ہے جو صاحب اسلام نے فرمایا ہے اور واسطے فائدہ
مسلمانوں کے پوری حدیث مع ترجمہ مظاہر حق سے نقل کیجاتی ہے وَعَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ قَالَ حَفِظْتُ مِنْ
رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَعْ مَا یُرِیْبُکَ اِلٰی مَا لَا یُرِیْبُکَ فَاِنَّ الصِّدْقَ طُمَاْنِیْنَۃٌ وَّاِنَّ
الْکَذِبَ رِیْبَۃٌ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَرَوَی الدَّارِمِیُّ الْفَصْلَ الْاَوَّلَ ۔ اور
روایت ہے حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے کہ کہا یاد رکھی مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یعنی بلاواسطہ یہہ حدیث
چھوڑ اوس چیز کو جو شک میں ڈالے تجکو درمیل کر طرف اوس چیز کی کہ نہ شک میں ڈالے تجکو اسواسطے کہ حق باعث
اطمینان دل کا ہے اور باطل باعث شک و تردد کا ہے نقل کی یہہ احمد اور ترمذی اور نسائی نے اور دارمی نے
دارمی نے پہلا جملہ یعنی دَعْ مَا یُرِیْبُکَ اِلٰی مَا لَا یُرِیْبُکَ **ف** مقصود یہہ ہے کہ پرہیز کرے شبہات سے
یا معنی یہہ ہیں کہ جب پاوے تو اپنے دل کو کہ ہو شک کرنے والا ایک چیز میں قسم اقوال و اعمال سے تو چھوڑ اوسکو
اور انتقال کر طرف اوس چیز کی کہ شک نہ رکھتا ہو اسلئے کہ شک ہونا ایک چیز میں علامت اوسکے باطل ہونیکی ہے
اور اطمینان علامت حقانیت کی ہے پس یہہ قاعدہ ہے واسطے پہچاننے حسن اور قبیح اور حلال و حرمت کے چیز کے

ولیکن یہہ متحقق نہیں ہوتا مگر اچھے نفسوں میں کہ جو آراستہ ہوں ساتھہ تقویٰ اور عدالت کے پس نتیجہ نمازی لوگ ادا کرنے نماز میں تابعداری حکم خدا اور رسول اور اجماع مجتہدین اور بزرگان دین کی کرتے ہیں صرف وہم و گمان اونکے پیرو نہیں جیساکہ رہبر کا حال ہے کہ اپنے نفس کا مطیع و پیرو ہے اور اوسکی تقلید کرتا ہے اور اوسی پر مطابق آیت جو آٹھویں سیپارہ سے رہبر نے نقل کی ہے صادق آتا ہے کیونکہ اللہ کی کلام کو کوئی تبدیل کرنیوالا نہیں بلکہ خداوند کریم اپنی کلام کا خود محافظ ہے جیساکہ ارشاد کیا وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ترجمہ آیت کریمہ کا آٹھویں سیپارہ سے جسکو رہبر لایا تفسیر حسینی سے نقل کیا جاتا ہے کہ اہل اسلام کو اوسکا مطلب خوب واضح ہو جاوے وَاِنْ تُطِعْ واگر فرمان بری اَکْثَرَ مَنْ فِی الْاَرْضِ بیشتر کسانیرا کہ بر روئے زمین اند یعنی کفار و جہلا کہ گویند مراد ارض مکہ است یعنی اگر مطیع شوی اکثر اہل مکہ را یُضِلُّوْکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ گمراہ گردانند ترا از راہیکہ بخدا میرسد اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ پیروی نمیکنند این گروہ اِلَّا الظَّنَّ مگر گمان خود را و گمان ایشان آن بود کہ پدران ایشان برحق اند وَاِنْ ھُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَ و نیستند ایشان الا کہ دروغ مے گویند بر خدائے در تحلیل مردار و تحریم بحائر و انتساب فرزند بوے و اتخاذ شریک در عبادت وے اِنَّ رَبَّکَ ھُوَ اَعْلَمُ بدرستیکہ آفریدگار تو دانا ترست مَنْ یَّضِلُّ عَنْ سَبِیْلِہٖ بانکس کہ گم میشود از راہ وے وَھُوَ اَعْلَمُ و اوست دانا تر بِالْمُھْتَدِیْنَ براہ یافتگان

ف خطاب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہے اور مراد اس سے امت ہے۔ معالم التنزیل میں مذکور ہے کہ اکثر اہل زمین تھے اوپر گمراہی کے اور بعضوں نے کہا کہ مراد یہہ ہے کہ کفار نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین سے مردار کے کھانے میں جھگڑا کیا اور کہا کہ تم کھاتے ہو وہ چیز جو تم قتل کرتے ہو اور تم نہیں کھاتے وہ چیز جسکو اللہ نے مارا پس خداوند کریم نے فرمایا کہ اگر تو پیروی کرے اکثر اون لوگونکی جو زمین میں ہیں یعنی تابعداری کرے تو اونکی کھانے مردار میں تو تمکو رستہ اللہ سے گمراہ کرینگے اونہیں تابعداری کرتے کسی شئی کی مگر اپنے گمان اور ہوائے نفس کی بتعیت عقل سے وہ نہیں تمسک پکڑتے۔ نہیں وہ مگر جھوٹ بولتے بیشک تیرا رب زیادہ جانتا ہے اون لوگوں کو جو اوسکے رستہ سے گمراہ کرتے ہیں یا گمراہ ہوتے ہیں اور وہ بہتر جاننے والا ہے ہدایت والوں اور گمراہی والوں کو پس ہر ایک کو بدلہ دیگا بموجب ویکے استحقاق کے **ف** اس آیت کریمہ سے یہہ ثابت ہوا کہ تابعداری کفار اور جاہلونکی جو کفر اور شرک اور گناہ کے اختیار کریں نکیجاوے اور یہی تقلید کفار اور جہلا کی شرع میں مذموم ہے نہ وہ تقلید جو مجتہدین کی غیر مجتہد کرتے ہیں کیونکہ وہ اطاعت خدا اور رسول خدا میں مندرج ہے کما فی البیضاوی قولہ حضور قلب ہونا شرط نماز ہے الخ اَقُوْلُ بِتَوْفِیْقِ

سے نہ پہچانا اس کو کسی مراد یا قول الہی ہے اور اسکو متعدد نہیں کی قرآن میں یا دلی یا نقصان کرے اور بعضوں نے کہا کہ ضمیر لہ کی پھری ہے طرف
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یعنی ہم واسطے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے البتہ نگاہبانی کرنے والے ہیں دین لوگوں سے جو ساتھ انکے برائی ارادہ کرین اور یہی غلط
رح بیان کیا ہے آیت سے اور وان کنتم في ريب مما نزلنا على عبدنا فاتوا بسورة من مثله ترجمہ اور اگر ہو تم
اگر ہو تم شک اور گمان میں ہو اور اس چیز سے کہ ہم نے اوسکو اوتارا ہے یعنی قرآن کو اپنے بندہ پر یعنی محمد صلی اللہ علیہ
وسلم اور تم کہتے ہو کہ یہ الوکہ یہ بنایا ہوا اوسکا ہے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پس لاؤ تم ایک سورہ کو اسکی مانند یعنی تم بھی اپنی دیکھو خوب تم صاحب
بلاغت اور فصاحت ہو کلام فصیح و بلیغ کو جو امور غیب سے خبر دینے والی ہو اور تم اپنے حاضرین کو بلاؤ کہ غیر خدا تعالی کے ہیں اس میں
مدد کو اگر ہو تم راست کہنے والے ہو اس بات میں کہ یہ کلام بشر کی ہے پس اگر تم نے معارضہ نہ کیا زمانہ گذشتہ میں اور تم سورہ مانند اسکی لا سکے اور
زمانہ آئندہ میں بھی ہرگز معارضہ نہ کر سکو گے پس ایمان لاؤ اور پرہیز کرو آگ سے کذا فی البیضاوی والحسینی وغیرہ یعنی ایمان لاؤ اس بات پر
کہ قرآن مجید کلام الہی ہے کلام بشر نہیں ہے پس اس دلیل سے بھی دعوی ثابت ہوا بلکہ دلیل ہے اس امر کی کہ قرآن کلام الہی ہے کلام غیر
خدا نہیں ہے اور دہوکا اور فریب دنیا صادق رہبر اسلام سے دور ہے چونکہ قرآن مجید کلام الہی ہے بشر کی کلام نہیں جیسا کہ اہل سنت وجماعت
کا اعتقاد ہے۔ قصیدۃ لامیہ میں جو عقاید اہل سنت وجماعت ہی مذکور ہے کہ وما القرآن مخلوقا تعالى * كلام الرب عن جنس
المقال * ترجمہ اور نہیں قرآن مخلوق یعنی نو پیدا جیسا کہ کلام بشر ہے کلام رب کی بلند مرتبہ والی منزہ ہے جنس سخن لوگوں سے پس جو شخص
کلام ربانی کو کلام بشر تصور کرے یا ادا کرنے نماز کو شرک خیال کرے پس وہ شخص خود بخود گرد کفر اور شرک میں داخل ہے اور پہلے گذر چکا کہ
قرآن میں ہے یا نہیں پس بوجہ آیات شرک کو عوام کی نماز پر مناسبت نہیں تاکہ عوام تائب ہوں آخر سورہ کہف میں ہے فمن کان یرجوا
لقاء ربه فليعمل عملا صالحا ولا يشرك بعبادة ربه احدا ترجمہ جو کوئی امید رکھتا ہو ملاقات رب اپنے کی پس چاہیے کہ
کرے عمل اچھا اور نہ شریک کرے ساتھ عبادت رب اپنے کے کسیکو۔ سورہ نساء میں ہے ومن يشرك بالله فقد ضل ضلالا بعيدا ا ه
ترجمہ اور جو کوئی شرک کرے ساتھ اللہ کے پس تحقیق وہ گمراہ ہو گمراہی دور ان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر ما
دون ذلك ترجمہ تحقیق نہیں بخشیگا یہ کہ ساتھ اوسکے شرک کیا جاوے اور سوائے شرک اور کفر کے بخشیگا جسکو چاہے پس جو شخص شرک اور
کفر کریگا یا عمل مخالف کریگا تو وہی دوزخ میں جلیگا اور ثواب سے محروم ہوگا۔ ان آیات کریمہ سے ثابت نہیں [illegible] شرک ہے بلکہ جو کوئی
مشرک کہے پس وہ آپ مشرک ہو جاویگا خداوند کریم جسکو چاہتا ہے صراط مستقیم کیطرف ہدایت کرتا ہے [illegible] ولو الالباب
دعا نصیحت قبول نہیں کرتے ہیں مگر صاحب عقل یعنی جو عقلمند تابعدار شریعت کے ہیں سر بر شریعت قوت عقل کرنے میں مخالفت شریعت
نہیں کرتے خلاف پیمبر کسے رہ گزید * کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید - اور جو عقلمند مقابلہ شریعت کرتے ہیں اور عقل کو تقدیم اور ترجیح دیتے ہیں
در فی الواقع وہ کم عقل ناقص ہیں نعمت عقل پر مدار تکلیف ہے اس پر تمام اہل ملت سامی کا اتفاق ہے فی شرح المواقف اتفق [illegible] مناط
التکلیف باجماع من اعقل الخ چونکہ نبوت سرور کائنات احمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر ختم ہو چکی پس اب جو شخص کو

...و منبر پر بیان کیا اس حدیث کو اور معنی حدیث کے اختلاف میں چالیس قول ہیں ایک یہہ کہ حدیث مشکل ہے معنی اسکے غیر معلوم ہیں دوسرا
یہہ کہ مراد سات سے حقیقت شمار کی نہیں بلکہ اسمیں آسانی ہے لیکن یہہ حدیث کے مخالف ہے تیسرا یہہ کہ مراد سات قرأت ہیں یہہ
بھی بہت بعید ہے چوتھا یہہ کہ مراد تغیر و تبدیل حروف کا ہے پانچواں یہہ کہ مراد تغیر تقدیم و تاخیر سے ہے چھٹا یہہ کہ مراد تغیر زیادتی و کمی حروف
سے ہے ساتواں یہہ کہ مراد تبدیل کلمے سے مقام کلمے ہے یا سات وجوہ ہیں یا مراد امر و نہی حلال حرام محکم متشابہ و امثال
ہیں یا علم توحید علم صفات وغیرہ ہیں الخ چونکہ حدیث مذکور محتمل ہے پس لائق تمسک کے نہیں کیونکہ جب احتمال وارد ہوا پس استدلال باطل ہوا
علاوہ یہہ کہ اگر مادری زبان میں نماز جائز ہوتی تو ضرور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہوتا چونکہ منقول نہیں باوجود
حاجت کے غیر عرب کو اسکے جیسے سلمان فارسی وغیرہ پس معلوم ہوا کہ قول رہبر کا باطل ہے علاوہ یہہ ہے کہ حدیث مذکور بموجب
قول جمہور کے خبر واحد غیر متواتر ہے اور کلام لفظی الہی جسمیں کسب کو دخل نہیں تواتر سے منقول ہے پس حدیث غیر
متواتر ظنی محتمل سے منسوخ نہ کیجاویگی اور تغیر و تبدیل نکیجاویگی کیونکہ امر ظنی اور شکی یقینی کے مقابل نہیں ہوتا چنانچہ اہل علم معقول و
منقول میں مثبت ہے کما لا یخفی علی من لہ عقل سلیم اور پہلے مقدمات میں یہہ بیان ہوا کہ الفاظ قرآن کلام الہی ہیں کلام مخلوق
کی نہیں جب قرآن مجید کلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نہو تو صحابہ کبار کی کلام کیونکر ہوویگا اگر مدعی کے پاس دلائل
قطعیہ ہیں تو پیش کرے تاکہ قلعی کھلجاوے اور قرأت سبعہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں اور نہ اسمیں کوئی حدیث وارد ہے
اور نہ کوئی قول صحابی کا ہے بلکہ یہہ قرأت سبعہ ماسوا قرأت سے جو سات ہیں تواتر سے منقول ہیں کذا فی الاتقان بلکہ صاحب اتقان نے
نقل کیا ہے بیچ معنی حدیث اُنزل القرآن علی سَبْعَۃِ اَحْرُفٍ کے ۳۵ قول ہیں. علمانے اختلاف کیا ہے کہ مصاحف
عثمانی تمام شامل ہیں یا نہیں ایک جماعت فقہا کی قائل شمول کی ہے کیونکہ صحابہ نے اتفاق کیا ہے کہ مصاحف عثمانی منقول مصاحف ابی بکر صدیق
رضی اللہ عنہ ہیں اور غیر اسکے متروک ہیں اور اکثر علما کا یہہ قول ہے کہ شمول بموجب رسم حروف سبعہ کے ہے اور مصاحف عثمانی جامع اوس
عرضہ کو جو جبریل علیہ السلام نے اخیر مرتبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے دور کیا اور عرضہ اخیرہ سے کوئی حرف متروک نہیں
ابن جوزی نے کہا کہ یہہ قول صواب ہے اور جواب فرقہ اول کا یہہ ہے کہ قرأت حروف سبعہ فرض اور لازم امت پر نہ تھی
بلکہ قول جواز اور رخصت کا تھا - جب صحابہ نے اختلاف لوگونکا معلوم کیا تو اتفاق اس بات پر کیا کہ جو قرأت قرآن کی عرضہ اخیرہ میں ہے
وہی مکتوب کیجاوے اور غیر اسکا ترک کیا جاوے اور اسمیں صحابہ سے کوئی گناہ صادر نہیں ہوا اور نہ وہ گمراہی پر اتفاق کرتے ہیں
اور ابن ابی شیبہ نے طریق ابن سیرین سے اوسنے عبیدہ سلیمانی سے روایت کیا ہے کہ کہا قرأت وہ قرأت جو رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم پر وقت رحلت کے دنیا سے عرض ہوئی یہ وہی قرأت ہے جو لوگ اسکو آج دن پڑھتے ہیں اور زید بن ثابت عرضہ اخیرہ میں
حاضر تھے اسواسطے ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم نے زید کو لکھنے پر معین کیا فقط انتہی مختصراً حضرت عثمان وغیرہ رضی اللہ عنہم
پر کوئی اعتراض اور شبہ وارد نہوا اسواسطے بند کرنے دروازہ اختلاف کے. باقی قرأت حروف متروکہ ہوئی فقط اور مراد ...

اُنزِلَ القرآنُ علی سَبعۃِ اَحرُف سے سات قرات جو موجود ہیں ہرگز نہیں جو یہ گمان کرے کہ مراد سات قرات ہیں وہ جاہل ہے علم دین سے نزدیک اہل سنت کے اجماع سے ثابت ہے کہ ترتیب آیات میں سماعی ہے اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ پانچ یا دس آیات یا اکثر یا زیادہ یا کم کا نزول ہوتا۔ اور مسلم الثبوت میں اہل سنت کے نزدیک کہ تمام قرآن لوح محفوظ سے رات قدر میں ماہ رمضان میں آسمان دنیا پر اوترا پھر اوسکے بعد ۲۳ یا ۲۵ سال میں بموجب حوادث کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا کذا فی الاتقان۔ یہہ امور دلالت کرتے ہیں اس بات پر کہ قرآن مجید کلام الٰہی ہے مخلوق کا کلام نہیں۔ علامہ تفسیر قرطبی کا یہہ ہے کہ حدیث اُنزِلَ القُرآنُ علیٰ سَبعۃِ اَحرُف صحیح بخاری اور مسلم اور موطا اور ابوداود و نسائی وغیرہ میں موجود ہے اور اسمیں علما کے ۳۵ اقوال ہیں منجملہ اونکے پانچ قول ذکر کیے جاتے ہیں اول یہہ کہ مراد سبعہ حروف سے سات وجہ ہیں معانی کی اور یہہ قول اکثر اہل علم کا ہے۔ طحاوی نے ذکر کیا ہے کہ یہہ [illegible] قرآن سے [illegible] کیونکہ لوگ اکثر جاہل تھے اور [illegible] آسانی اور رخصت سات حروف کی ہوئی جب لکھنے پڑھنے والے بہت ہوے تو لغت اونکی طرف لغت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی لوٹ آئی پس الفاظ لغت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے یاد کیے پس جائز نہیں کہ خلاف لغت [illegible] عبد البر نے کہا کہ حکم [illegible] حروف کا ایک وقت خاص میں واسطے ضرورت [illegible] دور ہوا [illegible] قرآن [illegible] مخصوص ہو یعنی [illegible] زبان غیر سے عاجز تھے جیسا کہ [illegible] دوسرا قول [illegible] مراد سات [illegible] ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لغت قریش یعنی [illegible] اکثر قرآن نازل ہوا اور مصحف اخیرہ کو کہ [illegible] جمع [illegible] کذا فی الاتقان۔ تیسرا قول یہہ کہ سات لغات قوم مضر کے تھے چوتھا قول یہہ کہ مراد سات [illegible] وہ ہیں اعراب [illegible] پانچواں قول یہہ کہ مراد سات احکام ہیں یعنی امر و نہی اور وعد و وعید و قصص مجادلہ و امثال اور یہہ قول کہ مراد سات حروف سات قرات ہیں غلط و باطل ہے بلکہ یہہ سات قرات [illegible] حرف کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرضہ اخیرہ کو جو جبرئیل علیہ السلام نے [illegible] رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے [illegible] کذا فی الاتقان اور یہہ اباحت سات حروف کی خاص واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھی اور کسی صحابی کو جائز نہیں کہ تبدیل کرے ورنہ اعجاز قرآن کا دور ہوگا اور محفوظ نہ رہیگا۔ اور جب عجمی وغیرہ لوگ اسلام میں داخل ہوئے اور اختلاف اور جنگ [illegible] کے زمانہ میں قرات میں اختلاف ہوا اور حذیفہ رضی اللہ عنہ نے لوگونکو جمع کر کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ تدارک کرو امت کا ہلاکی سے اور اونکے اختلاف سے کتاب میں جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے اختلاف کیا پس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انصار اور مہاجرین کو جمع کر کے اونکے مشورے اور اجتہاد سے یہہ کارگزاری کی پس جو صحیح اور ثابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا اوسکو جمع کرایا اور باقی کو ترک کیا اور بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا سے مصحف طلب کر کے پھر واپس کر دیا اور حکم کیا کہ باقی مصاحف پارہ کیے جاویں یا جلائے جاویں جیسا کہ دو قول مروی ہیں کما لا یخفی اور ابن عطیہ نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حکم کیا یعنی [illegible] صحابہ کے مشورے اور اجتہاد

ہے کہ باقی مصاحف مختلف اور منسوخ تلاوت جلائے جاویں یا پارہ پارہ کرکے دفن کیے جاویں۔ دیکھو ابن ابی داؤد نے روایت کیا کہ
سنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہ فرماتے تھے اے گروہ لوگوں کے خدا کے عذاب سے ڈرو اور عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں
طعن نہ کرو اور جو تم قول جلانے مصحف کے ہو قسم ہے خدا کی کہ نہیں جلایا مصاحف کو مگر ہماری جماعت صحابہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اور بعض نے
روایت کیا ہے سعید نے کہا فرمایا علی رضی اللہ عنہ نے کہ اگر میں وقت عثمان کے والی ہوتا تو البتہ مصاحف میں ہم وہ کام کرتے مانند اور نظیر کی
جو عثمان رضی اللہ عنہ نے کیا مصاحف میں۔ ابو الحسن بن بطال نے کہا کہ حکم کرنے تحریق مصاحف سے یہ جواز ثابت ہوا کہ جلانا کتابوں کا کہ جن میں
اسماء اللہ کے ہوں جائز ہے اور یہ تعظیم ہے واسطے انکے اور بچانا ہے نیچے آنے قدموں کے اور زمین پر ڈالنے سے اور معمر اپنے باپ سے
روایت کرتا ہے کہ طاؤس کے پاس جب صحیفے اور رسالے جمع ہوتے اور بسم اللہ الخ اون میں ہوتی تو جلا دیتے اور عروہ بن زبیر نے کتابیں فقہ
کی یوم حرہ میں یعنی جنگ یزید حرم میں جلائیں اور ابراہیم ابن نخعی جلانے مصحف کو مکروہ جانتے ہیں اور قول جلانے والے کا بہتر ساتھ ثواب کے
ہے کیونکہ یہ خلیفہ ثالث کے مشورہ اور اجتہاد سے تھا گویا صحابہ کا اتفاق ہوا اور ابو بکر قاضی نے کہا کہ جائز زبان اماموں سے یہ ہے کہ
روا ہے واسطے بادشاہ کے جلانا صحیفوں کا جن میں قرآن ہو جبکہ اجتہاد اوسکا طرف اس امر کی پہونچے اور یہ مضمون اتقان میں بھی موجود
ہے تمام ہوا خلاصہ قرطبی کا اختصار سے جو مصنف اوسکا مالکی ہے اور صاحب اتقان شافعی ہے اور فعل عثمان رضی اللہ عنہ سے یہ
ثابت ہوا کہ تلاوت اور کتابت اور تلفظ اور صوت قرآن کا جو پیدا ہے قدیم نہیں اگرچہ ملفوظ اور مکتوب قدیم ہے جیسا کہ [illegible]
ہے اور نکا جو اس حادث کو قدیم کہتے ہیں مانند قوم حشویہ وغیرہ کی بکذا فی القرطبی در مختار میں مذکور ہے کہ کتابیں جو لائق
نفع کے نہیں اور جنمیں نام خدا اور فرشتوں اور پیغمبروں کے ہوں مٹائے جاویں اور باقی کو جلایا جاوے اور پانی جاری میں ڈالی جاویں تو
کچھ خوف نہیں اور دفن کرنا بہتر ہے جیسا کہ انبیا میں شامی سے مذکور ہے کہ جیسا انبیا اور اولیا بعد موت کے اسی طرح تمامی
کتابیں جو لائق نفع کے نہوں کیونکہ دفن کرنے میں کوئی مخل تعظیم تصور نہیں کیونکہ بہتر مخلوق کے زمین میں مدفون ہوئے
ذخیرہ میں مذکور ہے کہ جب قرآن مجید کہنہ اور بے فائدہ اور پڑھنے کے لائق نہو اور مشکل ہو پڑھنا تو آگ سے جلایا جاوے اور طرف اسکی
اشارہ کیا امام محمد رح نے اور ساتھ اسکے عمل کرتے ہیں ہم اور اوسکا دفن کرنا مکروہ نہیں سزاوار یہ ہے کہ پاک کپڑے میں لپیٹ کے
لحد میں رکھا جاوے کیونکہ دفنانے میں خاک ڈالنے سے کسیقدر حقارت ہے مگر جب مسقف ہو تو کچھ خوف نہیں۔ اور اگر چاہے تو یوں کرے کہ پانی سے
دھو کر واسطے تعظیم کلام الٰہی کے ایسے مقام پاکیزہ میں رکھے جو غبار اور نجاست اور مس سے محفوظ ہو فقط مضمون قول۔ یہ امر کہ قرآن
تین بار لکھا گیا زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور زمانہ حضرت صدیق رض کی خلافت میں۔ اور خلافت عثمان رض میں صحیح ہے
لیکن یہ کہ ہر ایک کسب سے بنایا ہوا ہے پس یہ غلط ہے بلکہ کفر ہے پس بموجب روایات کے حضرت عثمان رض پر کوئی جرم اور طعن لازم نہیں آیا اور حدیث
ہشام سے ثبوت مادری زبان کا ہوتا ہے قرأت قرآن میں۔ اور کلام الٰہی اوراق میں حلول نہیں کرتی تاکہ [illegible] آوے اور
کے جلنے سے جلنا کلام الٰہی کا فقط اور اول بیان ہو چکا کہ قرآن نام مجموع معانی اور الفاظ کا ہے مجرد معانی کا نام نہیں

کرنی قرآن کی بغیر علم ہے تھا لفظ اللہ اور خدا کی غیر صحیح ہے کیونکہ خدا اور اللہ دونو نام مسمّی حق سبحانہ کے ہیں جیسا کہ قرآن میں مسمّی بعلم اور معنی کا
علمائے حنفی کے نزدیک اسم عین مسمّی کا ہے - قصیدہ بدء الامالی میں کہا ہے کہ وَلَيْسَ الاسْمُ غَيْرَ الْمُسَمّٰى جیسا کہ کوئی کہے کہ میں ایمان لایا ہوں اللہ پر
تو یہہ کہا جاویگا کہ وہ مسمّی و مصداق اس اسم ذاتی پر ایمان لایا ہے نہیں پس قول رہبر کا یہہ کی مثال ہے کہ حقیقت خدا کی مسخ اور دبے
معاملہ یہہ کیونکہ اسم اور چیز اور مسمّی اور چیز ہے کما لایخفی علی العاقل - اور تعلیم قرآن کا تبدل کرنا جسکا حافظ وہ خدا ہے نہایت
درجہ کی گمراہی ہے اور عینی شارح بخاری نے کہا کہ حدیث میں دس اقوال ہیں اور خطابی نے کہا کہ قرأت سات حرفوں کی پہلے اجماع صحابہ کے اور بعد اجماع کے ایک
حرف پر پس جائز نہیں کہ سات حروف پڑھے جاویں واسطے خلاف اجماع کے انتہی مختصراً اور مراد سات حرف سے سات لغات [illegible]
کیونکہ ہشام اور عمر بن خطاب کی لغت قریش کی تھی کیونکہ دونوں صحابی قرشی تھے اتحاد لغت اور قبیلہ میں محال ہے کہ مختلف ہو لغت انکی
پس معلوم ہوا کہ اختلاف سوائے لغت کے ہے کذا فی الاتقان - مراد اور مقصود اسم میں مسمّی سے یہہ ہے کہ اطلاق اسم کا ہوتا ہے اور مراد مسمّی
ہوتی ہے جیسا کہ سبح اسم ربک میں ہے اور باعتبار دلالت اور قصد و ارادہ کے جو اسم چیز سے مسمّی ہو مصداق پر ہو عین مسمّی کہا جاتا ہے
بطریق مجاز کے ورنہ لفظ اسم شی غیر شی کا ہے بعض نے کہا کہ یہہ اختلاف اسم معنوی میں ہے نہ لفظی میں کذا فی القرطبی تفسیر کبیر میں ذکر ہے حشویہ و کرامیہ
اور اشعریہ کہتے ہیں کہ اسم عین مسمّی کا ہے اور اسم غیر تسمیہ کا ہے اور معتزلہ کہتے ہیں کہ اسم غیر مسمّی اور عین تسمیہ ہے اور مختار نزدیک ہمارے یہہ ہے کہ اسم غیر مسمّی
تسمیہ ہے چیز دیگر ہو اگر مراد اسم سے لفظ ہے جو مرکب حروف سے ہے جو اصوات مقطوعہ ہیں اور ہم مسمّی سے مراد ذات اور حقیقت جو صادق
علیہ ہے اور معین تہ موجود ہے پس علم بدیہی حاصل ہے اس بات پر کہ اسم غیر مسمّی کا ہے اور خوض کرنا اس مسئلہ میں بعد اس تحقیق کے عبث و لغو ہے اگر مراد ساتھہ
اسم اور مسمّی دونو سے ذات ہے پس معنی اسم کہ وہ مسمّی ہے یہہ ہیں کہ ذات چیز کی عین چیز کا ہے اگرچہ یہہ امر ثابت اور حق ہے لیکن چونکہ واضح اور ضمنی ہے
پس خوض کرنا ان مسائل میں تمامی تقادیر پر عبث اور لغو ہے - اور دلائل اس امر کے کہ اسم عین مسمّی کا نہیں ایک یہہ کہ اسم موجود ہوتا ہے اور مسمّی
کبھی معدوم ہوتا ہے چنانچہ المعدوم منفی میں ہے الفاظ اسم موجود ہیں اور مسمّی معدوم ہے اور کبھی مسمّی موجود ہوتا ہے اور اسم معدوم جیسا کہ
حقائق موجودہ جنکا نام خاص معین نہو - جب اسم اور مسمّی کا وجود الگ ہے تو غیریت ثابت ہوئی دوسری یہہ کہ اسماء کبھی بہت ہوتے
ہیں مثل اسماء مترادفہ کے ہم معنی کی اور مسمّی ایک واحد ہوتا ہے اور کبھی اسم ایک واحد اور مسمّی بہت ہوتے ہیں مثل اسماء مشترکہ کی اور یہہ سبب غیریت کا ہے تیسری یہہ کہ
نام اسم کا اسم واسطے مسمّی کے اور ہی ہے معنی مسمّی یا واسطے اسم کے باب اضافت سے ہے اور ایک ہر دو مضافین کا غیر دوسرے کا ہے اگرچہ غیریت اعتباری ہو
چوتھی یہہ کہ اسم عبارت ہے حروف مرکبہ سے جو اصوات مقطوعہ ہیں واضع نے اونکو معین کیا ہے واسطے تعریف مسمیات کے اور یہہ اصوات اعراض غیر باقیہ
ہیں اور مسمّی کبھی ممکن اور کبھی باقی ہوتا ہے بلکہ وہ مسمّی جو واجب الوجود ہے ہمیشہ باقی ہے پانچویں دلیل یہہ کہ جب ہم تکلم کریں لفظ نار اور ثلج کا تو یہہ
دونوں لفظ زبان پر موجود ہیں اگر اسم عین مسمّی کا ہوتا تو ضرور زبان پر آگ اور برف موجود ہوتی اور یہہ خلاف عقل ہے
چھٹی یہہ کہ قول خدا تعالیٰ کا کہ اور واسطے خدا تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ ہیں اور حدیث میں وارد ہے کہ واسطے اوسکے
ننانوے نام ہیں اور مسمّی ذات عزوجل ایک ہے ساتویں دلیل یہہ کہ قول اللہ تعالیٰ کا بسم اللہ اور تو [illegible]

مقتضی ہے کہ لفظ اسم کا مضاف ہو طرف اللہ کی اور اضافت شے کی طرف ذات اپنی کی محال ہے۔ آٹھویں دلیل یہہ کہ -
فرق ظاہر معلوم ہوتا ہے درمیان قول بسم اللہ اور قول بسم الاسم کے اور درمیان اللہ اکبر ... ظاہر ثابت ہے کہ
اسم غیر مسمی کا ہے نویں دلیل یہہ کہ مذکور او معروف ہے کہ لفظ اللہ کا عربی میں نام خدا کا ہے اور فارسی میں نام خدا کا لفظ خدا ہے اور
ذات خدا کی مقدس اور منزہ ہے فارسی و عربی ہونے سے دسویں دلیل یہہ کہ خدا نے فرمایا کہ واسطے اللہ کے اسمائے حسنیٰ ہیں پس پکارو اوسکو یعنی
خدا تعالے نے ہمکو حکم کیا کہ پکارو ہم تم اسما اوسکے کے پس اسم خدا کا آلہ دعا کا ہوا اور مدعو وہ ذات خدا کی ہے اور غیریت درمیان
لفظ آلہ دعا اور مدعو ذات الٰہی کے ظاہر ہے۔ دلیل اون گروہ کی جو اسم کو عین مسمی کہتے ہیں یہہ نقل و حکم [illegible] ہے نقلی یہہ قول اللہ
تعالی کا ہے تبارک اسم ربک کیونکہ متبارک و متعالی ذات الٰہی ہے نہ صوت و حروف ہے۔ دلیل عقلی یہہ ہے کہ آدمی جبکہ کہے زینب طالق
ہے اور زینب اوسکی عورت کا نام ہے تو اوسپر طلاق واقع ہوگی اگر اسم غیر مسمی کا ہو تو طلاق غیر اوس عورت پر واقع ہوتی اور لازم آتا
ہے کہ اوسکی عورت پر طلاق واقع نہ ہو جواب نقلی کا یہہ ہے کہ جیساکہ ذات الٰہی منزہ ہے عیب و نقصان سے اسیطرح لفظ اسم اوسکا بھی مقدس ہے عیوب سے
اور قول ہمارا کہ زینب طالق ہے مراد اوس سے ذات ہے جسکی تعبیر اس لفظ سے ہے اسلئے طلاق واقع ہوئی اور تسمیہ دیکھ ... غیر اسم کا ہے
کیونکہ تسمیہ عبارت اور مراد ہے تعیین لفظ خاص سے واسطے تعریف ذات خاص کے ہے اور [illegible] کے ارادہ و قصد واضع کا ہے لیکن اسم
عبارت ہے خاص لفظ سے پس فرق ظاہر ہے - اور تمام چیز کا مجموع من حیث مجموع موضوع لہٗ تمام کا جز جسمی کا یعنی موضوع لہٗ کا ورنہ
بعض حروف [illegible] اسم تمام مسمی کا ہے [illegible] اجزاء اسم واسطے مجموع مسمی کے۔ اسم ہوتا ہے [illegible] صفحہ ۳۶
[illegible] ہے عبارت اوسکی یہہ ہے [illegible] لوگوں کے نزدیک عربی الفاظ قرآن ہے اور انکی مثال بچے کی ہے
کہ خدا کی حقیقت [illegible] اور [illegible] سمجھ لی اور [illegible] تسلیم کریگا یا لفظ اللہ قائم خدا کے بولا جاوے تو یوں
کہا جاویگا کہ لفظ اللہ منسوخ ہوگیا انتہی ملخصاً پس غلط بلکہ اغلط ہے یہ اشتغال سے ہی عقل [illegible] کی کمتر ہے -

سُبحَانَ اللهِ وَالحَمدُ لِلّٰهِ وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلیٰ خَیرِ خَلقِهٖ مَعَ آلِهِ الکِرَامِ وَاَصحَابِهِ العِظَامِ تَمَّ الجُزءُ الاَوَّلُ وَیَتلُوهُ الجُزءُ الثَّانِي اِنشَاءَ اللهُ وَقَد فُرِغَ مِن طَبعِهٖ فِي الحَادِي عَشَرَ بَعدَ ثَلٰثَةَ عَشَرَ مِائَةٍ مِنَ السِّنِینِ الهِجرِیَّةِ
عَلیٰ صَاحِبِهَا الصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ

اشتہار

[illegible] صاحب قصد طبع نفرماوے - اور الّا
جس نسخہ پر مؤلف کے قلمی دستخط نہونگے وہ مال مسروقہ خیال کیا جاوے گا

تصحیح اغلاط ارشاد عالم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٧	٦	کتوبات	مکتوبات
〃	١٥	نواب	ثواب
٨	٣	تناع	تنازع
〃	١٤	نبات	ثبات
٩	٥	بشازت	بشارت
١١	١	تخت	تحت
〃	٨	زاہد	زاہد
١٢	٧	بلکہ	بلکہ کا لفظ زیادہ ہے
١٣	٦	ارسال	ارسال نہیں
١٤	١٥	ننگ	نیک
١٦	١٨	ازم	لازم
١٩	١٨	متواز	متواتر
٢٠	١٩	ہوا	ہونا
٢١	١٠	قیامت	قیامت تک
〃	١١	ارواح کی ہے	ارواح کی زندگی ہے
〃	٢٢	تحلیف	تحریف
٣١	٢٠	باسمائہ	باسمائہ وصفاتہ
٣٣	٢١	داتی	ذاتی
٣٤	٣	یون کیا ہے	یون بیان کیا ہے
〃	٦	عدم ہو	اقسام عدم کی ہو
〃	١٨	خارج میں نہیں	خارج میں موجود نہیں
٣٦	٦	عرف	طرف
٣٧	٥	کا	کے
٤٣	٢٢	ور	در
٤٥	٢	غیرت	غیریت
〃	١٦	موحود	موجود
٤٦	٢٢	خنالق	خالق
٤٩	١٠		
٥٠	١	إنما قولہ لنا	إنما قولنا
٥٢	٣	مو	ہو
٥٣	٧	حلق	خلق
〃	٢٠	بو	جو
٥٥	٢	ور	اور
٥٦	٥	وجور	وجود
٥٧	١٩	تعادت	عبادت
٦٤	١٥	زمانے	زمانے سے
٦٧	٦	لی النبراس	فی النبراس
〃	٩	پیدا کرنا	اور پیدا کرنا
٦٩	٢	تونق	قول
٧٠	٦	ساتھ باری کے	ساتھ ذات باری کے
٧٢	١٤،١٥	بس بات	اس بات
٧٥	١٠	اتفاق	نفاق
٧٧	٨	موے	ہوئے
٧٨	١٢	حلق	خلق
٨٠	١٥	جوتھا	چوتھا
〃	١٩	آیا ٹیس فکر کر	آیا ذات میں سیر فکر کر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٨٣	١٠	اوسے	اوسنے
〃	١٧	باغ	پانچ
٨٥	٤	اہل مکہ	اے اہل مکہ
٨٦	٤	عجاز دس	اعجاز دس
٨٧	٢	نہایت	اور نہایت
٩٤	٢	اوں	اول
〃	١١	جبیث	خبیث
٩٦	٩	حصوصاً	خصوصاً
٩٧	١	بانے	باے
〃	١٤	صنالو	ضالہ
١٢١	٢	پڑھا لیا	پڑھا گیا
١٢٤	٦	القادر	القادر
١٢٨	٧	مخرازی	فخر رازی
١٢٩	٥	مین قرآن	عین قرآن
〃	٨	بگرر	بنگرد
١٣٠	١٠	در	امر
١٣٨	١٦	کری کی خواہ	کرے خواہ
١٤٤	٢	فقہاعنا	فقہا علما
١٤٥	٣	ملاکی	ہلاکی
١٤٩	٢٠	اجاع	اجماع
١٥٦	٢٠	سے	میں سے
١٥٩	٨	زدعت	از بدعت
١٦٤	٢	نماز شدہ	نماز تسلیم شدہ
١٦٩	٢٢	ولکنی ثنالہ	ولکن ینالہ
١٨٢	١٦	ویادہ	زیادہ
١٨٦	٨	فتح القدیر	تحریر اور فتح القدیر
١٩٢	٢٠	انکام	احکام
١٩٥	١٧	شقاوت	شقاوت
〃	٢٠	نابعدار	تابعدار
١٩٧	٥	کو	کفر
〃	١١	حاصہ	خاصہ
٢٠٠	١٢	فکراورا ہے	فکر اور رائے
٢٠١	١١	بصنف	بصفت
٢٠٢	٩	تار	تک
〃	٤	آنحصور	آنحضور
٢٤٣	٣	سمجھے	سمجھتے
〃	〃	〃	ثانی مجملہ
٢٤٦	١	اس حدیث	اس حدیث کو

فتوےٰ عدم جواز اقتدا نابالغ سبحانہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں کہ نماز تراویح نابالغ لڑکے کے پیچھے درست ہے یا نہیں بینوا توجروا

جواب۔ اقتدا لڑکے نابالغ کے پیچھے درست نہیں کسی نماز میں خواہ تراویح ہو یا غیر تراویح فرض ہو یا سنت یا نفل۔ یہ قوی اور صحیح ہے بخلاف ضعیف کے اور قول مرجوح اور ضعیف لائق فتوی اور عمل کے نہیں ہے کما فی الشامی وغیرہ۔ فی شرح المنیۃ الکبیر لا یصح اقتداء البالغ بغیر البالغ فی الفرض وغیرہ وہو الصحیح لان صلوٰۃ البالغ اقوی للزومہا ولا یجوز بناء القوی علی الضعیف وہو اصل یتخرج عنہ کثیر من المسائل۔ ترجمہ کبیری شرح منیہ میں ہے کہ اقتدا بالغ کی ساتھہ نابالغ کے فرض اور غیر فرض میں درست نہیں یہی صحیح ہے کیونکہ نماز بالغ کی بہت قوی ہے اس واسطے کہ لازم ہے یعنی بالغ اگر نماز سنت یا تراویح یا نفل کو شروع کرکے توڑ دے تو اسپر اسکا قضا کرنا واجب ہے بخلاف نابالغ کہ اوسپر قضا واجب نہیں۔ اور بنا قوی کی ضعیف پر درست نہیں۔ اور یہ قاعدہ کلیہ ہے اس سے بہت سے مسائل نکلتے ہیں ف: بالغ ہونا لڑکے کا ساتھہ احتلام اور انزال اور احبال کے ہوتا ہے۔ اگر یہ نشان نہوں تو پندرہ سال کامل کی عمر اسکی ہو تب وہ بحکم بلوغت وارد ہوتا ہے کذا فی الحدیث و در مختار و شرح وقایہ وغیرہ اور اسی پر فتوی ہے۔ فی الکنز الدقائق۔ وفسد اقتداء رجل بامرأۃ او صبی یعنی اقتدا کرنا مرد کا ساتھہ عورت اور لڑکے کے فاسد ہوتا ہے مطلقاً اگرچہ جنازہ میں ہو یا نفل میں اور یہی مختار ہے یعنی اسی پر فتوی ہے؛ مستخلص اور عینی شرح کنز میں ہے کہ تمام نمازوں میں اقتدا صحیح نہیں ہوتا۔ اور عینی شرح ہدایہ میں عمدہ دلیل ہے۔ در مختار میں ہے کہ اقتدا مرد کا ساتھہ عورت اور خنثیٰ اور لڑکے کے درست نہیں اگرچہ جنازہ اور نفل میں ہو صحیح مذہب پر شامی میں مذکور ہے کہ واسطے صحت امامت کے چھہ شرطیں ہیں بلوغ اسلام عقل ذکورت قرات بقدر جواز نماز۔ عدم عذر یعنی صاحب عذر نہو۔ فی الہدایۃ لا یجوز للرجال ان یقتدوا بامرأۃ او صبی الخ اما الصبی فلانہ متنفل فلا یجوز اقتداء المفترض بہ وفی التراویح والسنن المطلقۃ جوزہ مشائخ بلخ ولم یجوزہ مشائخنا ومنہم من حقق الخلاف فی النفل المطلق بین ابی یوسف رح وبین محمد رح والمختار انہ لا یجوز فی الصلوات کلہا۔ لان نفل الصبی دون نفل البالغ۔ حیث لا یلزمہ قضاء بالافساد بالاجماع ولا یبنی القوی علی الضعیف بخلاف المظنون لانہ مجتہد فیہ فاعتبر العارض عدماً بخلاف اقتداء الصبی بالصبی۔ لان الصلوٰۃ متحدۃ انتہی مختصراً۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ لا یؤم الغلام حتی یحتلم وعن ابن مسعود رضی اللہ عنہ لا یؤم الغلام الذی لا تجب علیہ الحدود کذا فی العینی ہدایہ وہکذا فی شرح ملتقی الابحر وبرجندی والشامی فقط۔ حررہ المسکین

عبد الکریم عفی عنہ

اور عالمگیری میں ہے کہ فتوی عدم جواز پر ہے ۔۔

فقد اصاب من اجاب مسکین

رکن الدین بھگوراوی عفی عنہ

ثبوت اسکا دو آدمی کی شہادت سے ہوتا ہے ۱۲ [۱]

اشہد بان ما فیہ صحیح جالندہری

عبد الرحمن عفی عنہ

ہذا جواب صحیح العبد

عنایت اللہ گورداسپوری عفی عنہ

یہ قول ضعیف اور مرجوح ہے [۲]